بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسُولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکُمُ اللّٰہ ببدرٍ وّأنتُم اذلّۃ

جلد 47

شمارہ 49/50

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR
Qadian

ایڈیٹر : منیر احمد خادم
نائبین : قریشی محمد فضل اللہ۔ منصور احمد
Postal Registration No: P/GDP-23

13/20 شعبان 1419 ہجری 10/3 فتح 1377 ہش 10/3 دسمبر 98

شرح چندہ
سالانہ -/150 روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

ادارہ بدر کی جانب سے
جلسہ سالانہ قادیان 98
مبارک ہو

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ یو۔ کے سے خطاب فرمارہے ہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اعلان فرمایا کہ ”سال 98-1997 میں اللہ تعالیٰ نے عالمگیر جماعت احمدیہ میں 93 ممالک کی 223 اقوام کے 50 لاکھ 4 ہزار 591 نفوس کا اضافہ فرمایا ہے“۔ چنانچہ حضور انور نے جلسہ سالانہ یو۔کے منعقدہ 31 جولائی و یکم و 2 اگست کے موقع پر ان افراد کو عالمی بیعت کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ میں شامل فرمایا۔ ⟹
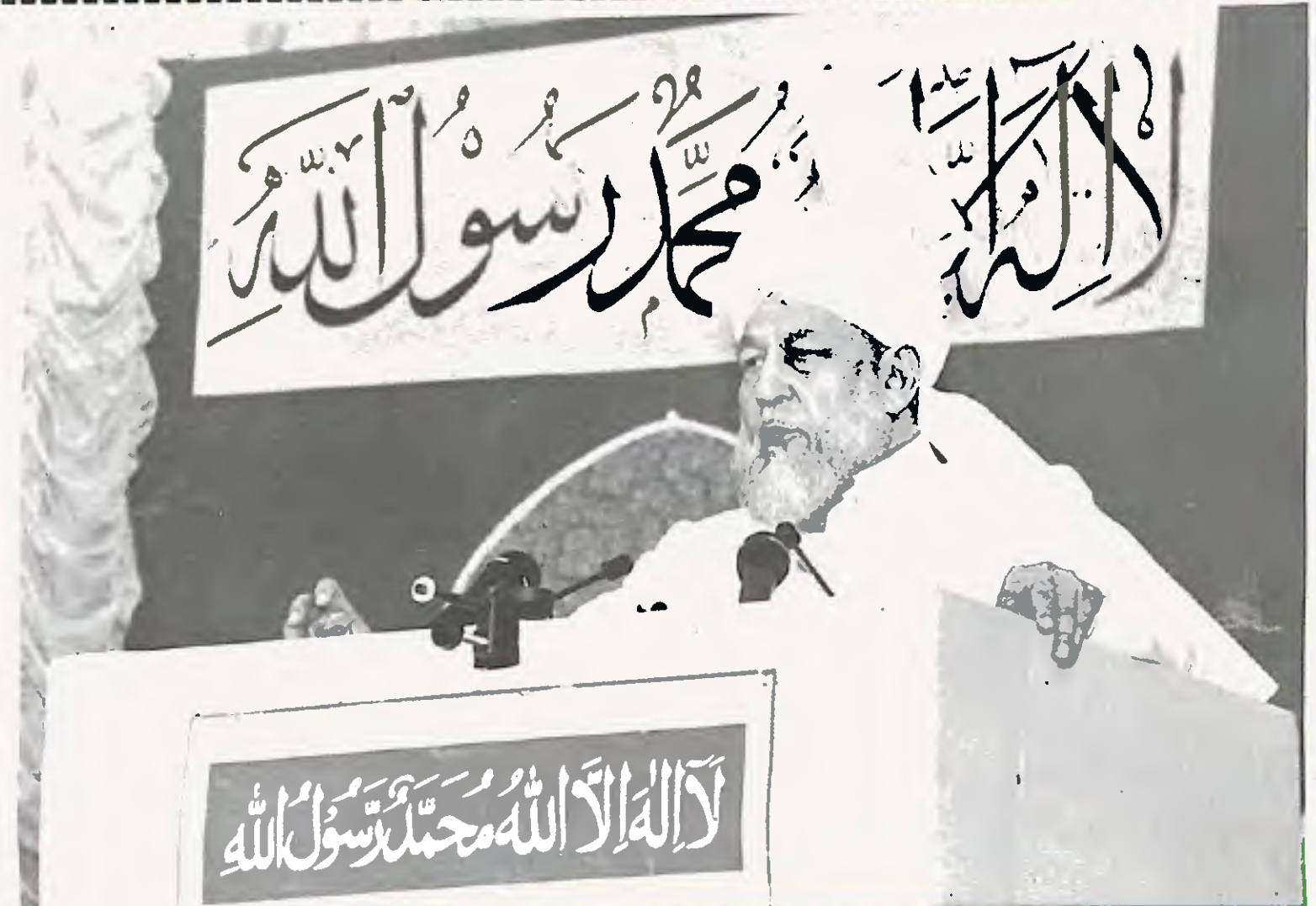
لندن (برطانیہ) میں جماعت احمدیہ کی طرف سے تعمیر کی جانے والی سب سے پہلی مسجد (مسجد فضل لندن 1924ء) جہاں سے قریباً پون صدی سے کلمۂ شہادت کی صدا بلند ہو رہی ہے۔ اب عرصہ 14 سال سے یہ مسجد عالمگیر جماعت احمدیہ کی مساعی کا مرکز بن چکی ہے جہاں سے روزانہ 24 گھنٹے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ سے اسلام کی عظیم الشان تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے اس مسجد کی بابت سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ (حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی) کی درج ذیل پیشگوئی نہایت آب و تاب سے پوری ہو رہی ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

میں میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان پنجاب ہندوستان ہے خدا کی رضا کے حصول کے لئے اور اس غرض سے کہ خدا تعالیٰ کا ذکر انگلستان میں بلند ہو اور انگلستان کے لوگ بھی اس برکت سے حصہ پاویں جو ہمیں ملی ہے آج ۲۰ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ کو اس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا کرے اور ہمیشہ کے لئے اس مسجد کو نیکی تقویٰ۔ انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد مسیح موعود نبی اللہ بروز و نائب محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لئے روحانی سورج کا کام دے اے خدا تو ایسا ہی کر۔

۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

اسال جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ و اشاعت صدر انجمن احمدیہ قادیان بطور نمائندہ تشریف لے گئے تھے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کرتے ہوئے ایک تصویر۔

مکرم رفیق احمد صاحب مالاباری منیجر ہفت روزہ بدر قادیان بطور نمائندہ بدر جرمن تشریف لے گئے تھے۔ ہمبرگ مشن میں احباب کے ساتھ۔

22 مارچ 98ء کو جیند (ہریانہ) میں جلسہ پیشوایان مذاہب کا انعقاد کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے فرمائی۔ اس موقع پر مولوی سفیر احمد صاحب بھٹی انچارج مبلغ ہریانہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالتے ہوئے۔

جماعت احمدیہ باس ضلع حصار (ہریانہ) کے افراد تقسیم ملک کے پچاس سال بعد اپنے گاؤں میں نماز عید الفطر ادا کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے انہوں نے کوئی بھی نماز ادا نہیں کی۔ جماعت احمدیہ کی جانب سے انہیں اسلامی تعلیم دی گئی۔ مکرم مولوی امان علی صاحب مبلغ باس نماز پڑھا رہے ہیں۔

مدراس بک فیئر میں احمدیہ بک اسٹال :...... محترم بشارت احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ مدراس (چنئی) آنے والے مہمانوں کو کتب کا تعارف کراتے ہوئے۔

جماعت احمدیہ ساونت واڑی مہاراشٹر کی جانب سے احمدیہ مشن ساونت واڑی کا مورخہ 14 اگست 1998 کو افتتاح کیا گیا اس موقع پر آزادی کی گولڈن جوبلی بھی منعقد کی گئی۔

15 اپریل 98ء کو جالندھر میں رام نومی کے جلوس میں جماعت احمدیہ کے افراد نے بھی شرکت کی زیر نظر تصویر میں جناب وجے کمار صاحب چوپڑہ (ایڈیٹر ہند سماچار گروپ آف اخبارات) احمدیہ وفد محترم مولوی عنایت اللہ صاحب نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان۔ مکرم منیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر بدر قادیان۔ گیانی تنویر احمد صاحب خادم نگران تبلیغ پنجاب و ہماچل کا استقبال کرتے ہوئے۔

دعوت الی اللہ وقت کی ایک اہم ضرورت

یہ فطرت انسانی ہے کہ جس چیز کو اپنے لئے پسند کرتی ہے چاہتی ہے کہ اپنے قریبیوں اور ملنے والوں کو بھی اس سے فیضیاب کرے سرور کائنات حضرت محمد عربی ﷺ نے زندہ خدا کو پایا تھا اور آپ کی شدید خواہش تھی کہ سب دُنیا کو جتنا جلد ہو سکے اُس خدائے برتر و بر حق سے آشنا کر دیں آپ کی اس بے پناہ آرزو اور دلی تڑپ کو خداوند علیم و خبیر نے بھی محسوس فرمایا اور آپ کو نہایت پیار سے یوں سمجھایا۔

"لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْن"

کہ اے محمد ﷺ کیا آپ خود کو اس غم میں ہلکان کر دیں گے کہ یہ لوگ سچے خدا پر ایمان نہیں لاتے۔ بالآخر آپ کی سچی لگن اور تڑپ اور اندھیری راتوں کی گریہ وزاری کے نتیجہ میں مکہ معظمہ کی بستی سے لے کر عرب کے تمام دیہات و شہر نورِ اسلام سے جگمگانے لگے اور اس نور کی کرنیں عرب کے دور دراز ممالک کو بھی لمبی نیند سے جاگنے اور روحانی توانائی سے بھرپور زندگی گزارنے کیلئے مجبور کرنے لگیں۔

سرور کائنات حضرت محمد عربی ﷺ کی کامل پیروی و اطاعت میں سچے خدا کی شناخت کروانے کیلئے آپ کے روحانی فرزند سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیان مسیح موعود و امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی یہی تڑپ تھی آپ اپنی معرکۃ الآراء کتاب "کشتی نوح" میں سچے خدا کی طرف بلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں"۔

(کشتی نوح صفحہ 25-26)

دعوت الی اللہ کیلئے آنحضرت ﷺ کی تڑپ دو طور پر تھی ایک تو آپ بستی بستی سفر کر کے زبانی وعظ و نصیحت فرماتے خواہ اس کیلئے آپ کو کتنی ہی تکالیف برداشت کرنی پڑیں اور اس کیلئے یہ قرآنی ارشاد ہمیشہ آپ کے مد نظر رہتا تھا کہ

بلغ ما انزل الیک من ربك فان لّمْ تفعل فما بلغت رسالته

کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو وحی الٰہی آپ پر نازل ہوتی ہے اُسے کھول کھول کر لوگوں تک پہنچا دو اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لیں کہ آپ نے فریضۂ رسالت کا حق ادا نہیں کیا اس ارشاد ربانی کی روشنی میں تبلیغِ حق کیلئے آپ نے مکہ کے لوگوں سے پتھر کھائے گالیاں سنیں طائف کے بدمعاشوں کے ذریعہ لہولہان ہوئے یہود نے زہر دینے کی کوشش کی کفار مکہ نے قتل کے منصوبے بنائے لیکن آپ نزول وحی کے روزِ اول سے تادم آخر اس فریضہ کو دل و جان سے ادا فرماتے رہے۔ بالآخر حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے ایک لاکھ کے مجمع سے اس امر پر گواہی لی کہ کیا میں نے فریضہ تبلیغ کو تم تک پہنچا دیا؟ اس پر تمام حاضرین نے بیک زبان کہا ہاں اے اللہ کے رسول جو فریضہ تبلیغ آپ کے ذمہ تھا آپ نے نہایت احسن رنگ میں ہم تک پہنچا دیا ہے۔ تب آپ نے چند روز بعد ہی یہ صدا بلند فرمائی اِلَی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی اِلَی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی کہ میں عرش معلّٰی پر بیٹھنے والے اپنے مہربان دوست کی طرف جاتا ہوں۔

سرور کائنات حضرت محمد عربی ﷺ کی تبلیغ کا ایک دوسرا پہلو وہ تھا جسے ہم آپ کی عملی تبلیغ کہہ سکتے ہیں مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو ارشاد فرمایا خود اپنی زندگی میں ایسا عملی طور پر کر کے بھی دکھا۔ آنحضرت ﷺ کی تبلیغ کا یہ پہلو اس قدر اتم و اکمل ہے کہ عام انسان تو درکنار دیگر انبیاء میں بھی اس کی کاملیت نظر نہیں آتی یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوااللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْآخِر

کہ اے لوگو! تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے اور یہ نمونہ ہر اس انسان کیلئے ہے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید کرتا ہے۔

آپ ﷺ کی دعوت الی اللہ کے مذکورہ ہر دو پہلو یعنی زبانی تبلیغ اور عملی تبلیغ ان ہر دو کو آپ نے تبلیغ کے ایک اور طریقے سے مزین فرمایا تھا اور وہ طریق تھا مخلوق خدا کیلئے آپ کی اندھیری رات کی دعائیں۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دُنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھائیں کہ جو اس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَیْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ"

(برکات الدعا صفحہ ۱۰-۱۱)

دعوت الی اللہ کے یہی تینوں طریق یعنی

☆۔ زبانی دعوت

☆۔ اپنے حسن عمل کے ذریعہ دعوت

☆۔ دُعاؤں و گریہ وزاری کے ذریعہ سے دعوت

آج بھی یہی تینوں طریق خلافت احمدیہ کی برکت سے جماعت احمدیہ میں رائج ہیں اور انہی کے ذریعہ دعوت الی اللہ کو مزین کرنے کیلئے سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ دن رات جماعت احمدیہ کو بلا رہے ہیں۔

آج کا دور جماعت احمدیہ کیلئے اسی لحاظ سے ایک انقلابی دور ہے کہ ہر سال لاکھوں سعید روحیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شامل ہو رہی ہیں۔ اس اعتبار سے ہر احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ دعوت الی اللہ کے معاملے میں اپنی کاوشوں کا سنجیدگی سے جائزہ لے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی درج ذیل نصیحت پر ہم آج کی گفتگو کا اختتام کرتے ہیں فرمایا:۔

"بہت سے احمدی ہیں جو دعوت الی اللہ میں مصروف ہیں پوری کوشش کرتے ہیں لیکن آخر یہ شکوہ رہ جاتا ہے کہ ہم نے تو سب کچھ کر دیا مگر اُوپر سے پھل نہیں مل رہے گویا اوپر ہی کا قصور ہے حالانکہ اگر پھل نہیں مل رہے تو نیچے کا قصور ہے بعض دفعہ جڑوں کی بیماری ہے جو حائل ہو جاتی ہے پھلوں کی راہ میں آسمان تو بارشیں برساتا ہے فضا تو ضرورت کی گیسیں مہیا کرتی رہتی ہے مگر پھل اس لئے نہیں لگتے کہ جڑیں بیمار ہیں پس کَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا کا مضمون تبلیغ کیلئے بھی نہایت ضروری ہے یہ دُعا ساتھ ہو اور اس کے بعد پھر انسان اپنے حسن کے ذریعہ اپنی بدیوں کو دور کرتا چلا جائے اور جب آپ کا حسن آپ کی بدیوں کو نکال باہر کرنے پر مجبور کر دے یعنی نیا اختیار کردہ حسن جو قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے اسوہ سے آپ سیکھیں گے تو پھر ایسے وجود کا بڑھنا اور نشوونما پانا ایک طبعی قدرتی عمل ہے جس کو کوئی روک نہیں سکتا۔

پس اگر کسی کی تبلیغ کی راہ میں کوئی روک حائل ہے اور پھل نہیں لگ رہے تو دیکھیں کہ اس کے اندر کوئی ایسی بدیاں تو نہیں جو اس کی نشوونما کی راہ میں حائل ہو گئی ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 اپریل 97ء بدر 10 جولائی 97ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور پر نور کے ارشادات کی روشنی میں دعوت الی اللہ کے فریضہ کو سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(منیر احمد خادم)

اسلام اور بانئ اسلام ﷺ سے عشق

(منقول از آئینہ کمالات اسلام ص ۲۲۴ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے — یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا — نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا — کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے — ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند — ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں — وہ نہیں جاگتے سَو بار جگایا ہم نے
جل رہے ہیں یہ سبھی بغضوں میں اور کینوں میں — باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے!! — لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
آج اِن نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں — دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نور پیمبرؐ سے ہمیں — ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفےٰؐ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت — اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ (مسیح ہندوستان میں)

اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے

وَمَنْ اَحسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِی مِنَ الْمُسْلِمِیْنَO وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌO(حم السجدہ آیت ۳۴۔۳۵)

ترجمہ: اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور اپنے ایمان کے مطابق عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتی اور تو برائی کا جواب نہایت نیک سلوک سے دے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شخص کہ اس کے اور تیرے درمیان عداوت پائی جاتی ہے وہ تیرے حسن سلوک کو دیکھ کر ایک گرم جوش دوست بن جائے گا۔

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِن رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَO(المائدہ ۶۸)

ترجمہ: اے رسول! تیرے رب کی طرف سے جو (کلام بھی) تجھ پر اتارا گیا ہے اسے (لوگوں تک) پہنچا اور اگر تو نے (ایسا) نہ کیا تو (گویا) تو نے اس کا پیغام (بالکل) نہیں پہنچایا اور اللہ تجھے لوگوں (کے حملوں) سے محفوظ رکھے گا اللہ کافر لوگوں کو ہرگز (کامیابی کی) راہ نہیں دکھائے گا۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کی راہ میں جہاد کرنا دنیا اور مافیھا سے افضل ہے

اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَثَلُ الْمُجَاھِدِ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُّجَاھِدُ فِی سَبِیْلِہٖ کَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَکَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاھِدَ فِی سَبِیْلِہٖ بِاَنْ یُّتَوَفَّاہُ اَنْ یُّدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ اَوْیُرْجِعَہٗ سَالِمًا مَعَ اَجْرٍ وَّغَنِیْمَۃٍ۔

(بخاری باب افضل الناس مومن یجاھد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال (اللہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے) اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزہ دار رہے اور رات کو نماز میں کھڑا رہے۔ اور اللہ نے مجاہد فی سبیل اللہ کا ذمہ لیا ہے اگر اسے وفات دے تو اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ورنہ سلامتی کے ساتھ ثواب اور غنیمت دلا کر اس کو گھر لوٹائے گا۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّوْحَۃُ وَالْغَدْوَۃُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ اَفْضَلُ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا۔ (بخاری الغدوۃ والروحۃ فی سبیل اللہ)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں صبح کو کچھ چلنا اور شام کو کچھ چلنا دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے سب سے افضل ہے۔

تبلیغ کے گر اور مبلغین کی صفات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”مبلغین کا یہ کام نہیں ہوتا کہ ہر ایک بات پر چڑ کر لوگوں سے متنفر ہوتے رہیں“ (ملفوظات جلد نمبر ۷ ص۷۷)

”دنیا میں تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ عوام۔ متوسط درجے کے۔ امراء۔ عوام عموماً کم فہم ہوتے ہیں ان کی سمجھ موٹی ہوتی ہے اس لئے ان کو سمجھانا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ امراء کیلئے سمجھانا بھی مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ نازک مزاج ہوتے ہیں اور جلد گھبرا جاتے ہیں۔ اور ان کا تکبّر اور تعلّی اور بھی سدّ راہ ہوتی ہے اسلئے ان کے ساتھ گفتگو کرنے والے کو چاہئے کہ وہ ان کے طرز کے موافق ان سے کلام کرے یعنی مختصر مگر پورا مطلب کو ادا کرنے والی تقریر ہو قلّ ودلّ مگر عوام کو تبلیغ کرنے کیلئے تقریر بہت ہی صاف اور عام فہم ہونی چاہئے۔ رہے اوسط درجہ کے لوگ زیادہ تر یہ گروہ اس قابل ہوتا ہے کہ ان کو تبلیغ کی جاوے وہ بات کو سمجھ سکتے ہیں اور ان کے مزاج میں وہ تعلّی اور تکبّر اور نزاکت بھی نہیں ہوتی جو امراء کے مزاج میں ہوتی ہے اسلئے ان کو سمجھانا بہت مشکل نہیں ہوتا“۔ (ملفوظات جلد نمبر ۳ ص۲۱۹)

ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور سے کچھ کر کے دکھانے والے ہوں علمیّت کا زبانی دعویٰ کسی کام کا نہیں ایسے ہوں کہ نخوت اور تکبّر سے کلّی پاک ہوں اور ہماری صحبت میں رہ کر یا کم از کم ہماری کتابوں کا کثرت سے مطالعہ کرنے سے انکی علمیّت کامل درجہ تک پہنچی ہوئی ہو۔.... تبلیغ سلسلہ کے واسطے ایسے آدمیوں کے دوروں کی ضرورت ہے مگر ایسے لائق آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کردیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی اشاعت اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے۔ یہ جو چین کے ملک میں کئی کروڑ مسلمان ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی صحابہ میں سے کوئی شخص پہنچا ہوگا۔

اگر اسی طرح بیس یا تیس آدمی متفرق مقامات میں چلے جاویں تو بہت جلدی تبلیغ ہوسکتی ہے مگر جب تک ایسے آدمی ہمارے منشاء کے مطابق اور قناعت شعار نہ ہوں تب تک ہم ان کو پورے پورے اختیارات بھی نہیں دے سکتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسے قانع اور جفاکش تھے کہ بعض اوقات صرف درختوں کے پتوں پر ہی گذر کر لیتے تھے.... تمام ہندوستان ہمارے دعاوی سے ایسا بے خبر پڑا ہے کہ گویا کسی کو خبر ہی نہیں... اگر کچھ ایسے لائق اور قابل آدمی سلسلہ کی خدمات کے واسطے نکل جاویں جو فقط لوگوں کو اس سلسلہ کی خبر ہی پہنچادیں تو بھی بہت بڑے فائدہ کی توقع کی جاسکتی ہے۔ (ملفوظات جلد نمبر ۱۰ ص۲۴۲۔۲۴۱)

”چاہئے کہ ایسے آدمی منتخب ہوں جو تلخ زندگی کو گوارا کرنے کیلئے تیار ہوں اور ان کو باہر متفرق جگہوں میں بھیجا جاوے۔ بشرطیکہ ان کی اخلاقی حالت اچھی ہو۔ تقویٰ اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق ہوں۔ مستقل راست قدم اور بردبار ہوں اور ساتھ ہی قانع بھی ہوں اور ہماری باتوں کو فصاحت سے بیان کرسکتے ہوں مسائل سے واقف اور متقی ہوں کیونکہ متقی میں ایک قوت جذب ہوتی ہے وہ آپ جاذب ہوتا ہے وہ اکیلا رہتا ہی نہیں۔...

جس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے اس نے پہلے ازل سے ہی ایسے آدمی رکھے ہیں جو کلّی صحابہ کے رنگ میں رنگین اور انہیں کے نمونہ پر چلنے والے ہونگے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر طرح کے مصائب کو برداشت کرنے والے ہوں گے۔ اور جو اس راہ میں مر جائیں گے وہ شہادت کا درجہ پائیں گے۔ (ملفوظات جلد ۹ ص۴۱۶۔۴۱۵)

وہ لوگ جو اشاعت اور تبلیغ کے واسطے باہر جاویں وہ ایسے نہ ہوں کہ الٹ پلٹ کر ہماری باتوں کو کچھ اور کا اور ہی بناتے رہیں اور بات تو کچھ اور ہو اور سمجھانے کچھ اور لگ جاویں دوسروں کو تو ہمارے دعویٰ سے آگاہ کریں اور خود ہماری کتابوں کو کبھی پڑھا بھی نہ ہو اس طرح سے ہی تحریف ہوا کرتی ہے۔ (ملفوظات جلد ۹ ص۴۴۲۔۴۴۱)

”اس کام کے واسطے وہ آدمی موزوں ہوں گے جو کہ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ وَیَصْبِرْ کے مصداق ہوں ان میں تقویٰ کی خوبی بھی ہو اور صبر بھی ہو پاک دامن ہوں فسق و فجور سے بچنے والے ہوں معاصی سے دور رہنے والے ہوں لیکن ساتھ ہی مشکلات پر صبر کرنے والے ہوں لوگوں کی دشنام دہی پر جوش میں نہ آئیں ہر طرح کی تکلیف اور دکھ کو برداشت کر کے صبر کریں کوئی مارے تو بھی مقابلہ نہ کریں جس سے فتنہ و فساد ہو جائے دشمن جب گفتگو میں مقابلہ کرتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اسے جوش دلانے والے کلمات بولے جن سے فریق مخالف صبر سے باہر ہو کر اس کے ساتھ آمادہ بجنگ ہو جائے۔

اخراجات کے معاملہ میں ان لوگوں کو صحابہ کا نمونہ اختیار کرنا چاہئے کہ وہ فقر و فاقہ اُٹھاتے تھے اور جنگ کرتے تھے ادنیٰ سے ادنیٰ معمولی لباس کو اپنے لئے کافی جانتے تھے اور بڑے بڑے بادشاہوں کو جا کر تبلیغ کرتے تھے یہ ایک بہت مشکل راہ ہے....

واعظ ایسے ہونے چاہئیں جن کی معلومات وسیع ہوں حاضر جواب ہوں صبر اور تحمل سے کام کرنے والے ہوں کسی کی گالی سے افروختہ نہ ہو جائیں اپنے نفسانی جھگڑوں کو درمیان میں نہ ڈال بیٹھیں۔ خاکسارانہ اور مسکینانہ زندگی بسر کریں سعید لوگوں کو تلاش کرتے پھریں جس طرح کہ کوئی کھوئی ہوئی شے کو تلاش کرتا ہے۔ مفسدہ پرداز لوگوں سے الگ رہیں جب کسی گاؤں میں جائیں وہاں دو چار دن ٹھہر جائیں جس شخص میں فساد کی بدبو پائیں اس سے پرہیز کریں کچھ کتابیں اپنے پاس رکھیں جو لوگوں کو دکھائیں جہاں مناسب جانیں وہاں تقسیم کر دیں۔ (ملفوظات جلد ۹ ص۴۲۸۔۴۲۷)

واعظ کو چاہئے کہ ایسی طرز میں کلمۂ حکمت گوش گذار کرے کہ کسی کو برا معلوم نہ ہو

حضرت خلیفة المسیح الاوّل رضی الله عنه

عیب شماری سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کسی کا عیب بیان کیا اور اس نے سن لیا وہ بغض و کینہ میں اور بھی بڑھ گیا پس کیا فائدہ ہوا بعض لوگ بہت نیک ہوتے ہیں اور نیکی کے جوش میں سخت گیر ہو جاتے ہیں اور امر بالمعروف ایسی طرز میں کرتے ہیں کہ گناہ کرنے والا پہلے تو گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتا تھا پھر جھنجھلا کر کہہ دیتا ہے کہ جاؤ ہم یونہی کریں گے۔

امر بالمعروف کرتے ہوئے کسی نے ایک بادشاہ کا مقابلہ کیا بادشاہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اس پر ایک بزرگ نے کہا کہ امر بالمعروف کا مقابلہ گناہ تھا مگر ایک مومن کا قتل اس سے بھی بڑھ کر سخت گناہ ہے۔

واعظ کو چاہئے کہ ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة پر عمل کرے اور ایسی طرز میں کلمۂ حکمت گوش گذار کرے کہ کسی کو برا معلوم نہ ہو۔

ہم نے دنیا بھر کو اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل کرنا ہے

ہر احمدی یہ عہد کرے کہ وہ سال میں کم از کم ایک شخص کو اسلامی انوار کا گرویدہ بنانے کی کوشش کرے گا

روح پرور اختتامی خطاب حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ۲۸؍دسمبر ۱۹۶۱ء

”ابھی ہم اس مقام پر نہیں پہنچے جس مقام پر پہنچنا خدائی جماعت کیلئے ضروری ہوتا ہے نہ ہماری تعداد اتنی ہو چکی ہے کہ ہم اسکو دیکھتے ہوئے اندازہ لگا سکیں کہ آئندہ اتنے سال میں ہماری جماعت ساری دنیا پر غالب آجائے گی۔ یہ تو ہم کہتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ خدا ایسا کرے گا مگر جو کام بندوں کے سپرد ہوتے ہیں ان کے متعلق یہ دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ انکی تکمیل میں بندوں نے کتنا حصہ لیا ہے میں نے جماعت کو بارہا بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی جماعت کے سپرد کوئی کام کرتا ہے تو پہلے سے اس نے انسانی طاقتوں کا اندازہ کر لیا ہوتا ہے اور وہی کام اس کے سپرد کیا جاتا ہے جو اس کی طاقت کے اندر ہو۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی جماعت کے سپرد کوئی کام کیا ہو اور وہ اس کو سرانجام دینے کی اہلیت اپنے اندر نہ رکھتی ہو پس تمہارے سپرد اللہ تعالیٰ کا یہ کام کرنا کہ تم دنیا میں اسلام کا نور پھیلاؤ ظاہر کرتا ہے کہ تم میں اس کام کی اہلیت موجود ہے۔ اور اگر تم اخلاص اور قربانی سے کام کرو تو یقیناً اس فرض کو انجام دے سکتے ہو۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ معمولی معمولی عذرات کی بنا پر اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں تساہل سے کام لینے لگ جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود بھی ثواب سے محروم رہتے ہیں اور دنیا کی ظلمت بھی دور نہیں ہوتی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو شخص اس کام میں حصہ لے گا اسے اپنے وقت کو بھی قربان کرنا پڑے گا اپنا مال بھی قربان کرنا پڑے گا اپنے آرام اور آسائش کو بھی قربان کرنا پڑے گا لیکن دنیا کا کونسا کام ہے جس کیلئے کوئی قربانی نہیں کی جاتی اور اگر بغیر کسی قربانی کے ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہونا چاہیں تو اللہ تعالیٰ سے ہم ثواب کے کس طرح امیدوار ہو سکتے ہیں میں نے اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت کے دوستوں کو کئی بار تحریک کی کہ ہر فرد کو سال بھر میں کم از کم ایک شخص کو راہ راست پر لانے کا عہد کرنا چاہئے مگر باوجود اس کے کہ صرف ایک شخص کو اور وہ بھی سال بھر میں اسلامی انوار کا گرویدہ بنانے کا عہد کرنا تھا پھر بھی بہت کم دوست اس میں شریک ہوئے۔ حالانکہ اگر صحیح کوشش سے کام لیا جائے تو انسان سال بھر میں دس دس بیس بیس بلکہ سو سو افراد کو بھی حق کا شکار کر سکتا ہے ہماری جماعت کی تعداد اس وقت دس لاکھ سے کم نہیں اگر ایک شخص سال بھر میں دس افراد کو بھی اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے تو صرف ایک سال میں ہماری تعداد ایک کروڑ تک پہنچ سکتی ہے اور یہ کوئی مشکل امر نہیں ...... اس کیلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے اندر اشاعت اسلام کی ایک آگ پیدا کی جائے اور رات دن یہ مقصد اپنے سامنے رکھا جائے کہ ہم نے دنیا بھر کو اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں داخل کرنا ہے.... اگر ہماری جماعت میں ایک دیوانگی ہوتی تو دس لاکھ یا ایک کروڑ کا بھی سوال نہیں اب تک ہماری جماعت ۱۰ کروڑ تک پہنچ چکی ہوتی پس میں آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے دلوں میں تبدیلی پیدا کرو مخالف کی تبدیلی اتنی ضروری نہیں جتنی تمہاری اپنی تبدیلی ضروری ہے۔ مخالف آج مانے یا کل اگر تمہارے اپنے اندر درد پیدا ہو جائے تو وہ خود بخود مائل ہونا شروع ہو جائے گا پس ہماری جماعت کے دوستوں کو اپنا مطمحِ نظر بلند کرنا چاہئے اور خواہ سفر ہو یا حضر ان کے مدنظر صرف یہی بات ہونی چاہئے کہ ہمارا کام لوگوں کو حقیقی اسلام کی طرف بلانا اور انہیں محمد رسول اللہ صلعم کا حلقہ بگوش بنانا ہے اس اہم فرض کی ادائیگی کا آسان طریق میں نے بتا دیا ہے کہ آپ لوگوں میں سے ہر شخص یہ عہد کرے کہ وہ سال بھر میں کم از کم ایک بھولی بھٹکی روح کو آستانہ الٰہی کی طرف کھینچ لانے کا موجب بنے گا... پس یہ چیز نہایت اہم ہے اور ہماری جماعت کے افراد کو اسے ایسا ہی ضروری سمجھنا چاہئے جیسے چندہ کو ضروری سمجھا جاتا ہے بلکہ چندے سے بھی زیادہ زور دوستوں سے یہ عہد لینے اور پھر اس عہد کو پورا کروانے پر صرف کرنا چاہئے کیونکہ چندہ تو بسا اوقات گھر کے تمام افراد میں سے صرف ایک شخص دیتا ہے جو کمانے والا ہوتا ہے لیکن اشاعت حقہ ایک ایسی چیز ہے جو کسی ایک شخص کا نہیں بلکہ جماعت کے ہر فرد کا فرض ہے۔ اور پھر آج کل تو خصوصیت سے اس پر زور دینے کی ضرورت ہے۔ (بدر ۱۱؍جنوری ۱۹۶۲ء)

اسلام کے غلبہ کیلئے یہ زمانہ بڑا نازک ہے اس بڑے نازک دور میں ہماری جماعت داخل ہو چکی ہے

خطاب حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمه الله ۱۲ اگست ۱۹۶۷ء

”پس بہت بڑی ذمہ داری ہے اس وقت جو احمدی ہیں سمجھ دار بڑی عمر کی عورتیں بھی اور مرد بھی ان کے اوپر اس ذمہ داری کو صحیح طور پر ادا کرنے کے نتیجہ میں ہم ان عظیم بشارتوں کو قریب تر لا سکتے ہیں جو ہمیں دی گئی ہیں اگر ہم سستی کریں اگر ہم غفلت سے کام لیں خدا کا وعدہ تو پورا ہوگا لیکن اس کے فضائل آپ پر نازل نہیں ہوں گے نہ آپ کی نسلوں پر پھر اس کے فضل ان نسلوں پر نازل ہونگے جو خدا کی راہ میں انتہائی قربانیاں دینے کیلئے تیار ہوں گی اور پھر وہ قربانیاں بھی بشاشت سے دیں گی۔ اسلئے خدا تعالیٰ کی رضا کے ٹھنڈے سائے میں وہ رہنے والی ہوں گی میرا دل یہی چاہتا ہے آپ کا دل بھی یہی چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے سائے وہاں سے شروع ہو کر قیامت تک نہ چلیں بلکہ ہم سے شروع ہو کر قیامت تک چلیں تو اس بات کو آپ سامنے رکھیں جماعت کیلئے اسلام کے غلبہ کیلئے یہ زمانہ بڑا نازک ہے اس بڑے نازک دور میں ہماری جماعت داخل ہو چکی ہے اور انتہائی قربانیوں کا اس وقت حالات مطالبہ کر رہے ہیں اور شاید اور بھی مطالبہ کریں ان مطالبات کے مطابق آپ کو اپنی زندگیاں گذارنی ہونگی اور مطالبات کے مطابق آپ کو جان کی مال کی وقت کی خواہشات کی اور عادات کی قربانی دینی پڑے گی کیونکہ اس کے بغیر ہم اسلام کی آخری فتح کو قریب تر نہیں لا سکتے اور اس کے بغیر موجودہ نسل ان انعاموں کی وارث نہیں بن سکتی جن انعاموں کا ان کو وعدہ دیا گیا ہے۔

(بدر ۲۰ جولائی ۲۰۰۲ء)

آج جماعت کی سب سے اہم ذمہ داری خدا کا پیغام دوسروں تک پہنچانا ہے

حضرت خلیفة المسیح الرابع ایده الله بنصره العزیز

میری تو دن رات کی یہ تمنا ہے، دن رات دل میں ایک آگ لگی ہوئی ہے، میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ اسلئے اللہ مجھے یاد کرواتا رہے گا۔ اور میں یاد رکھوں گا۔ اور آپ کو بھی یاد کرواتا رہوں گا۔ لیکن اگر آپ نے غفلت کی وجہ سے اس بات کو بھلا دیا تو یاد رکھیں کہ آپ خدا کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ اسلئے نہ خود بھولیں نہ دوسروں کو بھولنے دیں آج جماعت کی سب سے اہم ذمہ داری خدا کا پیغام دوسروں تک پہنچانا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸؍اگست ۱۹۸۰ء)

خوشی اور مسرت اور عزم اور یقین کے ساتھ آگے بڑھو۔ تبلیغ کی جو جوت میرے مولا نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزارہا سینوں میں یہ لو جل رہی ہے۔ اس کو بجھنے نہیں دینا! اس کو بجھنے نہیں دینا۔ تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی قسم! اسکو بجھنے نہیں دینا تم اس مقدس امانت کی حفاظت کرو۔ میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم اس شمع کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا۔ یہ لو بلند تر ہوگی اور پھیلے گی اور سینہ بہ سینہ روشن ہوتی چلی جائے گی اور تمام روئے زمین کو گھیر لے گی اور تمام تاریکیوں کو اجالوں میں بدل دے گی۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ اگست ۱۹۸۳ء)

”میں تمام احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ تمام دنیا کے انسانوں کو خدائے حی و قیوم کی طرف بلائیں مشرق کو بھی بلائیں اور مغرب کو بھی بلائیں۔ کالے کو بھی بلائیں اور گورے کو بھی بلائیں۔ عیسائی کو بھی بلائیں اور ہندو کو بھی بلائیں بھٹکے ہوئے لوگوں کو بھی بلائیں اور دہریوں کو بھی بلائیں مشرقی بلاک کو بھی بلانا آج آپ کے سپرد ہے اور مغربی بلاک کو بھی بلانا آج آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔ یہ آپ ہی ہیں جنہوں نے دنیا کو موت کے بدلہ زندگی بخشنی ہے اگر آپ نے یہ کام نہ کیا تو مرنے والے مر جائیں گے اور اندھیروں میں بھٹکتے رہیں گے اسلئے اے محمد کے غلامو! اور اے دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالو! اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں تم میں سے ہر ایک داعی ہے اور ہر ایک خدا تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہوگا۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو کوئی بھی تمہارا کام ہو۔ دنیا کے کسی خطہ میں بس رہے ہو کسی قوم سے تمہارا تعلق ہو۔ تمہارا اولین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمد کے رب کی طرف بلاؤ اور ان کے اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ (خطبہ جمعہ ۲۵ فروری ۱۹۸۳ء)

”ہر احمدی بلا استثنا داعی بنے وہ وقت گذر گیا جب چند داعیان پر انحصار کیا جاتا تھا اب تو بچوں کو بھی داعی بننا پڑے گا بوڑھوں کو بھی داعی بننا پڑے گا۔ یہاں تک کہ بستر پر لیٹے ہوئے بیماروں کو بھی داعی بننا پڑے گا اور کچھ نہیں تو وہ دعاؤں کے ذریعہ دعوت کے جہاد میں شامل ہو سکتے ہیں دن رات اللہ سے گریہ وزاری کر سکتے ہیں کہ اے خدا ہم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ ہم چل پھر کر دعوت دے سکیں اسلئے بستر پر لیٹے لیٹے تجھ سے التجاء کرتے ہیں کہ تو دلوں کو بدل دے اور ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ لیں اور اس جذبے کے ساتھ کام شروع کر دیں تو مجھے بصد یقین ہے کہ دنیا کی ہلاکت کی تقدیر اللہ کے فضل سے ٹل جائے گی۔ (خطبہ جمعہ ۴ مارچ ۱۹۸۳ء)

تبلیغ سے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے چند اہم ارشادات

دعوت الی اللہ کے دس اہم طریق

ادع الی سبیل ربک میں محض اللہ تعالیٰ کیطرف بلانا مراد نہیں بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس شان سے خداتعالیٰ ظاہر ہوا تھا اس تمام شان کی طرف بنی نوع انسان کو بلانا مقصود ہے اور وہ خدا ایسا ہے جو رب العالمین ہے۔ اس سلسلہ میں دس اہم امور حسب ذیل ہیں :-

۱- پیغام تمام مومنوں کیلئے ہے :-

یہاں مخاطب صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کیا گیا ہے، اگرچہ پیغام تمام قبول کرنے والوں کیلئے ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ اے محمدؐ تو اکیلا نکل جا اور تبلیغ شروع کر دے اور تیرا کوئی ساتھی تیرے ساتھ نہ چلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا لیکن پیغام تمام مومنوں کیلئے ہے۔

بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ حکمت کے معنیٰ! حکمت کے تقاضے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سب سے پہلے ہمیں تاریخ پر نظر ڈالنی چاہئے اور تاریخی واقعات کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ اس دشمن کا علاج اتنی بڑھی ہوئی محبت اور حد سے زیادہ تلطف سے ہم دیں گے تب ہماری بات مانی جائے گی ورنہ نہیں مانی جائے گی۔

۲- موقعہ اور محل کے مطابق :-

حکمت کا دوسرا تقاضا جسے عموماً نظر انداز کر دیا جاتا ہے وہ ہے موقعہ اور محل کے مطابق بات کرنا ہر بات اپنے موقعہ پر اچھی لگتی ہے ایک آدمی کو اپنے کام میں جلدی ہے یا خیالات میں افراتفری ہے۔ اور آپ اس کو پیغام دینا شروع کر دیں تو یہ بات موقعہ اور محل کے مطابق نہیں ہے....

جب نفرت ہو تو اچھی چیز بھی پیش کی جائے تو انسان اس کو پسند نہیں کرتا۔ تو جب تک پیش کرنے کا طریقہ اتنا اچھا نہ ہو کہ وہ اس نفرت پر غالب آجائے اس وقت تک تبلیغ کارگر نہیں ہوتی۔

پس آپ کا جو کام ہے وہ انتہائی نازک ہے جہاں ایک طرف آپ کو اسوۂ نبویؐ میں دوسروں کیلئے بے انتہاء رحمت بننا پڑے گا۔ وہاں طرز کلام بھی نہایت حکیمانہ اختیار کرنا پڑے گا اور یہ سوچ کر بات کرنی ہوگی کہ عام باتوں سے وہ دوست بہر حال بدلیں گے ان سے ملائمت کے ساتھ بات کرنے کی ضرورت ہے۔

۳- انسانی مزاج کو سمجھ کر :-

حکمتوں کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا یہ ہے کہ انسانی مزاج کو سمجھ کر بات کی جائے اور اس طریق کو بھی ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے... اس کے مزاج کو پوری طرح پڑھ سکیں اور یہ جان سکیں کہ اس کے رجحانات کیا ہیں کن باتوں سے کتراتا ہے پھر اس کے مطابق اس سے معاملہ کریں۔

۴- اپنی استعدادوں کے مطابق :-

پھر حکمت کا ایک اور تقاضا یہ بھی ہے کہ اپنے مزاج اور اپنے رجحان کا بھی جائزہ لیں ہر انسان ہر قسم کی تبلیغ نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو اپنے اپنے رنگ میں استعدادیں عطا فرمائی ہیں (ایک بزرگ چولے پر آگے پیچھے قرآنی آیات لکھوا کر پھرا کرتے تھے قریشی محمد حنیف صاحب سائیکل پر تبلیغ کرتے تھے) یہ کہنا کہ کسی شخص میں دعوت الی اللہ کی استطاعت نہیں ہے یہ اللہ تعالیٰ پر الزام ہے اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ ہر شخص کی استطاعت چونکہ مختلف ہے اسلئے مقابل کے انسان سے مقابلہ بھی الگ الگ کرنا پڑے گا.... ہر شخص کی ایک انفرادیت ہے اس کے مطابق اس سے بات کرنی ہوگی اور آپ کے بھی مزاج الگ الگ ہیں۔ خدا نے آپ کی استعدادیں الگ الگ بنائی ہیں۔ ان کو مد نظر رکھ کر اپنے لئے ایک صحیح رستہ تجویز کرنا ہوگا کہ میں کیا ہوں اور میں کس طرح اس فریضہ کو بہترین رنگ میں ادا کر سکتا ہوں۔ بعض لوگوں کو بولنا نہیں آتا بعض لوگوں کو لکھنا نہیں آتا۔ بعض لوگ پبلک میں لوگوں سے شرماتے ہیں۔ لیکن علیحدہ علیحدہ چھوٹی مجالس میں بہت اچھا کلام کرتے ہیں بعض لوگ عوامی مجلسوں میں بڑا کھلا خطاب کر لیتے ہیں پس خدا نے جو مزاج بنایا ہے اگر کوئی اس مزاج سے ہٹ کر بات کرے گا تو اس نے جگ ہنسائی ہوگی۔

۵- حالات حاضرہ کے مطابق :-

پھر وقت الگ الگ ہوتے ہیں اور زمانے الگ الگ ہوتے ہیں وقت کے تقاضے بھی بدل جاتے ہیں... حکمت کا یہ تقاضا ہے کہ ان اوقات سے بھی استفادہ کیا جائے اس لئے مختلف وقتوں میں مختلف قسم کی باتیں زیب دیتی ہیں اور وہ اثر کرتی ہیں مثلاً جب غم کی کیفیت ہو تو اس وقت اور قسم کی بات کی جاتی ہے۔ اور جب خوشی کی کیفیت ہو تو اور طرح کی بات کی جاتی ہے اسی طرح خوف و ہراس کا زمانہ ہو تو اور طرح سے بات کرنی پڑے گی۔

۶- مناسب انتخاب :-

حکمت کا ایک تقاضا یہ ہے کہ مناسب زمین کا انتخاب کیا جائے دنیا میں بے شمار مخلوق ہے جس کو خداتعالیٰ کی طرف بلانا ہے انسان نظری فیصلے سے یہ معلوم کر سکتا ہے کہ کن لوگوں پر نسبتاً کم محنت کرنی پڑے گی۔

بعض اوقات بعض احمدی بعض ایسے لوگوں کے ساتھ سر مارتے پھرتے ہیں جن کے متعلق ان کی فطرت گواہی دیتی ہے کہ یہ ضدی اور متعصب ہیں اور ان کے اندر تقویٰ نہیں ہے اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ خداتعالیٰ نے تو ہدایت کا وعدہ ان لوگوں سے کیا ہے۔ جو تقویٰ رکھتے ہیں جن کے اندر سچائی کو سچائی کہنے کی ہمت اور حوصلہ ہے (مسیحؑ نے بھی کہا میں سوروں کے سامنے کس طرح موتی ڈالوں) سعید فطرت لوگوں کو چنیں۔ ان میں سے بھی پہلے جرأت مندوں کو چنیں جو مردانہ صفات رکھتے ہیں... جو خود مبلغ بن جائیں۔

۷- مسلسل رابطہ رکھیں :-

پھر فصل کی نگہداشت کرنا بھی حکمت کا تقاضا ہے۔ جب دعوت الی اللہ کرتے ہو یا کرو گے تو بہت لطف اُٹھاؤ گے پھر دوبارہ اس شخص کو تلاش نہیں کرو گے اور اس سے دوبارہ نہیں ملو گے اور سہ بارہ اس سے نہیں ملو گے اور پھر چوتھی دفعہ اس سے نہیں ملو گے اور پھر پانچویں دفعہ نہیں ملو گے تو تم اپنے پھل سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔ کیونکہ وہ نیک اثر ابھی دائمی نہیں ہوا... اسلئے جب تک وہ تمہارا نہیں ہو جاتا تمہیں مسلسل اس کی طرف توجہ کرنی پڑے گی اگر توجہ نہیں کرو گے تو تمہاری محنتیں ضائع ہوتی چلی جائیں گی۔

۸- دُعاؤں سے آبیاری :-

جب تک کسی کھیتی کی آبیاری نہ کی جائے اس وقت تک وہ پھل نہیں دے سکتی اور پانی دینے کے دو طریق ہیں ایک دنیا میں علم کا پانی جو آپ دیتے ہیں لیکن اصل پھل اس فصل کو لگتا ہے جسے آسمان کا پانی میسر آجائے اور وہ آپ کے آنسوؤں کا پانی ہے جو آسمان میں تبدیل ہوتا ہے۔ اگر محض علم کا پانی دے کر آپ کھیتی کو سینچیں گے تو ہرگز توقع نہ رکھیں کہ اسے بابرکت پھل لگے گا اور لازماً دُعائیں کرنی پڑیں گی۔ لازماً خداتعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرنی ہوگی۔ اس سے مدد چاہنی ہوگی اور اس کے نتیجہ میں در حقیقت یہ مومن کے آنسو ہی ہوتے ہیں جو باران رحمت بنا کرتے ہیں۔ موعظہ حسنہ حکمت کو پہلے رکھا پھر فرمایا موعظہ حسنہ سے کام لو... موعظہ حسنہ دلیل کے علاوہ ایک صاف اور سچی اور پاکیزہ نصیحت ہوتی ہے جو اپنے اندر ایک دلکشی رکھتی ہے اور اس کا کسی فرقہ وارانہ اختلاف سے کوئی کام نہیں ہوتا یہ براہ راست دل سے نکلتی ہے اور دل پر اثر کر جاتی ہے پس دلیلوں کا نمبر بعد میں آئے گا۔ ہمیشہ بات موعظہ حسنہ سے شروع کرو۔ تم لوگوں کو یہ بتایا کرو کہ بھائی مجھے تم سے ہمدردی ہے تم لوگ ضائع ہو رہے ہو۔ یہ معاشرہ تباہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ تباہ ہو رہا ہے اس پر غور کرو۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے آتے ہیں اور بلا کر چلے جاتے ہیں۔ میں تمہیں پیغام دیتا ہوں، آنے والا آگیا ہے تم اس کو قبول کرو۔

اس لئے قرآن کریم کہتا ہے کہ بحث میں جلدی نہ کرو۔ حکمت کے ساتھ موعظہ حسنہ شروع کرو تاکہ لوگ جان لیں کہ تم ان کے ہمدرد اور سچے ہو۔ لوگ سمجھ لیں کہ تمہیں صرف اپنی ذات سے دلچسپی نہیں ان کی ذات میں بھی دلچسپی ہے۔

۹- مجادلہ :

باوجود مواعظ حسنہ کے لوگ آپ سے لڑنے کیلئے تیار ہوں گے فرمایا اس وقت بھی ہم تمہیں ہدایت کرتے ہیں کہ مقابلہ کرو اور پیٹھ نہ دکھاؤ... اب تم تیار ہو جاؤ تمہارا پورا حق ہے کہ تم اپنی پوری قوت اور پوری شدت کے ساتھ ان لڑنے والوں کا مقابلہ کرو لیکن مقابلہ جبر سے نہیں کرنا فرمایا۔ جادلھم بالتی ھی احسن اب بھی بدی کے ساتھ مقابلہ حسن کا ہی ہوگا وہ بدی لے کر آئیں گے تم نے اس کی جگہ حسن پیش کرنا ہے وہ تمہاری برائی چاہیں گے تم ان کی اچھائی چاہو گے وہ کمزور دلیلیں دیں گے تم ان سے زیادہ قوی اور طاقتور اور دلکش دلیلیں نکالا کرنا اور ہر مقابلہ کی شکل میں تم حسن کے نمائندہ بن جانا اور وہ نفرت اور بدیوں کے نمائندہ بن جائیں گے۔

۱۰- صبر :

ولئن صبرتم فھو خیر للصبرین کہ یاد رکھو اگر تم صبر سے کام لو تو اللہ تعالیٰ تمہیں بتاتا ہے کہ صبر کرنے والے زیادہ کامیاب ہوا کرتے ہیں اور صبر کرنے والوں کا اپنے لئے یہی اچھا ہوتا ہے کہ وہ بدلہ نہ لیا کریں خصوصاً دینی مقابلوں میں اور ہر معاملے میں صرف نظر سے کام لیتے چلے جائیں اور اپنی برداشت اور حوصلے کے پیمانے بڑھاتے چلے جائیں۔ ادع الی سبیل ربک جو واحد سے شروع ہوا تھا اس نے اجتماعیت اختیار کرلی اس لئے میں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ تبلیغ کا یہ کام صرف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک محدود نہیں بلکہ آپ کے ماننے والوں پر بھی فرض ہے۔

واصبر وما صبرك الا بالله فرمایا اے محمدؐ تجھے ہم یہ نہیں کہتے کہ اگر تو چاہے تو بدلہ لے لے اور چاہے تو صبر کر لے تیرے لئے یہ ارشاد ہے کہ واصبر تو نے صبر ہی کرنا ہے... فرماتا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو صبر ہی کرتا چلا جا۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ تو پہلے ہی اللہ تعالیٰ کی

خاطر صبر کر رہا ہے بس اس راستے سے کبھی ہٹنا نہیں کیونکہ یہی بہترین راستہ ہے صبر دو قسم کے ہوا کرتے ہیں ایک غصہ کا صبر اور ایک غم کا صبر۔ فرماتا ہے ولا تحزن علیھم وہ غصہ والا صبر نہیں وہ تو غم والا صبر ہے۔ غصہ تو حضرت محمدؐ کے قریب بھی نہیں پھٹکتا... پس ہم نے اس کی پیروی کرنی ہے۔ جس محمدؐ صبر میں غصہ کا نام و نشان بھی نہیں تھا وہ تو سگی ماں والا صبر کرنے والا انسان ہے بلکہ ان سے بھی بڑھ کر صبر کرتے والا وہ تو ان لوگوں کے غم میں اپنی جان ہلکان کر رہا ہوتا ہے۔ جو اس کی بات کو نہ مان کر اپنا نقصان کر رہے ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تحزن علیھم

تم میں سے ہر ایک داعی ہے :-

پس میں تمام احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ تمام دنیا کے انسانوں کو خدائے حی و قیوم کی طرف بلائیں۔ مشرق کو بھی بلائیں اور مغرب کو بھی بلائیں۔ کالے کو بھی بلائیں اور گورے کو بھی بلائیں۔ عیسائی کو بھی بلائیں اور ہندو کو بھی بلائیں بھٹکے ہوئے لوگوں کو بھی بلائیں اور دہریوں کو بھی بلائیں۔ مشرقی بلاک کو بھی بلانا آج آپ کے سپرد ہے اور مغربی بلاک کو بھی بلانا آج آپ کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ یہ آپ ہی ہیں جنہوں نے دنیا کو موت کے بدلہ زندگی بخشنی ہے۔ اگر آپ نے یہ کام نہ کیا تو مرنے والے مر جائیں گے اور اندھیروں میں بھٹکتے رہیں گے۔ اسلئے اے محمدؐ کے غلامو! اور اے دین محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متوالو! اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں تم میں سے ہر ایک داعی ہے اور ہر ایک خدا تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہوگا۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو کوئی بھی تمہارا کام ہو دنیا کے کسی خطہ میں بس رہے ہو۔ کسی قوم سے تمہارا تعلق ہو۔ تمہارا اولین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمدؐ کے رب کی طرف بلاؤ اور ان کے اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ (خطبہ جمعہ ۲۵ فروری ۱۹۸۳ء)

ہر احمدی داعی الی اللہ بنے

میں بار بار اعلان کر رہا ہوں کہ داعی الی اللہ بنو۔ دنیا کو نجات کی طرف بلاؤ۔ دنیا کو اپنے رب کی طرف بلاؤ۔ ورنہ اگر بے خدا انسان کے ہاتھ میں دوسروں کی تقدیر چلی جائے تو ان کی ہلاکت یقینی ہو جاتی ہے۔

پس ہر احمدی بلا استثناء داعی بنے وہ وقت گزر گیا جب چند داعیان پر انحصار کیا جاتا تھا اب تو بچوں کو بھی داعی بنانا پڑے گا بوڑھوں کو بھی داعی بنانا پڑے گا یہاں تک کہ بستر پر لیٹے ہوئے بیماروں کو بھی داعی بنانا پڑے گا اور کچھ نہیں وہ دُعاؤں کے ذریعہ دعوت کے جہاد میں شامل ہو سکتے ہیں۔ دن رات اللہ سے گریہ وزاری کر سکتے ہیں کہ اے خدا ہم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ ہم چل پھر کر دعوت دے سکیں اسلئے بستر پر لیٹے لیٹے تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ تو دلوں کو بدل دے اور ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ لیں اور اس جذبے کے ساتھ کام شروع کر دیں تو مجھے بصد یقین ہے کہ دنیا کی ہلاکت کی تقدیر اللہ کے فضل سے ٹل جائے گی۔

دُعا :

ہر احمدی بہر حال اس بات سے اپنی دعوت کا آغاز کرے کہ فوری طور پر سنجیدگی کے ساتھ دُعا کرے اور روزانہ پانچوں وقت اس کو اپنے پر لازم کرے وہ خدا سے یہ التجا کرے کہ اے خدا ہمیں یہ توفیق عطا فرما کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں اور تیری نظر میں داعی الی اللہ بننے کا جو حق ہے اس کو ادا کرنے لگ جائیں اور اے خدا دنیا کو بھی یہ توفیق عطا فرما کہ وہ ہماری باتوں کو سنے۔ لوگوں کے دل نرم ہوں۔ ان کی عقلیں صاف اور سیدھی ہو جائیں اور وہ تیرے نام کو قبول کرنے لگیں اس کے ساتھ یہ دُعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ نئے آنے والوں کو حوصلہ دے اور ان کو طاقت بخشے کہ وہ مخالفتیں برداشت کر کے بھی حق کو قبول کریں۔ (اللہ تعالیٰ) ان کو برکتیں عطا کرے ان سے پیار کا سلوک فرمائے تا کہ وہ دوسروں کیلئے نیک نمونہ بنیں۔

(خطبہ جمعہ ۴ مارچ ۱۹۸۳ء)

دعوت الی اللہ کے دو نکات

جہاں تک دعوت الی اللہ کا تعلق ہے ہر احمدی کو یہ دو نکات خوب ذہن نشین کر لینے چاہئیں

اول :- یہ کہ تبلیغ کوئی طوعی چندہ نہیں ہے۔ کوئی نفل نہیں ہے کہ نہ بھی ادا کریں گے تو آپ کی روحانی شخصیت مکمل ہو جائے گی۔ دعوت الی اللہ فریضہ ہے اور ایسی شدت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا حکم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ اگر دعوت نہ دی تو تو نے رسالت کو ہی ضائع کر دیا آپ کی امت بھی جواب دہ ہے ہم میں سے ہر ایک جواب دہ ہے۔

پیغام رسانی لازماً ایک ایسا فریضہ ہے جس سے کسی وقت انسان غافل ہو ہی نہیں سکتا۔ اجازت ہی نہیں ہے کہ غافل رہے اور دوسری بات یہ کہ آپ چاہیں کریں جتنی چاہیں حکمت سے کام لیں اور حکمت سے کام لینا پڑے گا نرمی کریں اور دکھ دہی سے بچیں اور پیار اور محبت کو شیوہ بنائیں اور ایثار سے کام لیں۔ لیکن یہ نہ سوچ بیٹھیں کہ اس کی وجہ سے آپ کی مخالفت نہیں ہوگی یہ تو خدا تعالیٰ نے پہلے سے متنبہ فرما دیا ہے.... کہ جب بھی خدا کی طرف سے رسول آئیں گے تو فساد ضرور برپا ہوگا۔ لیکن فساد کی ذمہ داری کلیۃً فریق مخالف پر ہوگی۔ ہمارے رسولوں پر نہیں ہوگی... جب آپ پر فساد کی ذمہ داری نہیں ہے تو داعی کو بتا دیا کہ اس طرح دعوت دینی ہے۔ کہ دشمن تم پر نظر رکھے گا دشمن تلاش کرے گا کہ تم سے کوئی ادنی سی بھی ایسی غلطی ہو جس کے نتیجے میں تم پر ذمہ داری ڈال سکے... اسلئے خبر دار ...تم سید المعصومین کے غلام ہو اس لئے تمہارے اندر بھی لوگ عصمت کا رنگ دیکھیں گے اور کسی قسم کی بے خوفی سرزد نہ ہو۔ کسی قسم کی حماقت سرزد نہ ہو۔ کوئی غلطی نہ کر بیٹھیں کہ واقعۃً دشمن کے ہاتھ میں کوئی بہانہ آجائے کہ اس وجہ سے ہم ان کو مارتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کی مخالفت کرتے ہیں اور یہ ان کی غلطی ہے۔

پس دعوت ہمیں دینی ہے ہم تو مجبور ہیں اور ساتھ ہی ایک اور عظیم الشان بات اس آیت میں بیان فرمائی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان دو شرطوں کو پورا کرنے والے تم بنو۔ اور دعوت دو اور ضرور دو اور دعوت اس طرح دو جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دعوت دیتے ہیں۔ تو ہر شخص جو یہ دو شرطیں پوری کرتا ہے یا ہر قوم جو یہ دو شرطیں پوری کرتی ہے واللہ یعصمک من الناس۔ اللہ فرماتا ہے کہ میں اس بات کا ذمہ دار ہوں میں تمہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ دنیا تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکے گی۔ پس مخالفت تو ہوگی لیکن ہم دنیا کو یہ توفیق نہیں دیں گے کہ تمہارا نقصان کر سکے۔ تمہیں کم کر کے دکھا دے۔ تمہیں چھوٹا کر کے دکھا دے پس جب ہم ان باتوں پر غور کرتے ہیں تو ایک احمدی کو یہ تینوں امور پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ اور دعوت اس طرح کرے جس طرح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم دعوت الی اللہ فرمایا کرتے تھے۔

دشمن کیلئے بھی دل غم سے ہلاک ہو رہا ہوتا تھا کہ نادان لاعلمی کے نتیجے میں مخالفت کر رہا ہے۔ دشمن کی مخالفت کی وجہ سے آنکھوں سے شعلے نہیں برسا کرتے تھے بلکہ محبت کے پانی ابلتے تھے۔ دُعاؤں کے وقت آنسو برسا کرتے تھے۔ یہ ہے دعوت کا رنگ اگر اس رنگ کو اختیار کریں گے تو خدا کا یہ وعدہ لازماً آپ کے حق میں پورا ہوگا۔ واللہ یعصمک من الناس۔ اللہ حفاظت کرنے والا ہے اس پر توکل کریں وہ ضرور آپ کو بچائے گا۔

دعوت الی اللہ میں دلوں کو جیتنا ضروری ہے :

دعوت الی اللہ میں دماغ سے زیادہ دل جیتنے ہوتے ہیں۔ اس نکتہ کو یاد رکھنا چاہئے جب دل جیتنے ہوتے ہیں۔ اس نکتہ کو یاد رکھنا چاہئے جب دل جیت لئے تو تین چوتھائی کام وہیں ختم ہو گیا۔ پھر دماغ جیتنا کوئی مشکل نہیں اگر آپ کسی کا دل پیار اور محبت سے جیت لیں تو وہ باتیں جو حضرت مسیح موعود کے کلام اور اس کے دل کے درمیان حائل تھیں۔ جو دیوار بیچ میں کھڑی تھی وہ ختم ہو جاتی ہے۔ پس اپنی زبان کو سلیقہ دیں اپنے دل کو سلیقہ دیں۔ دلوں میں مٹھاس پیدا کریں زبان سے جو بات نکلے وہ دل کی مٹھاس میں بسی ہوئی ہو۔ عجز اور انکسار پیدا کریں زبان سے جو بات نکلے وہ دل کی مٹھاس میں بسی ہوئی ہو۔ عجز اور انکسار پیدا کریں پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی دعوت الی اللہ کو کتنی عظیم الشان برکت ملتی ہے دیکھتے ہی دیکھتے دل فتح ہونے شروع ہو جائیں گے۔

دُعا کی ضرورت :

سب سے آخر پر لیکن سب سے اہم یہ کہ دُعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں دعوت الی اللہ کی ہر منزل پر دُعا کی عادت ڈالیں۔ دعوت کے دوران دُعا کریں گھر جا کر دُعا کریں اپنے بچوں کو کہیں کہ دُعا کرو۔ اگر آپ اس سنجیدگی کے ساتھ دعوت الی اللہ کی طرف توجہ کریں گے اور اپنا دل بیچ میں ڈال دیں گے اپنی معصوم اولاد کو بھی ساتھ شامل کریں گے اور جذبے کے ساتھ ان کو کہیں گے کہ خدا کیلئے میری مدد کرو۔ میرا دل چاہتا ہے مگر میں مجبور اور بے اختیار ہوں میرا بس نہیں چلتا پھر دیکھیں کہ خدا معصوم بچوں کی دُعائیں آپ کے ساتھ شامل کریگا۔ آپ کے الفاظ میں کتنی عظیم الشان طاقت پیدا ہو جائے گی۔ آپ قوموں کو فتح کرنے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں لیکن قوموں کو محبت اور پیار کے غالب جذبے اور دُعاؤں کے ذریعہ آپ نے فتح کرنا ہے۔ یہ سلیقے سیکھیں اور یہ سلیقے اپنی اولاد کو سکھائیں اگر آپ ایسا کریں گے تو دیکھتے ہی دیکھتے جماعت کی کایا پلٹ جائے گی۔ نئی زندگی پیدا ہو جائے گی نئی روحانیت آپ کو عطا ہوگی۔

(خطبہ جمعہ ۲۸ اگست ۱۹۸۷ء)

خطبہ جمعہ

یہ سلسلہ قائم نہیں رہ سکتا جب تک خدا کی راہ میں وہ قربانیاں پیش نہ کی جائیں جو قربانی دینے والوں کو بھی ازلی زندگی عطا کر دیتی ہیں اور اس جماعت کو بھی ازلی زندگی عطا کر دیتی ہیں جس جماعت کے وہ رکن ہوں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی عظیم الشان قربانیوں کا دلگداز تذکرہ

جس شخص نے بھی اپنے دِل پر وہ نقُوش لئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر سے لگتے ہیں تو گویا وہ آپؐ کی صُحبت میں داخل ہو گیا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲/ اکتوبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۲/ اخاء ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَانَزَلَ مِنَ الْحَقِّ. وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾۔

(سورة الحديد : ۱۷)

اس آیت کریمہ کا جو سورۃ الحدید کی ۱۷ ویں آیت ہے آزاد ترجمہ یوں بنے گا، اس میں آزاد ترجمہ اس لئے کہا گیا ہے کہ بعینہٖ لفظوں کی متابعت نہیں کی گئی مگر لفظوں کا ترجمہ بعینہٖ درست ہے ترتیب کے لحاظ سے اس کو تبدیل کر دیا گیا ہے کیونکہ اردو ترتیب اور تقاضا کرتی ہے، کیا وہ لوگ جو ایمان لائے ان پر ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے رعب سے اور اس کے اثر سے جو ہم نے حق سے اتارا ہے عاجزانہ گر پڑیں گویا زمین بوس ہو جائیں اور مومنوں کو چاہئے کہ ان لوگوں کی طرح نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی تھی۔ پس ان پر مدت لمبی ہو گئی اور ان کے دل سخت ہو گئے اور اب حال یہ ہے کہ ان میں سے اکثر فاسق ہو چکے ہیں۔

چونکہ خشوع کا مضمون چل رہا ہے اسی لئے میں نے ایک خشوع سے تعلق رکھنے والی یہ آیت آج تلاوت کی ہے۔ اس ضمن میں مجھے پہلے مضمون کی طرف واپس لوٹنا ہوگا جہاں قطرات خون کے بہنے کا ذکر تھا، جہاں یہ ذکر تھا کہ ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ اللہ ایک ایک قطرے کو پیار کی نظر سے دیکھے گا۔ اور اس میں مَیں نے یہ عرض کیا تھا کہ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ایسے زمانے کی باتیں ہیں جہاں نسبتاً کم لوگوں کو خون کی قربانی دینے کی توفیق ملے گی اور ایسی صورت میں جہاں قربانی کم ہو جائے اس وقت قیمت بھی بڑھ جایا کرتی ہے۔ ان معنوں میں کہ تھوڑی چیز کی بھی قیمت بڑھ جاتی ہے تو اس پہلو سے یعنی بڑھتی تو نہیں مگر تھوڑی چیز کی بھی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ تو اس زمانے کے لوگوں کا ذکر میں نے کیا۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت کو واقعۃً خون بہانے کا بھی موقع ملا ہے خدا کی راہ میں اس طرح بعض احمدی شہید ہوئے ہیں کہ وہ سارا رستہ خون سے بھر گیا۔ پس بکثرت تو نہیں مگر ایسے واقعات ضرور ملتے ہیں کہ جہاں جماعت احمدیہ کے فدائیوں کو اپنا خون اس طرح بہانے کا موقع ملا جیسے بکریاں ذبح کر دی گئی ہوں۔ لیکن جو پہلے لوگ تھے ان میں یہ بہت زیادہ تھے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں یہ خدا کی راہ میں خون بہانا جو ہے وہ اس سے بہت زیادہ ملتا ہے جتنا اب ملتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ یعنی کچھ قربانیاں ایسی ہیں جن میں پہلے تعداد کے لحاظ سے بہت بڑھ گئے۔ ایک بھاری جماعت ہے ان میں سے جو پہلوں میں سے ہیں لیکن بعد والوں کو بھی ضرور ان قربانیوں کی توفیق ملے گی لیکن نسبتاً کم۔ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ اور بعد میں، آخر میں آنے والے لوگوں میں سے نسبتاً تھوڑے ہوں گے۔

پس بعد میں آنے والوں کا تو ذکر میں نے کیا لیکن ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ کا ذکر نہیں کیا تھا۔ اس مضمون کو اس لئے میں اب دوبارہ اٹھا رہا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں جو خدا کی راہ میں خون بہایا گیا اس کا کیا عالم ہے۔ سب سے پہلے یہ یاد رکھنے کے لائق بات ہے کہ اول خون بہانے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے۔ آپ کا خون بارہا اس طرح بہا ہے جیسے قربانیاں ذبح کر دی گئی ہوں۔ ایک دفعہ نہیں متعدد دفعہ ایسا ہوا ہے اور آپؐ ہی ان معنوں میں اوّل الشہداء ہیں اور آپ کے بڑھنے سے پھر باقی قوم نے قدم آگے بڑھایا۔ **اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خون اس راہ میں نہ بہایا جاتا تو صحابہؓ کو توفیق نہ مل سکتی تھی کہ اس شان کے ساتھ خدا کے حضور اپنے خون کی قربانیاں پیش کریں اور آج بھی اُسی دور کا فیض ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غزوات میں اِقدام کا فیض ہے کہ ہمیں بھی یہ توفیق مل رہی ہے۔** قرآن کریم ہمارا ذکر قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ کے طور کرتا ہے۔ اسی سنّت پر پیدا ہونے والے آخرین میں سے بھی کچھ ہوں گے مگر تعداد میں تھوڑے ہوں گے اگرچہ اوّل درجے کی قربانیاں پیش کرنے والے ہوں گے۔

اب اللہ مجھے ضبط کی توفیق دے کیونکہ یہ بہت ہی اہم مضمون ہے لیکن بہت دردناک ہے۔ ابو حازم بیان کرتے ہیں اور یہ حدیث بخاری کتاب المغازی سے لی گئی ہے کہ سہلؓ بن سعد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زخموں کی بابت پوچھا گیا۔ وہ کہنے لگے خدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زخموں کو دھونے والے اور پانی ڈالنے والے دونوں کو دیکھا ہے، میں دونوں کو جانتا ہوں۔ نیز جس چیز سے علاج کیا گیا تھا وہ بھی میرے علم میں ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسولؐ زخموں کو دھوتی تھیں اور حضرت علیؓ بن ابی طالب ڈھال سے پانی ڈالتے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون زیادہ بہتا ہے تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا اور راکھ زخم پر لگا دی اس طرح خون رک گیا۔

یہ آج کے زمانے کے لئے بھی ایک سبق ہے جب اور کوئی فوری چیز مہیا نہ ہو تو راکھ جلا کر ڈالنے کا طریق عربوں میں رائج تھا اور یہ بہت عمدہ طریق ہے اس پہلو سے کہ اس میں تمام جراثیم جلنے سے مر جاتے ہیں اور راکھ میں خدا تعالیٰ نے یہ مادہ رکھا ہے کہ خون جذب کر کے وہ اس مقام پر جہاں سے خون بہہ رہا ہو، بیٹھ جاتی ہے اور خون بند ہو جاتا ہے۔ یہ ضمناً میں عرض کر رہا ہوں کیونکہ ایسے واقعات جماعت میں ہوتے رہتے ہیں ان کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔ اس روز حضور کے سامنے والے دندان مبارک ٹوٹ گئے تھے، آپ کا چہرۂ مبارک زخمی تھا اور خَود ٹوٹ چکا تھا اور ٹوٹا ہوا خَود آپ کے سر میں دھنس گیا تھا یہاں تک کہ جب نکالنے والے نے دانتوں سے کھینچ کر نکالا تو اپنے دانت بھی ٹوٹ گئے، اس قدر شدت کے ساتھ وہ اندر دھنسا ہوا تھا۔

کتاب الجہاد والسیر، بخاری ہی سے ایک حدیث لی گئی ہے۔ حضرت جندبؓ بن سفیان بیان فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کسی جنگ میں تھے کہ آپؐ کی انگلی زخمی ہو گئی یعنی سارا بدن

زخموں سے چور رہا ہے مختلف وقتوں میں لیکن ایک جنگ میں انگلی کو زخم آیا تو آپؐ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا۔ تُو تو صرف انگلی ہی ہے اور نصیب دیکھ اپنا کہ خدا کی راہ میں خون بہا رہی ہے۔ پس وہ جو مختلف مواقع پر خدا کے پیار کی نظریں پڑا کرتی تھیں سب سے زیادہ وہ مواقع آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نظر آئے ہیں اور خدا نے ان مواقع کو اس پیار سے دیکھا کہ جس پیار سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم انگلی کو دیکھ رہے تھے وہ اللہ کی نظریں پڑ رہی تھیں جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى تو نے تیر نہیں چلایا بلکہ اللہ نے تیر چلایا تو گویا خدا کے الفاظ میں آپ اس انگلی کو مخاطب تھے کہ بڑی خوش نصیب ہے تُو اللہ کی راہ میں تجھے خون بہانے کی توفیق مل گئی۔

بخاری کتاب الجهاد بابُ قولِ اللّٰہ عزَّ وَ جَلَّ اس میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت مروی ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا انسؓ بن نضر جنگ بدر میں شامل نہیں ہو سکے تھے اور اس کا ان کو بڑا افسوس ہوا تھا۔ آپؓ نے ایک دفعہ کہا اے اللہ کے رسول پہلی جنگ جو آپؐ نے مشرکین سے لڑی اس میں مَیں شامل نہیں ہو سکا، آئندہ کبھی مشرکین سے جنگ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے موقع دیا تو میں اللہ کو دکھاؤں گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ آیت کریمہ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ ان قربانی دینے والوں میں ان خدا کی راہ میں خون بہانے والوں میں سے وہ بھی تھے کہ جنہوں نے اپنی منّتوں کو پورا کر دیا۔ بڑا دعویٰ کیا کہ میں خدا کو دکھاؤں گا اور واقعۃً دکھا دیا۔

ان کے متعلق جو واقعہ درج ہے وہ یہ ہے۔ جب اُحد کی لڑائی ہوئی تو ایک موقع ایسا آیا کہ مسلمان بکھر گئے۔ اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے آپ لوگ بارہا سن چکے ہیں جب جنگ نے پانسا پلٹا اور تھوڑی دیر کے لئے مسلمان بکھر گئے اس وقت کی بات ہے۔ اس پر انسؓ نے کہا، یہ انس بن مالک کی روایت ہے مگر ان کے چچا کا نام بھی انس تھا، تو انس نے کہا سے مراد ہے کہ انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن کی قربانی کا واقعہ ہے انہوں نے کہا۔ اے میرے اللہ میں تیرے حضور ان لوگوں کے لئے معذرت چاہتا ہوں ۔ عجیب پیارا کلام ہے۔ وہ صحابہ جو بکھر گئے تھے آپ جانتے تھے کہ جان کے نہیں بکھرے مجبور و بے اختیار ہو گئے ہیں۔ تو اللہ کے حضور کہتے ہیں میں معذرت چاہتا ہوں اور معذرت پیش کرنے والے کے اوپر سب سے بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی بہادری اور اپنی قربانی کے ذریعے ثابت کر دے کہ جو مجبور نہ ہوئے ہوں جن کو یہ اختیار ہوا اپنے اوپر کہ میدان جنگ میں اپنی جان جھونک دیں وہ یہ کیا کرتے ہیں تو گویا آپؓ نے صحابہؓ کو اپنی قربانی میں شامل کر لیا۔ میں اس معذرت کے کلام کو یوں سمجھتا ہوں کہ اس معذرت کے ساتھ پھر آپ نے جو جانی قربانی پیش کی ہے وہ اس معذرت کے قبول کرنے میں مددگار ہو گی اور ساتھ یہ کہا کہ میں دشمنوں کے ظالمانہ سلوک سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ پھر وہ آگے بڑھے تو ان کو سعد بن معاذ ملے۔ انسؓ بن نضر نے ان سے کہا اے سعد! دیکھو جنت قریب ہے۔ رب کعبہ کی قسم مجھے احد کے اُدھر سے اس کی خوشبو آ رہی ہے۔ سعد نے اسی جنگ اُحد کے دوران جب شہداء بکھرے پڑے تھے اور ان کی تلاش ہو رہی تھی۔ یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کہ اس طرح میرے چچا مجھے ملے تھے پھر وہ دشمن پر حملہ کرتے ہوئے اسی ریلے میں کہیں غائب ہو گئے، پھر ان کا پتہ نہیں چلا۔ حضرت انس جو اس واقعہ کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے چچا انس کو ایسی حالت میں شہید پایا کہ اَسّی (۸۰) سے کچھ اوپر تلوار، نیزے یا تیر کے زخم آئے تھے۔ مشرکین نے ان کی شکل بگاڑ دی تھی۔ کوئی اس نعش کو پہچان نہیں سکتا جسے اتنے زخم آئے ہوں اندازہ کریں کہ وہ آخر وقت تک جب تک دم میں دم تھا لڑتے رہے اور ان کی بہادری کی وجہ سے، ان کے غیر معمولی جرأت کے ساتھ حملے کے نتیجے میں بہت سے دشمنوں کو زک اٹھانی پڑی ہے اور اس غصے میں جیسا کہ عربوں میں دستور تھا وہ چہرہ بگاڑ دیا کرتے تھے یعنی نعش کا چہرہ بگاڑ دیا کرتے تھے تو وہ پہچانے نہیں جا سکتے تھے۔ پھر ایسے حال میں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت انسؓ کو بھیجا کہ جاؤ تلاش کرو وہ کہاں ہیں۔ ان کی بہن ساتھ تھیں انہوں نے پہچانا اور انگلیوں کے پورے سے پہچانا۔ ان کی انگلی پر کوئی نشان تھا جو کٹی ہوئی، زخمی انگلی، جو نشان دکھائی دے رہا تھا۔ چنانچہ روایت کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں یہ آیت اسی قسم کے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی کہ مومنوں میں سے کچھ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا اسے پورا کر دکھایا مِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ۔ اور وہ اپنے اس عہد میں سچے نکلے۔

حضرت قیس بن ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے طلحہ کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جس سے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا چہرہ تیروں سے بچا رہے تھے، اپنے ہاتھ پر تیر لے رہے تھے۔ ہاتھ پر معمولی سا بھی کانٹا چبھ جائے تو انسان کا ہاتھ پیچھے ہٹ جاتا ہے، سوئی چبھوئی جائے تو اور بھی زیادہ، خنجر لگے تو اندازہ کریں کہ کتنی بے اختیاری میں انسان کا ہاتھ از خود پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ ناممکن ہے کہ ایک غیر معمولی عزم کے سوا انسان کو توفیق ہو کہ وہ ہاتھ اسی طرح سامنے رکھے۔ حضرت طلحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے چہرے کے سامنے یوں ہاتھ رکھا۔ جو بھی تیر اس طرف آتا تھا اپنے ہاتھ سے روکتے تھے۔ اس وقت تو آپؓ کو توفیق مل گئی کہ اس کو کھڑا رکھا پھر اس کے بعد ہمیشہ کے لئے وہ ہاتھ لُنجا ہو گیا، ساتھ لٹکائے پھرتے تھے۔

اب وہ خدا جو چھوٹے چھوٹے زخموں کے نشان پر بھی پیار کی نظر ڈالتا ہے، جو اپنی عبادت کے وقت پڑنے والے گٹوں پر بھی پیار کی نظر ڈالتا ہے، اندازہ کریں کہ حضرت طلحہؓ کے اس ہاتھ کو کس پیار سے دیکھتا ہو گا۔ خدا کی قسم دنیا میں کوئی لُنجا ایسا نہیں جس کے ہاتھ پر خدا کے پیار کی نظریں اس طرح پڑتی ہوں جس طرح طلحہؓ کے ہاتھ پر پڑتی رہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جس میں حضرت حمزہؓ کی قربانی کا ذکر ہے۔ یہ مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ کو اس حالت میں پایا گیا کہ آپ کا پیٹ چاک تھا، ہند نے آپ کا کلیجہ نکال کر چبا لیا تھا مگر اسے نگل نہیں سکی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کلیجہ نکال کے چبانے کی کوشش کی ہے تو پھر وہ الٹ گئی، اس کو الٹی آ گئی جس کی وجہ سے جس طرح وہیل مچھلی نے حضرت یونسؑ کو باہر پھینک دیا تھا اسی طرح یہ کلیجہ اس کے پیٹ میں جانا مقدر نہیں تھا، یہ کلیجہ معزز تھا۔ اس کے چبانے کے متعلق لوگ کہتے ہیں یعنی عام طور پر روایات میں آتا ہے کہ کلیجہ چبا کے کھا گئی یہ غلط ہے۔ کلیجہ چبانے کی کوشش کی تھی لیکن اس کے ناپاک پیٹ کو اللہ نے توفیق نہیں دی کہ وہ اس ناپاک پیٹ میں حضرت حمزہؓ کا کلیجہ ڈال سکے۔ چنانچہ اس روایت میں یہ تفصیل ہے کہ الٹ دیا اس نے اور کلیجہ نہ کھا سکی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا اس نے حمزہ کے کلیجے کا کچھ حصہ نگلا ہے۔ اب اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی باریک نظر کو دیکھیں۔ آپ کو یقین تھا کہ ناممکن ہے کہ وہ نگل گئی ہو۔ عرض کی گئی، نہیں کچھ حصہ بھی نہیں نگلی سکی۔ آپ نے فرمایا اللہ نے حمزہ کا کوئی حصہ آگ میں ڈالنا پسند نہیں کیا۔ پس یہ استنباط محض میرا ذوقی استنباط نہیں۔ میرا بھی یہی استنباط تھا مگر مجھے بے انتہا خوشی ہوئی جب میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لفظوں میں یہ بات سن لی کہ اس لئے خدا نے پسند نہیں کیا۔ اس روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ستّر بار نماز جنازہ پڑھائی۔ کس طرح ایسا ہوا کہ ایک ہی نماز جنازہ ستّر بار پڑھائی گئی ہو۔ وجہ یہ تھی کہ جب بھی کسی شہید کا جنازہ پڑھتے تھے یعنی اُحد میں اور ستّر شہداء تھے تو ہر ایک کے ساتھ حضرت حمزہؓ کو شامل کر لیتے تھے اس لئے اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ستّر بار حضرت حمزہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہی قربانیوں کا ذکر اپنے اشعار میں بھی بکثرت فرمایا ہے اور ان اشعار کے علاوہ تحریرات میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خاطر آپ کے ساتھیوں کے جو خون بہائے گئے ہیں ان کا ذکر بھی ملتا ہے۔ چونکہ جو تراجم تھے، بہت سی عربی زبان کی تحریریں ہیں وہ شعر بھی اور نثر بھی اس لئے چونکہ تراجم جو تھے ان پر مجھے تسلی نہیں تھی جب تک میں خود تفصیل سے نظر نہ ڈالتا اور اچھا ہوا کہ وہ نظر ڈالی گئی کیونکہ بہت جگہ ترجموں میں سقم رہ گئے تھے معلوم ہوتا ہے ترجمے بعد میں کئے گئے ہیں، کسی اور نے کئے لیکن جو ترجمے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود کئے وہ تو بہر حال درست ہیں اور اگرچہ وہ معنوی رنگ رکھتے ہیں بعض دفعہ بامحاورہ ہیں لیکن یقیناً سو فیصدی درست ہیں۔ تو اس لئے اس بحث میں پڑنے کی جائے کہ کونسا لفظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر، اپنے ہاتھ کا ترجمہ تھا اس کا وقت نہیں تھا کیونکہ اب ربوہ کو بھیجتا تو وہاں سے وہ تحقیق کرتے، بتاتے کہ اس کتاب کا ترجمہ کب ہوا۔ اس ترجمے میں جو پہلی اشاعت تھی، مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے ہاتھ سے ترجمہ کیا تھا کہ نہیں اس لئے اس تحقیق و جستجو کا وقت نہ ہونے کی وجہ سے میں نے از خود جو ترجمہ کیا ہے وہ میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور سر دست چند اشعار میں لے سکا ہوں کیونکہ اتنا وقت نہیں تھا کہ تمام اشعار اور عربی تحریروں کا بذات خود ترجمہ کر سکوں۔ فرماتے ہیں:

قَامُوا بِاَقْدَامِ الرَّسُوْلِ بِغَزْوِهِمْ ☆ كَالْعَاشِقِ الْمَشْغُوْفِ فِي الْمَيْدَانِ

فَدَمُ الرِّجَالِ لِصِدْقِهِمْ فِيْ حُبِّهِمْ ☆ تَحْتَ السُّيُوْفِ اُرِيْقَ كَالْقُرْبَانِ

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۹۱)

صحابہ رضوان اللہ علیہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے میدان جنگ میں اقدام کی وجہ سے اپنے غزوات کے دوران ایک عشق میں مبتلا عاشق کی طرح ڈٹ جایا کرتے تھے۔ یعنی اقدام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تھا۔ غزوات میں آپؐ سب سے آگے چلتے تھے اور آپؐ کے پیچھے پیچھے آپ کے اقدام کو دیکھتے ہوئے صحابہ بھی بڑھا کرتے تھے تو غزوات میں وہ بڑھتے تو تھے مگر ایسے بڑھتے تھے جیسے ایک عاشق مشغوف ہو، جس کو عشق نے پاگل کر دیا ہو۔

درخواست دُعا

خاکسار کے والد مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش کی خالہ مکرمہ امینہ بیگم صاحبہ فیصل آباد۔ اور خالہ زاد بھائی مکرم عبد الرشید صاحب شدید طور پر بیمار ہیں اور ربوہ ہسپتال میں داخل ہیں اسی طرح مکرم عبد الرشید صاحب کے داماد کی بائیں آنکھ کا اپریشن 2 سال قبل ہوا تھا مگر خاص فائدہ نہیں ہوا۔ اب دسمبر میں دائیں آنکھ کا اپریشن ہونا ہے ان سب کی کامل شفایابی کیلئے نیز مکرم رزاق صاحب اور خاکسار کی والدہ محترمہ کی دونوں آنکھوں کی بینائی بحال ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔ (قریشی محمد رحمۃ اللہ قادیان)

ولادت

مکرم مظاہر احمد صاحب کے ہاں 14 ستمبر 98 کو پہلی بیٹی تولد ہوئی ہے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیٹی کا نام "فرینہ مظاہر" رکھا ہے عزیزہ مولوی تاج الدین صاحب مرحوم (سابق ناظم دار القضاء ربوہ) کی پوتی اور مکرم چوہدری منور احمد صاحب اکاؤنٹنٹ منیجر پی آئی اے فیصل آباد کی نواسی ہے نومولودہ کے نیک صالح خادم دین بننے کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (چوہدری مسعود احمد مہار فضل عمر پریس قادیان)

قَدَمُ الرِّجَالِ لِصِدْقِهِمْ فِی حُبِّهِمْ ☆ تَحْتَ السُّیُوفِ اُرِیْقَ کَالقُرْبَانِ

پس ان جوانمردوں کا خون اپنی محبت میں، اپنی سچائی کی وجہ سے تلواروں کے نیچے قربانیوں کی طرح بہادیا گیا۔ اب قربانیوں کا خون بہتا ہوا تو سب نے دیکھا ہے۔ اگر کسی کو کوئی نماز روزے کی توفیق نہ بھی ملے تو آج کل رواج ہے کہ قربانی پیش کرنے میں ضرور کوشش کی جاتی ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جس طرح قربانی کا خون یہ سب جانتے ہیں کہ کیسے بہتا ہے، کس طرح اچھل اچھل کر نکلتا ہے اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا خون اللہ کی محبت میں بہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اقدام کے نتیجے میں بہا ہے اور اللہ کی محبت محمدؐ رسول اللہ کی محبت کی بناء پر نصیب ہوئی۔ ایک ایسا عاشق جو پاگل ہو رہا ہو عشق میں ایسے عاشق کی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلا کرتے تھے۔

ایک دوسری جگہ سر الخلافۃ، روحانی خزائن جلد ۸ میں صفحہ ۳۹۷ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر ہے:

ذُبِحُوا وَ مَا خَافُوا الْوَرٰی مِن صِدْقِهِم ☆ بَلْ اٰثَرُوْا الرَّحْمٰنَ عِنْدَ بَلآءِ
تَحْتَ السُّیُوفِ تَشَهَّدُوْا لِخُلُوصِهِمْ ☆ شَهِدُوا بِصِدْقِ الْقَلْبِ فِی الْاَمْلَاءِ

وہ اپنے صدق کی وجہ سے ذبح کئے گئے اور لوگوں سے خوف نہ کھایا بلکہ ہر سخت ابتلاء کے دوران رحمٰن کو ترجیح دی۔ انہوں نے اپنے خلوص کی وجہ سے تلواروں کے سایہ تلے حق کی گواہی دی۔ تحت السیوف تشھّدوا۔ اب تشھّد میں آپ بیٹھتے ہیں تو لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو انہوں نے تلواروں کے سائے تلے یہ گواہیاں دی ہیں۔ یہ نہیں کہ آرام سے بیٹھے ہوئے تھے تو وہ درود پڑھ رہے تھے اور تشہد پڑھ رہے تھے، تلواریں چل رہی تھیں اس کے نیچے نیچے یہ آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔

شھدوا بصدق القلب فی الاملاء۔ املاء۔ کا ایک ترجمہ مجالس بھی ہے لیکن یہاں تو مجالس کی بات نہیں ہو رہی یہاں تو جنگوں کی بات ہو رہی ہے۔ پس املاء کا ایک مطلب ہے زندگی بھر، ساری زندگی۔ تو اسے ہی اس ترجمے کو میں نے اخذ کیا ہے۔ جس کا مطلب یہ بنے گا، شھدوا بصدقھم۔ شھدوا کے لفظ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں معنے داخل فرمالئے ہیں کیونکہ اس کے دونوں ہی معنے ہیں۔ شھدوا کا ایک مطلب ہے گواہی دی اور ایک مطلب ہے شہید ہو گئے تو دراصل ان کا شہید ہونا ہی گواہی تھی۔ پس تشھّدوا کا جو پہلا مضمون ہے وہی اس لفظ کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے کہ تلواروں کے سائے تلے محض زبانی گواہیاں نہیں دیں۔ یہ گواہیاں دیتے دیتے شہید ہو گئے اور ان کی شہادت یعنی خدا کی راہ میں جان دینا ہی دراصل وہ شہادت تھی جو ہمیشہ ہمیش کے لئے زندہ رہے گی۔ فی الاملاء کا مطلب ہے عمر بھر ایسا ہی کرتے رہے جب تک ان کو توفیق ملی یہ دونوں باتیں ان کی فطرت ثانیہ بنی رہیں بلکہ فطرت اولیٰ کہنا چاہئے۔ یہی ان کی اول فطرت تھی یعنی اللہ کے ہو کر محمد رسول اللہ کے عشق میں مبتلا اور اس عشق کے نتیجے میں پھر اللہ کے عشق کا وہ مقام حاصل کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عشق کے بغیر حاصل کرنا ممکن نہیں تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں سے جو نثر میں ہیں یہ ایک تحریر میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو اردو میں ہے اس لئے اس کے ترجمے کی ضرورت نہیں پڑی۔ فرماتے ہیں "وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عکسی تصویریں تھے"۔ اب اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین کا جو سب سے اعلیٰ مفہوم ہے وہ بیان فرمارہے ہیں۔ خاتم اس انگوٹھی کو کہتے ہیں جس کے نقوش جس جگہ لگائی جائے وہاں چسپاں ہو جائیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خاتم الانبیاء کن معنوں میں تھے۔ ایک معنٰی تو یہ ہے کہ نبیوں کے خاتم اور دوسرا ہے کہ سب نبیوں کی صفات آپ میں جمع تھیں جس پر آپ کی مہر لگتی تھی گویا سب نبیوں کی مہر لگ گئی۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کو اگر باریک نظر سے پڑھیں تو ان کے اندر عظیم معانی مخفی دکھائی دیتے ہیں جب ان پر نظر پڑتی ہے تو انسان کی روح وجد میں آجاتی ہے۔ صحابہ عکسی تصویریں تھے لیکن وہ تصویر ہر کاغذ پر ایک ہی طرح نہیں بنا کرتی۔ کہیں ہلکی بنتی ہے کہیں تیز بنتی ہے، دباؤ کی بات ہے وہ کاغذ کتنا دباؤ قبول کرتا ہے اور کتنا دباؤ ڈالا گیا ہے۔ پس سارے صحابہ کا رنگ تو ایک ہی تھا اس پہلو سے کہ جو بھی تصویر آپ کی بنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی تصویر تھی اور سب کے متعلق ایک ہی بات کہہ کر ان کے مدارج کے فرق کو بھی ملحوظ رکھ لیا۔ اپنا اپنا عشق تھا، اپنا اپنا رنگ تھا مگر جو بھی پیاری تصویر ابھری ہے وہ محمدؐ رسول اللہ ہی کی تصویر تھی۔

"سو یہ بھاری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعہ سے فحش بت پرستی کرنے والے کامل خدا پرستی تک پہنچ گئے اور ہر دم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اس کی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہادیا"۔ اب عکسی تصویر ان معنوں میں بھی تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے چونکہ خون بہلیا تھا اسی طرح آپ کے نقش قدم پر چلتے چلتے انہوں نے بھی خون بہلیا اور جو الٰہی رنگ پکڑے وہ سارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مہر کے نتیجے میں پکڑے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں، "دراصل ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت میں مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنے کا نتیجہ تھا"۔ وہ املاء والا لفظ، عمر بھر، یہ وہی مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسرے لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

کسی صادق کی صحبت میں عارضی صحبت اختیار کرنے سے وہ نقش دائمی نصیب نہیں ہوا کرتا جس کا مسیح موعود علیہ السلام ذکر فرمارہے ہیں۔ **صحابہ کے اندر جو پاک تبدیلی تھی وہ عمر بھر کی صحبت تھی۔ ایک دفعہ جب اس صحبت میں آ گئے تو پھر اس صحبت کو چھوڑنے کا نام نہیں لیا یہاں تک کہ یا ذبح کر دئے گئے خدا کی راہ میں یا طبعی موت مر گئے مگر دونوں صورتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دامن نہیں چھوڑا۔** یہ وہ طریق ہے جس کے نتیجے میں یہ سب کچھ نصیب ہوتا ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمارہے ہیں۔ "ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت میں مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنے کا نتیجہ تھا سو اسی بناء پر یہ عاجز اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے"۔

پس اب خدا کی راہ میں قربانی دینے والے خواہ وہ پاکستان میں ہوں یا دوسری جگہوں پر ہوں یہ بھی پڑھیں، ان باتوں پہ بھی نگاہ کریں تو ان کی قربانیاں تو ایک ایسا اعزاز ہیں کہ قیامت تک ان کی نسلیں اس پر فخر کریں گی۔ ان کے آباؤ اجداد کی روحیں ان پر فخر کریں گی۔ ان کا قرآن میں ذکر فرمایا گیا۔ قلیلٌ مِّن الاٰخرِیْن۔ اول درجے کے تھے گو تھوڑے تھے مگر آخرین میں بھی تھے تو اس کے بعد جو دلوں میں رنج رہ جاتے ہیں اور شکایتیں پیدا ہوتی ہیں اور بعض لوگ یہ لکھتے ہیں کہ ہمارے فلاں نے قربانی دے دی اب ہمیں اس طرح باہر بھجوادیا جائے یا فلاں ہم سے رعایت کی جائے۔ وہ اگر نہ بھی کہیں تو جو بھی جماعت کے لئے ممکن ہے وہ ضرور کرے گی اور ضرور کرتی ہے مگر جہاں مطالبہ ہونٹوں پر آیا وہاں وہ بات ختم ہو جاتی ہے۔

تو یہ صحابہ جنہوں نے قربانیاں دی ہیں ان کے ہونٹوں پر تو کوئی مطالبہ نہیں آیا، کبھی اپنی قربانی کے نتیجے میں کچھ طلب نہیں کیا بلکہ ایسی قربانیاں تھیں کہ جان دی تو جان دینے تک وفا کی اور اس کے بعد طلب کس سے کرنی تھی یعنی انسانوں اور بندوں سے کسی قسم کی طلب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ جو صورت حال ہے اسی بناء پر یہ عاجز اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ اب دیکھیں "قائم کرنے کے لئے" کا لفظ نہیں ہے "قائم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے"۔ اب غور کر کے دیکھیں قائم کرنا زبان پر سب سے پہلے آتا ہے، از خود زبان پر یہ جاری ہوتا ہے کہ سلسلہ قائم کیا گیا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر وقتی نظر نہیں "قائم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے" اور اس سلسلے کا قائم رکھنا قربانیوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ قائم کرنا وابستہ نہیں، قائم رکھنا وابستہ ہے۔ **یہ سلسلہ قائم نہیں رہ سکتا جب تک خدا کی راہ میں وہ قربانیاں پیش نہ کی جائیں جو قربانی دینے والوں کو بھی ازلی زندگی عطا کر دیتی ہیں اور اس جماعت کو بھی ازلی زندگی عطا کر دیتی ہیں جس جماعت کے وہ رکن ہوں۔**

تو یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کو غور سے پڑھنا اور ان کے مطالب کو اخذ کرنا انتہائی ضروری ہے۔ "اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھادیا جائے"۔ اب لفظ صحبت میں میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا کہ اس صحبت سے مراد یہ نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے تو آپ کی صحبت نصیب نہ رہی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وفات پائے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا لیکن "صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا" کا اعلان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیسے کر دیا۔ تو ایک صحبت جاریہ ہے، ایسی صحبت ہے جو ہمیشہ رہے گی۔ وہ اخلاق اور اعمال اور ایمان اور اقدار کی صحبت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مہر بند نہیں ہوئی، وہ قیامت تک جاری ہے اور ان معنوں میں جاری ہے کہ **جس شخص نے بھی اپنے دل پر وہ نقوش لئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مہر سے لگتے ہیں تو گویا وہ آپ کی صحبت میں داخل ہو گیا۔**

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صحبت کا سلسلہ میں بڑھانا چاہتا ہوں اور اب جماعت احمدیہ ایسے دور میں داخل ہے کہ یہ صحبت کا سلسلہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا چلا جائے گا اور ان مطالب پر غور کے نتیجے میں تمام جماعت پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جہاں بھی جماعت احمدیہ کی تعداد بڑھتی ہے وہاں مصاحبین کی تعداد بڑھے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارادہ تعداد بڑھانے کا نہیں تھا بلکہ ایسی تعداد بڑھانے کا تھا جس کے ساتھ صحبت کا سلسلہ پھیلتا چلا جائے۔ پس یہی وجہ ہے کہ **میں تمام نومبایعین کے متعلق ان ملکوں کے سربراہوں کو**

باربار نصیحت کرتا ہوں، باربار سمجھا رہا ہوں کہ اگر تعداد بڑھی اور صحبت نہ پھیلی تو پھر یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کے مقاصد میں سے نہیں ہے ۔ تھوڑی بہت شروع میں لگتی ہے لیکن جتنا دباؤ بڑھتا چلا جائے گا اس مہر کے نقوش زیادہ نمایاں ہوتے چلے جائیں گے۔

پس آپ لوگ بھی اپنی بڑھتی ہوئی جماعتوں پر اس پہلو سے نظر رکھیں اور اپنی پھیلتی ہوئی اولاد پر بھی اس پہلو سے نظر رکھیں کہ کیا وہ یہ نقوش قبول کر رہے ہیں یا نہیں اور نقش بننے شروع ہو گئے ہیں کہ نہیں اگر یہ بن رہے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت اپنے مقصد کو پا لیتی ہے۔ "اور چاہتا ہے" یعنی خاکسار، اپنے متعلق فرماتے ہیں عاجز یہ چاہتا ہے "کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھا دیا جائے اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑھانے کے لئے شوق رکھتے ہوں"۔

اب دن رات صحبت میں رہیں کا ایک ظاہری معنی بھی ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان میں آکر وہاں ٹھہرنے کی بھی بہت تلقین فرمایا کرتے تھے مگر یہ ناممکن تھا کہ یہ پھیلتی ہوئی جماعت جو لاکھوں کی تعداد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی پھیل چکی تھی وہ ساری قادیان میں اکٹھی ہو جاتی۔ کسی طرح یہ ممکن نہیں تھا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی بات کیسے کہہ سکتے ہیں جو ناممکن ہو۔ تو لفظی طور پر کچھ یہ مضمون ان لوگوں پر بھی اطلاق پاتا تھا جو قادیان آئے اور قادیان ہی کے ہو رہے۔ وہ اولین تھے صحبت پانے والے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ہی آخرین بھی تھے اور یہ مضمون بیک وقت چل رہا تھا۔ آخرین وہ تھے جو کثرت سے احمدی ہو رہے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہتے تھے کہ یہ صحبت کا سلسلہ ان کے ذریعے پھیل جائے تاکہ وہ لوگ جو اپنا "ایمان اور محبت اور یقین بڑھانے کے لئے شوق رکھتے ہوں ان پر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں"۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو انوار ظاہر فرمائے گئے وہ مٹ تو نہیں گئے ۔ ان کا نور آپ کی زندگی کے ساتھ ختم تو نہیں ہوا بلکہ آپ کے وصال کے بعد پہلا خلیفہ ہی نور کے طور پر ابھرا ہے ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپؓ کے نور کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔ تو یہ استدلال ہے میرا، یہ اتفاقی حادثہ نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو انوار عطا ہوئے تھے جو آپ بڑھانا چاہتے تھے وہ آپؑ کے وصال کے بعد بھی جاری رہے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی صورت میں اس نئے دور کی بنیاد ڈالی گئی جس میں نوروں کا انتشار ہونا تھا اور یہ انتشار حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی زندگی تک محدود نہیں تھا ورنہ بالکل بے معنی ہو جاتا۔ اگر آپؓ کی زندگی تک محدود رہنا تھا تو پھر تو بہتر تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی یہ سلسلہ ختم ہو جاتا کیونکہ انوار کا اصل منبع تو آپ ہی تھے اس لئے وہ ایک خوشخبری تھی جماعت کے لئے کہ تمہارے لئے انوار کا سلسلہ ختم نہیں کیا جائے گا۔

- پس وہ انوار کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات اس نور کو سمیٹے ہوئے ہیں ۔ان تحریرات کا جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے گہری نظر سے مطالعہ ضروری ہے ورنہ بعض دفعہ خدا تعالیٰ کے جس کلام سے لوگ نور پاتے ہیں اسی کلام سے لوگ اندھیرے میں بھی چلے جاتے ہیں کیونکہ وہ اپنے نفس کے اندھیرے ساتھ رکھتے ہیں ایسے ہی لوگ ہیں جن کو اندھا کہا گیا ہے ان کی نگاہ کلام کی گہرائیوں تک جاتی ہی نہیں۔ اب اسی کلام کو پڑھ پڑھ کر دیکھیں دنیا میں کتنے مخالف اور معاند مولوی ہیں جن کی گستاخیاں ختم ہونے میں نہیں آرہیں۔ وہ عبارت کے کچھ حصے کو لیتے ہیں، کچھ حصے کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جس حصے کو لیتے ہیں اس کے معانی کو بھی صحیح بیان نہیں کر رہے ہوتے۔ **اس لئے جماعت کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کو پڑھے بھی اور گہری غور سے ان کا مطالعہ کرے۔**

فرمایا "ان پر وہ انوار ظاہر ہوں جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں"۔ یعنی یہ انوار پھر آپ پر بھی نازل ہونگے ۔اس کے دو معنے ہیں۔ ایک معنی تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں مضمر امور کو آپ سمجھ لیں اور اختیار کر لیں اور یہ نور اگر آپ کو نصیب ہو جائے تو پھر انوار نازل بھی ہونگے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل کئے گئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نور نور سے ملتا ہے جن کا دل نورانی ہو چکا ہو، جس کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نور اخذ کرنے کے نتیجے میں ہوا، انکا دل پھر مہبط انوار الٰہی بن جایا کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے بہت سے دیگر انوار بھی ان پر نازل ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں: "اور وہ ذوق ان کو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے"۔ "وہ ذوق ان کو عطا ہو"۔ جب نور ملتا ہے تو نور کی اہمیت بھی ساتھ ساتھ واضح ہوتی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ فرمایا میں اس لئے چاہتا ہوں کہ ان پر بھی نور اترے تاکہ وہ ان کو نور کا مضمون صرف معناً، معنے کے لحاظ سے سمجھ نہ آئے بلکہ ان کے دل میں جاری ہو اور اس کا لطف اٹھانے لگیں۔ جب یہ ہوگا تو پھر یہ ہوگا "تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے"۔ اب دیکھیں ہم دعائیں تو بہت کرتے ہیں کہ اسلام کی روشنی تمام دنیا میں پھیل جائے مگر یہ کیسے پھیلے گی یہ طریق اکثر لوگوں کو معلوم نہیں۔ ہاتھ اٹھاتے ہیں کہ اے اللہ اسلام کی روشنی پھیلا دے مگر یہ نہیں جانتے کہ انہوں نے ہی وہ شمعیں بننا ہے جن شمعوں کے ذریعے روشنی پھیلنی ہے۔

تو ایسی دعا کیوں کرتے ہیں جس دعا کو اپنے نفوس میں جاری نہ کرنا چاہیں۔ **کسی کو اس دعا کا حق نہیں کہ اے اللہ اسلام کا نور ساری دنیا میں پھیلا دے جب تک وہ اپنے دل کو پہلے نورانی نہ بنائے** ۔ کیونکہ از خود نہیں پھیلے گا ورنہ تو ساری دنیا پر از خود آسمان سے نور اتر سکتا تھا۔ کیوں نہیں اترتا؟ اس لئے کہ نورانی وجودوں کی معرفت ان کو نہیں مل رہا۔ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے جو سلسلہ شروع ہوا وہی سلسلہ ہے جو اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں ثلۃ من الاولین کے بعد قلیلٌ من الآخرین کے ذریعے سے شروع ہوتا ہے اور پھر اس سلسلے نے پھیل جانا ہے۔**

اس کثرت سے ایسے لوگ پیدا ہونگے جو اولین تو نہیں ہونگے لیکن پھر بھی دوسرے درجے میں نیکیوں پر قدم بڑھانے والے ہونگے۔ ان کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے و ثلۃ من الآخرین وہ پہلوں تک محدود نہیں رہیں گے یہ بکثرت نیکیوں میں آگے قدم بڑھانے والے آخرین میں بھی پیدا ہونگے گو ان کی نیکیوں کا درجہ وہ نہیں ہوگا جو اولین کا درجہ ہے مگر جس درجے تک وہ پہنچیں گے وہ بھی بہت بڑے درجات ہیں۔ تو دو جنتیں جن کے وعدے کئے گئے ہیں قرآن کریم میں، اس کی تفصیل میں اس وقت جانے کا وقت نہیں مگر ایک جنت وہ ہے جو بہترین عمل کرنے والوں کو، بہترین قربانی کرنے والوں کو اِس دنیا میں بھی نصیب ہوتی ہے اور اُس دنیا میں بھی ہوتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا گیا ہے ثلۃٌ من الاولین و قلیلٌ من الآخرین۔

پھر وہ جنت بھی ہے جو سب مومنوں پر جھکی ہوئی ہے جس کا عام ذکر سورہ رحمٰن میں ملتا ہے اس کے متعلق فرمایا ہے ثلّۃٌ من الاولین و ثلّۃٌ من الآخرین ۔بکثرت بعد میں آنے والوں میں ایسے لوگ پیدا ہونگے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ ان مضامین کی گہرائی تک اتر کے جو خون کی قربانیاں ہیں اس مضمون کو بھی زیادہ گہرائی سے سمجھیں گے اور اس کے نتیجے میں جو نور اترا کرتا ہے اس نور کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ انشاء اللہ باقی مضمون سی طرح جاری رہے گا۔ انشاء اللہ اگلے خطبہ میں میں بیان کروں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت داعی الی اللہ

محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خدائے احسن الخالقین کی تخلیق کا شاہکار تھے۔ آپ اپنے اسم گرامی محمدؐ کے اسم با مسمّی ہونے کے اعتبار سے ہو بہو پورے مصداق تھے آپ کی عظمت شان کا اظہار خدا تعالیٰ نے لولاك لما خلقت الافلاك کے الفاظ سے فرمایا ہے آپ کو خدا تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین کے لقب سے سرفراز فرمایا آپ خدا تعالیٰ کی تمام صفات کے کامل مظہر تھے قرآن مجید نے تمام نبیوں پر دعائے سلامتی کی تعلیم دی ہے۔ مگر آنحضرت ﷺ کے تعلق سے امتیازی کلمات استعمال فرمائے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً"

(احزاب آیت ۵۷)

یہ الفاظ اور کسی نبی کیلئے استعمال نہیں ہوئے۔ آپ کے ایک صحابیؓ کے مشاہدہ کے الفاظ آب زر سے محفوظ رکھنے کے لائق ہیں۔

"کہ کسی انسانی آنکھ نے کبھی ایسا حسین چہرہ نہیں دیکھا اور نہ کسی انسانی ماں نے کبھی ایسا بچہ جنا۔ یہ خدائی تخلیق ایسی بے مثال ہے کہ گویا جسطرح آپ چاہتے تھے ویسے ہی پیدا کئے گئے ہیں۔ آپ کے سیرت نگار نے کیا خوب کہا ہے"

ترجمہ از فارسی شعر:۔ سر سے پاؤں تک جہاں بھی میری نظر آپ پر پڑتی ہے۔ آپ کی اعجازی دلکشی میرے دامن دل کو متوجہ کرتی ہے کہ یہی جگہ ہے۔ (یہی جگہ زیادہ پر کشش ہے)

پہلی وحی کے نزول کی تفہیم سے یہ بات آپ نے محسوس فرمائی کہ بڑی بھاری ذمہ داری آپ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ڈالی جارہی ہے۔ آپ کا اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہؓ سے بے ساختہ اپنی قلبی کیفیت کا اظہار "خشیت علی نفسی" سے عیاں ہے اور محرم راز نبوی کا ایسے الفاظ میں تسلی دینا۔ اسقدر وزنی شہادت ہے جو آپ کی زوجہ مطہرہ کی پاک، باطنی اور رسالت شناسی کی اولین مصداق ہونے پر دلیل ناطق ہے فرماتی ہیں "نہیں نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ آپ خوش ہوں۔ خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور صادق القول ہیں اور لوگوں کے بوجھ بٹاتے ہیں اور معدوم اخلاق کو آپ نے اپنے اندر جمع کیا ہے اور آپ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی باتوں میں لوگوں کے مددگار بنتے ہیں"۔

آپ کی گھبراہٹ کے پیش نظر آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو شرک کا تارک ہو کر عیسائی مذہب کا پیرو ہو چکا تھا اور گذشتہ صحف انبیاء سے کسی قدر واقف تھا۔ آپ [illegible] اس کے پاس لے جا کر حضرت خدیجہؓ نے کہا۔ بھائی [illegible] اس بھتیجے کی بات تو سن لو۔ اُس نے کہا کیا بات ہے۔ آنحضرت صلعم نے سارا ماجرا بتایا۔ اُس [illegible] یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ پر وحی لاتا تھا۔

کاش میں زندہ رہوں جب تیری قوم تجھے وطن سے نکال دے گی۔" آنحضرت صلعم نے حیران ہو کر پوچھا أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا ہاں۔ کوئی رسول نہیں آیا کہ اس کے ساتھ اُس کی قوم نے عداوت نہ کی ہو۔ اور اگر میں اُس وقت تک زندہ رہا۔ تو میں اپنی پوری طاقت کے ساتھ تیری مدد کروں گا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا۔ (بخاری)

اس کے بعد "قم فأنذر" کے ارشاد سے دعوت الی اللہ کا کام آپ کے سپرد ہوا۔ دوسرے مقام پر اس کا یوں ذکر ہے داعیا الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً اس اہم ذمہ داری کیلئے خدا تعالیٰ نے آپ کو خود تیار فرمایا تھا اور آپ کو بے عیب اور پاک زندگی عطا کی تھی جو آپ کے دعویٰ اور دعوت الی اللہ کی تائید میں زبردست دلیل ہے۔ فرماتا ہے فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہٖ افلا تعقلون۔ یہی دلیل حضرت خدیجہؓ حضرت ابو بکرؓ حضرت علیؓ۔ حضرت زید بن حارثہ کی ہدایت کا موجب بنی ہے۔ اس دلیل کے اعتبار سے آپ کا چہرہ مبارک اسلام کا چہرہ تھا۔ اور بہت سے ذی فراست وجودوں کی ہدایت کا موجب بنا جنہوں نے یہ کہہ کر یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ آپ کو قبول کیا۔ ایسی بے خطا نظر یا قیافہ بافراست لائق صد مبارک باد ہے۔ وہ بہت ہی خوش نصیب وجود تھے۔ جو چہرہ مبارک کی ایک ہی جھلک سے آپ پر سو جان سے قربان ہو گئے۔ حدیث میں اتقوا بفراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللّٰہ۔ کا مضمون اس کا مصداق ہے۔ دعویٰ نبوت کے ابتدائی تین سال تک تبلیغ کو کھلے میدان نہیں کیا گیا بلکہ اخفا میں رکھا گیا۔ اس دور میں مخالفت بھی ہنسی مذاق تک محدود رہی ابھی مخالفین کی طرف سے متحدہ محاذ قائم نہیں ہوا تھا۔ ابھی ارکان اعمال میں سے کوئی رکن بھی باقاعدہ قائم نہ ہوا تھا۔ البتہ احادیث سے ثابت ہے کہ ابتدا میں جبرائیل نے آپ کو نماز اور وضو کا طریق سکھا دیا تھا اور ابتدا میں نفلی طور پر نماز ادا ہوتی تھی۔ اس ابتدائی زمانہ کے متعلق مورخین لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ و حضرت علیؓ مکہ کی کسی گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے اچانک اُس طرف آپ کے چچا ابو طالب کا گذر ہوا۔ وہ آپ کو حیرت سے نماز کی حالت میں دیکھتے رہے۔ جب آپ نماز ختم کر چکے تو انہوں نے پوچھا بھتیجے یہ کیا دین ہے جو تم نے اختیار کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا چچا یہ دین الٰہی اور دین ابراہیمؑ ہے اور آپؐ نے مختصر طور پر اپنے چچا ابو طالب کو اسلام کی دعوت دی۔ لیکن ابو طالب نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں اپنے باپ دادا کا مذہب نہیں چھوڑ سکتا۔ مگر ساتھ ہی اپنے بیٹے حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا۔ ہاں بیٹا تم بیشک محمد ﷺ کا ساتھ دو۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ تم کو سوائے نیکی کے اور کسی طرف نہیں بلائے گا۔ بعض اسی قسم کے اور بھی واقعات

تاریخ میں آئے ہیں۔ دعوائے نبوت کے تین سال بعد "فاصدع بما تؤمر" اور اس کے قریب یہ آیت نازل ہوئی فَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ جب یہ احکام اترے تو آنحضرت صلعم کوہِ صفا پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے پکار کر ہر قبیلہ کا نام لے کر قریش کو بلایا جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا "اے قریش اگر میں تم کو خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑا لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے۔ تو کیا تم میری بات کو مانو گے؟ بظاہر یہ ایک ناقابل قبول بات تھی کیونکہ صاف نظر آرہا تھا کہ سامنے کوئی لشکر موجود نہیں ہے۔ مگر سب نے کہا۔ ہاں ہم ضرور مانیں گے کیونکہ ہم نے ہمیشہ آپ کو صادق القول پایا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ پھر سنو! میں تم سب کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ کے عذاب کا لشکر تمہارے قریب پہنچ چکا ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر اُس عذاب سے بچ جاؤ۔ جب قریش نے یہ الفاظ سنے تو کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ اور آپ کے چچا۔ ابو لہب نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ تَبًّا لَّكَ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا۔ محمد تو ہلاک ہو کیا اس غرض سے تو نے ہم کو جمع کیا تھا اس پر سب لوگ ہنسی مذاق کرتے ہوئے منتشر ہو گئے۔ ان ہی دنوں میں آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ ایک دعوت کا انتظام کرو۔ اور اُس میں بنو عبد المطلب کو بلاؤ۔ چنانچہ کم و بیش چالیس نفوس کو اس دعوت میں بلایا گیا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو آپ نے کچھ تقریر کرنی چاہی۔ مگر بد بخت ابو لہب نے سب کو منتشر کر دیا۔ اس پر آنحضرت صلعم نے پھر حضرت علیؓ سے فرمایا کہ یہ موقعہ تو جاتا رہا۔ اب پھر دعوت کا انتظام کرو۔ چنانچہ آپ کے رشتے دار پھر جمع ہوئے۔ اور آپ اُن سے یوں مخاطب ہوئے۔

"اے بنو عبد المطلب دیکھو میں تمہاری طرف وہ بات لیکر آیا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اچھی بات کوئی شخص اپنے قبیلہ کی طرف نہیں لایا۔ میں تمہیں خدا کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تم میری بات مانو تو دین و دنیا کی بہترین نعمتوں کے وارث بنو گے۔ اب بتاؤ اس کام میں کون میرا مددگار ہوگا؟ سب خاموش تھے اور ہر طرف مجلس میں ایک سناٹا تھا کہ یک لخت ایک طرف سے ایک ۱۳ سالہ دبلا پتلا بچہ جس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔ اُٹھا اور یوں گویا ہوا کہ میں سب میں کمزور اور چھوٹا ہوں۔ مگر میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ یہ حضرت علیؓ کی آواز تھی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کے یہ الفاظ سنے تو اپنے رشتہ داروں کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اگر تم جانو تو اس بچے کی آواز سنو! اور اسے مانو" حاضرین نے یہ نظارہ دیکھا تو بجائے عبرت حاصل کرنے کے سب کھل کھلا کر ہنس پڑے اور ابو لہب اپنے بڑے بھائی ابو طالب سے کہنے لگا لو اب محمدؐ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم اپنے بیٹے کی پیروی اختیار کرو اور پھر یہ لوگ اسلام اور آنحضرت صلعم کی کمزوری پر ہنسی اڑاتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

دار ارقم میں پہلا تبلیغی مرکز

آنحضرت صلعم نے تین سال تک اسمیں دعوت الی اللہ کا کام کیا۔ یہ کوہ صفا کے دامن میں واقع تھا۔ یہ مکان تاریخ میں خاص شہرت رکھتا ہے دار ارقم میں آخری ایمان لانے والے حضرت عمرؓ تھے۔ اس میں ایمان لانے والے بھی سابقین میں شمار ہوتے ہیں۔

قریش کی مخالفت کا آغاز

ہر نبی کے وقت میں مخالفت ہوتی رہی ہے۔ متکبر انسان خیر کی بات کو اپنے آرام میں خلل کا باعث سمجھتا ہے قرآن مجید نے تمام انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کا اس آیت میں ذکر فرمایا ہے "اور ہم نے انسانوں اور جنوں میں سے سرکشوں کو اسی طرح ہر ایک نبی کا دشمن بنا دیا تھا"۔

(سورہ الانعام آیت ۱۱۳)

کفار مکہ نے حضرت ابو بکرؓ۔ حضرت حمزہؓ۔ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ جیسے وجود اسلام میں داخل ہونے کے ساتھ انہوں نے باہمی مشوروں کے بعد یکے بعد دیگرے تین وفود۔ اپنے چوٹی کے مخالف لیڈروں کی قیادت میں آپ کے چچا ابو طالب کے پاس بھجوائے۔ اس لئے کہ انہیں پتہ تھا کہ ابو طالب کی ہمدردی اور حفاظت آنحضرت صلعم کو حاصل ہے۔ جسے وہ اپنے ناپاک عزائم میں روک سمجھتے تھے اور آنحضرت صلعم کو ایسی ہمدردی سے محروم کئے بغیر وہ آپ کو کوئی نقصان بآسانی نہ پہنچا سکتے تھے۔ چنانچہ ولید بن مغیرہ۔ عاص بن وائل۔ عتبہ بن ربیعہ۔ ابو جہل بن ہشام۔ ابو سفیان وغیرہ وفد کی شکل میں ابو طالب کے پاس آئے اور نرمی کے طریق پر کہا۔ آپ ہماری قوم میں معزز ہیں۔

اس لئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنے بھتیجے کو اس نئے دین کی اشاعت سے روک دیں اور یا پھر اُس کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں اور ہمیں اور اُس کو چھوڑ دیں کہ ہم آپس میں فیصلہ کرلیں۔ ابو طالب نے اُن کے ساتھ نرمی سے باتیں کیں اور بالآخر انہیں ٹھنڈا کر کے واپس کر دیا۔ اُن دنوں قرآن شریف میں بڑی سختی سے شرک کے رد میں آیات نازل ہو رہی تھیں۔ اس لئے یہ لوگ پھر دوسرے وفد کی شکل میں ابو طالب کے پاس جمع ہوئے اور اُن سے کہا کہ اب معاملہ حد کو پہنچ گیا ہے۔ ہم کو رجس۔ پلید، شر البریہ سفہاء اور شیطان کی ذریت کہا جاتا ہے اور ہمارے معبودوں کو جہنم کا ایندھن اور ہمارے بزرگوں کو لایعقل کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اس لئے ہم اب صبر نہیں کر سکتے۔ اگر تم اپنے بھتیجے کی حمایت سے دستبردار نہیں ہو سکتے تو پھر ہم بھی مجبور ہیں۔ ہم تم سب کا مل کر مقابلہ کریں گے حتی کہ دونوں فریقوں میں سے ایک ہلاک ہو جائے۔ ابو طالب کیلئے بہت نازک موقعہ تھا وہ ڈر گئے۔ اُسی وقت آنحضرت ﷺ کو بلایا۔ حضور تشریف لائے۔ جب آپ آئے تو اُن سے کہا "اے میرے بھتیجے اب تیری باتوں کی وجہ سے قوم سخت مشتعل ہو گئی ہے اور قریب ہے کہ تجھے ہلاک کر دیں اور ساتھ ہی مجھے بھی۔ تم نے ان کے عقل مندوں کو سفیہ

بزرگوں کو شرالبریہ ۔ قابل تعظیم معبودوں کا نام ہیزم جہنم اور وقود النار رکھا اور خود انہیں رجس اور پلید ٹھہرایا۔ میں تمہاری خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ اس دشنام دہی سے اپنی زبان کو تھام لو اور اس کام سے باز آجاؤ۔ ورنہ میں قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ آنحضرت ﷺ نے سمجھ لیا کہ آپ کے چچا پر قوم کا ڈر غالب آگیا ہے مگر آپ کے ماتھے پر بل تک نہ تھا۔ نہایت اطمینان سے فرمایا "چچا۔ یہ دشنام دہی نہیں۔ نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے۔ اسی کام کیلئے میں بھیجا گیا ہوں کہ لوگوں کی خرابیاں اُن پر ظاہر کر کے انہیں سیدھے راستے کی طرف بلاؤں اسی کام کیلئے میری زندگی وقف ہے اور میں موت کے ڈر سے اظہار حق سے رُک نہیں سکتا۔ ہاں اے چچا اگر آپ کو اپنی تکلیف کا خوف ہے تو آپ بے شک مجھے اپنی پناہ میں رکھنے سے دستبردار ہو جائیں مگر میں احکام الٰہی کے پہنچانے سے کبھی نہیں رکوں گا۔ اور خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور ایک دوسرے ہاتھ میں چاند بھی لاکر دیدیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہیں رہوں گا اور میں اپنے کام میں لگا رہوں گا حتی کہ خدا اُسے پورا کرے یا میں اس کوشش میں ہلاک ہو جاؤں یہ۔ تقریر فرماتے وقت آپ کے چہرہ پر سچائی اور نورانیت سے بھری ہوئی رقت نمایاں تھی۔ آپ تقریر ختم کرتے ہی چل پڑے مگر ابو طالب نے پیچھے سے آواز دی۔ آپ لوٹے کیا دیکھتے ہیں کہ ابو طالب کے آنسو جاری تھے اُس وقت ابو طالب نے بڑی رقت بھری آواز میں آپ سے مخاطب ہو کر کہا بھتیجے جاؤ اپنے کام میں لگا رہ۔ جب تک میں زندہ ہوں۔ اور جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا۔ غرض قریش اس دفعہ بھی اپنے مقصد میں ناکام رہے تو انہوں نے ایک اور چال چلی قریش کے ایک اعلیٰ خاندان سے ایک ہونہار نوجوان عمارہ بن ولید کو ساتھ لے کر ابو طالب کے ہاں کفار مکہ کا وفد پہنچا۔ اور اُن سے کہا کہ یہ نوجوان قریش کے بہترین نوجوانوں میں سے ہے تم اسے محمدؐ کے عوض لے لو اور جس طرح چاہو فائدہ اُٹھاؤ اپنا بیٹا بنالو ہم اس کے حقوق سے کلیۃً دستبردار ہوتے ہیں۔ اس کے عوض تم محمد کو ہمارے سپرد کردو جس نے ہمارے آبائی دین میں رخنہ پیدا کر کے ہماری قوم میں ایک فتنہ کھڑا کر رکھا ہے۔ اس طرح جان کے بدلے جان کا قانون پورا ہو جائے گا۔ ابو طالب نے کہا یہ عجیب انصاف ہے کہ میں تمہارے بیٹے کو لیکر اپنا بیٹا بناؤں اور اسے کھلاؤں پلاؤں اور اپنا بیٹا تمہیں دلاؤں کہ تم اُسے قتل کردو واللہ یہ کبھی نہیں ہوگا۔ قریش کی طرف سے مطعم بن عدی نے کہا "پھر اے ابو طالب تمہاری قوم نے تم پر ہر رنگ میں حجت پوری کردی ہے اور اب تک جھگڑے سے اپنے آپ کو بچایا ہے مگر تم اُن کی کوئی بات بھی مانتے نظر نہیں آتے"۔ ابو طالب نے کہا "واللہ میرے ساتھ انصاف نہیں کیا جارہا اور مطعم میں دیکھتا ہوں تم بھی انہی قوم کی پیٹھ ٹھونکنے میں میرے ساتھ بے وفائی کرنے پر آمادہ ہو۔ پس اگر تمہارے تیور بدلے ہوئے ہیں۔ تو میں کیا کرسکتا ہوں۔ تم نے جو کرنا ہو کرو"

[سیرت ابن ہشام وطبری)

خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں آنحضرت صلعم کو سراجاً منیراً قرار دیا ہے۔ آپ کا یہ منصب بھی دعوت الی اللہ کی بسرعت تکمیل کیلئے کار فرما رہا۔ حتی کہ ابتدائے اسلام سے ہی حضرت ابو بکرؓ نور نبوت سے روشن ہو کر بڑے بڑے جلیل القدر نفوس کو دعوت اسلام پہنچا کر حلقہ بگوش اسلام کرنے کا موجب بنے۔ اسی طرح حضرت مصعب بن عمیر جو مدینہ کے سب سے پہلے داعی الی اللہ تھے مدینہ کے قبائل کو اسلام میں داخل کر کے بہت کامیاب داعی الی اللہ اور آنحضرت صلعم کے کام میں دست و بازو ثابت ہوئے۔ سن پانچ نبوی میں مسلمانوں پر مظالم بہت بڑھ جانے پر آنحضرت صلعم نے انہیں حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت عطا فرمائی۔ جب مسلمان وہاں پہنچے تو مشرکین مکہ نے اُن کے تعاقب اور اُن کو حبشہ سے واپس مکہ لانے ک لئے اپنا وفد بھجوایا۔ مگر نجاشی نے مسلمانوں کو پناہ دی اور کفار کے وفد کے ساتھ واپس لوٹانے سے انکار کردیا۔ مشرکین مکہ نے نجاشی کو مسلمانوں کے بارہ میں اشتعال دلانے کی کوشش کی کہ یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ہتک کرتے ہیں نجاشی نے مسلمانوں کے وفد کو بلایا او راُن کے عقائد کے بارہ میں سوال کیا حضرت جعفر بن ابی طالب نے اسلامی عقیدہ کی رو سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا صحیح مرتبہ بیان کیا جسے نجاشی نے صحیح قرار دیا۔ اور کہا کہ میں حضرت عیسی کو اس سے ایک تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں سمجھتا اس پر پادریوں نے ہنگامہ کیا۔ مگر نجاشی نے اُن کی کچھ پرواہ نہ کی غرض حضرت جعفر بن ابی طالب نے آنحضرت صلعم کے فیضان سے فیضیاب ہو کر دعوت الی اللہ کے فریضہ کو ادا کر کے ایک مضبوط حکومت کے حکمران کو اسلام میں داخل کیا۔ کفار کی طرف سے آنحضرت صلعم کی مخالفت بڑھتی گئی۔ اُنہوں نے تمام مسلمانوں کے شعب ابی طالب میں محصور کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان دِنوں میں آنحضرت ﷺ نے دوسرے قبائل کی طرف زیادہ توجہ شروع کی۔ چنانچہ محصور ہونے کے زمانہ میں آپ اشھر حرم میں جبکہ سب طرف امن ہوتا تھا حج میں آنے والے قبائل کا خاص طور پر دورہ کیا کرتے تھے اور عکاظ وغیرہ اجتماعات میں اسلام کی تبلیغ فرماتے تھے۔ اسی طرح آپ نے کئی دفعہ قبائل کا دورہ کیا۔ اور ہر کیمپ میں جاکر اسلام کی دعوت دی۔ جب محاصرہ اُٹھ گیا تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ طائف میں جاکر وہاں لوگوں کو اسلام کی دعوت دوں۔ غرض شوال دس نبوی میں آپ طائف تشریف لے گئے۔ بعض روایتوں کی رو سے زید بن حارثہؓ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے وہاں دس دن قیام کیا اور شہر کے بہت سے روٴسا سے یکے بعد دیگرے ملاقات کر کے تبلیغ کی۔ سب نے انکار کیا اور ہنسی اڑائی۔ آپ نے طائف کے رئیس اعظم عبدیالیل کے پاس جاکر اسلام کی دعوت دی۔ مگر اُس نے صاف انکار کیا۔ اُس بدبخت نے شہر کے آوارہ آدمی آپ کے پیچھے لگادئے۔ یہ لوگ شور کرتے ہوئے آپ کے پیچھے ہو لئے اور انہوں نے آپ پر پتھر برسائے آپ کا بدن خون سے تربتر ہو گیا۔ برابر تین میل تک یہ لوگ آپ کے ساتھ گالیاں دیتے اور پتھر برساتے چلے آئے مکہ سے تین میل کے فاصلے پر مکہ کے رئیس عتبہ بن ربیعہ کا باغ تھا۔ آنحضرت صلعم نے اُس باغ میں پناہ لی۔ عتبہ شیبہ اُس وقت اپنے باغ میں موجود تھے۔ اُنہوں نے اپنے عیسائی غلام عداس کے ہاتھ ایک کشتی میں کچھ انگور لگا کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں بھجوائے۔ آپ نے لے لئے اور عداس کو تبلیغ کی۔ جس پر اتنا اثر ہوا کہ اُن نے جوش اخلاص سے آپ کے ہاتھ چوم لئے۔ تھوڑی دیر آپ نے وہاں قیام فرمایا اور وہاں سے روانہ ہو کر نخلہ پہنچے وہاں کچھ دن قیام کیا۔ اور وہاں سے روانہ ہو کر کوہ حرا پر آئے۔ یہاں سے آپ نے کسی شخص کی زبانی مطعم بن عدی کو کہلا بھیجا کہ میں مکہ میں داخل ہونا چاہتا ہوں کیا تم مجھے اس کام میں مدد دے سکتے ہو۔ مطعم کافر تھا مگر طبیعت میں شرافت تھی اُس نے اپنے بیٹوں رشتہ داروں کو بلا کر ساتھ لیا اور سب مسلح ہو کر کعبہ کے پاس کھڑے ہو گئے اور آپ کو بلا بھیجا کہ آجائیں۔ آپ آگئے آپ نے کعبہ کا طواف کیا اور وہاں سے مطعم اور اُس کی اولاد کے ساتھ تلواروں کے سایہ میں اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ راستہ میں ابو جہل نے آپ کو اور مطعم کو دیکھ لیا۔ حیران ہو کر مطعم سے اُس نے پوچھا "أمجیر ام تابع" یعنی کیا تم نے محمد کو پناہ دی ہے یا تابع ہو گئے ہو؟ اُس نے جواب دیا میں صرف پناہ دینے والا ہوں تابع نہیں ہوں۔ اس پر ابو جہل نے کہا اچھا پھر کوئی حرج نہیں۔ مطعم کفر کی حالت میں فوت ہوا۔ مگر مسلمان قدر شناس تھے۔ آپ کے درباری شاعر حضرت حسان ثابتؓ نے مطعم کے شریفانہ برتاؤ پر اُس کی مدح میں زوردار اشعار کہے۔ جو ان کے دیوان میں اب تک محفوظ ہیں۔

آنحضرت صلعم کی خدمت میں

جنات کا وفد

طائف سے واپسی کے سفر کے وقت نخلہ میں رات کو قیام کے دوران جب حضور تلاوت قرآن فرمارہے تھے تو ایک جنوں کا وفد جو ملک شام کے ایک شہر نصیبین سے آیا تھا آپ کے پاس سے گذرا۔ انہوں نے آپ کی قرآن پاک کی تلاوت کو سنا جب یہ جن اپنی قوم کی طرف واپس گئے تو انہوں نے اپنی قوم سے آپ کی نسبت اور قرآن شریف کا ذکر کیا۔ قرآن شریف میں اس واقعہ کا دو جگہ ذکر آیا ہے۔ ان دونوں جگہوں پر اس ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ان کے آنے کا براہ راست علم نہیں ہوا۔ بلکہ ان کے چلے جانے کے بعد وحی کے ذریعہ اس بات کی آپ کو اطلاع دی گئی۔ ممکن ہے یہ واقعہ ایک سے زائد مرتبہ ہوا ہو۔ پہاڑوں پر بودوباش رکھنے والی قومیں بھی جن کہلاتی ہیں۔ قرآن مجید کے اس ذکر سے آپ کے ذریعہ دعوت الی اللہ کے وسیع دائرہ کا ذکر مقصود ہے نبوت کے ابتلائی ایام میں آپ کے ذریعہ اشاعت اسلام کا ذریعہ یہ بھی تھا کہ کسی قبیلہ کا کوئی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُسے آپ کے ذریعہ تبلیغ ہوئی۔ وہ ایمان لایا۔ پھر اُس کے ذریعہ اُس قبیلہ میں آہستہ آہستہ اسلام پھیلنے لگا جیسا کہ قبیلہ دوس میں اسی طرح اسلام کی اشاعت ہوئی۔

یثرب میں تبلیغ اسلام

قبائل عرب کی طرح اشھر حرم میں یثرب کے لوگ بھی حج پر آتے تھے۔ قبیلہ خزرج کے لوگوں سے حضور کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے اُن سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ لوگ میری کچھ باتیں سن سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں آپ نے اُن کو قرآن کی چند آیات سنا کر اسلام کی دعوت دی۔ اسی طرح سن بارہ نبوی میں جن لوگوں کو آپ نے تبلیغ کی انہوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اور ان کی بیعت تاریخ اسلام میں بیعت عقبہ اولیٰ کہلاتی ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ حضور ان کے پاس اسلامی معلم بھجوائیں جس پر حضور نے ایک نوجوان معلم مصعب بن عمیرؓ کو ان کے ساتھ روانہ کردیا جن کے ذریعہ مدینہ میں گھر گھر اسلام کا چرچا ہوا۔ جو ان کے قبول اسلام کا موجب ہوا۔

اگلے سال حج کے موقعہ پر اوس وخزرج کے کئی سو آدمی مکہ آئے مصعب بن عمیرؓ بھی ان کے ساتھ تھے۔ یہ لوگ آپ سے ملے اور آپ کی دعوت سننے کیلئے ایک تاریخ اور جگہ مقرر کی جب وہ مقررہ وقت آیا تو حضور اُس گھاٹی کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت عباسؓ کو ساتھ لیا۔ جو تھے تو اُس وقت مشرک مگر آپ سے بہت محبت اور اخلاص رکھتے تھے مقررہ جگہ پر حضور کے تشریف لے جانے کے بعد انصار بھی ایک ایک دودو کر کے پہنچ گئے۔ یہ ستر (۷۰) افراد تھے جو مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے سب سے پہلے حضرت عباسؓ نے گفتگو شروع کی۔ اے خزرج کے گروہ محمدؐ (صلعم) اپنے خاندان میں معزز و محبوب ہے اور آپ کا خاندان آج تک آپ کی حفاظت کا ضامن رہا ہے سو اگر تم اُسے اپنے ساتھ لے جانے کی خواہش رکھتے ہو تو تمہیں ہر طرح اُن کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اگر تیار ہو تو صاف صاف بتاؤ۔ ان میں سے ایک معمر اور بااثر بزرگ نے کہا عباسؓ ہم نے تمہاری بات سن لی ہم حضور کی زبان سے کچھ سننا چاہتے ہیں حضور نے چند قرآنی آیات کی تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد انہیں اسلام سے روشناس کرایا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بارہ میں سمجھایا ان لوگوں نے یکے بعد دیگرے اپنے اخلاص کا اظہار کیا اور آپ سے پوچھا کہ کیا آپ اسلام کے غلبہ کے بعد ہمیں چھوڑ کر پھر مکہ لوٹ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

تمہارا خون میرا خون ہوگا۔ تمہارے دوست میرے دوست ۔ تمہارے دشمن میرے دشمن۔ اس پر عبادہ انصاری نے اپنے ساتھیوں پر نظر ڈال کر کہا لوگو تم سمجھتے ہو۔ اس عہد وپیمان کے کیا معنے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اب تمہیں ہر اسود واحمر کے مقابلہ کیلئے تیار ہونا چاہئے۔ اور ہر قربانی کے لئے آمادہ رہنا چاہئے۔ لوگوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں مگر یا رسول اللہ۔ اس کے بدلے میں ہمیں کیا ملے گا۔ آپ نے فرمایا تمہیں خدا کی جنت ملے گی۔ سب نے کہا یہ سودا ہمیں منظور ہے یا رسول اللہ اپنا ہاتھ آگے کریں۔ آپ نے اپنا دست مبارک آگے بڑھایا اور ستر جانبازوں کی جماعت آپ کے ہاتھ پر اس معاہدہ سے بک گئی اس بیعت کا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہے۔

ہجرت مدینہ

اس معاہدہ کے بعد آنحضرت صلعم باذن الٰہی مدینہ تشریف لائے۔ مدینہ میں آپ کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں یہود کے ایک عالم فاضل حصین بن سلام کو اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس زمانہ کے قریب حضرت سلیمان فارسیؓ کو بھی اسلام کی تبلیغ پہنچی۔ اور انہوں نے اسلام قبول کیا ہجرت مدینہ کے بعد بھی کفار مکہ نے اردگرد کے قبائل کے ساتھ سازباز کر کے اسلام کو مٹانے کے منصوبے بنائے۔ مسلمانوں نے 13 سالہ مظالم کا دور بہت ہی صبر و تحمل سے گذارا تھا۔ مگر جب دشمن نے تلوار سے اسلام کو مٹانے کے منصوبے بنا کر اُن پر حملہ کی تیاری کی تو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو دفاعی کاروائی کی اجازت عطا فرمائی جس کا سلسلہ جنگ بدر سے لیکر صلح حدیبیہ تک چلا۔ ازاں بعد خدا تعالیٰ کی دعوت الی اللہ کے کامل نظام کی تعلیم کے پیش نظر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہم جہاد اصغر سے فارغ ہوئے ہیں تا کہ جہاد اکبر (دعوت الی اللہ) کے ذریعہ اپنے اصل کام کو انجام دیں تبلیغی نظام میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم سے تربیت پانے والی اُمت کا فریضہ دعوت الی اللہ مقرر فرمایا اور اس کے ساتھ ہی ماہرین تبلیغ کی الگ تنظیم کو تیار رکھنے کی بھی تلقین فرمائی۔ صلح حدیبیہ کے معاً بعد آنحضرت صلعم نے چاروں اطراف میں اشاعت اسلام کی مہم شروع فرمائی۔ بادشاہوں کو دعوت اسلام پہنچانے کیلئے مہر تیار کروائی گئی سب کے مناسب حال نہایت جامع تبلیغی خطوط لکھ کر منتخب صحابہؓ کے ذریعہ اس کام کو سرانجام دیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے یدخلون فی دین اللہ افواجا کا دلکش نظارہ صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور جس کام کیلئے خدا تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا آپ کی زندگی میں تکمیل کرا دی۔

آنحضرت صلعم کے بعد دعوت الی اللہ کا فیضان جاری ہے

قرآن مجید نے آپ کی بعثت کے مقصد کی تکمیل دو دوروں میں بیان کی ہے۔ تکمیل شریعت کا کام بعثت اولی سے تکمیل پانا مقدر فرمایا۔ تکمیل اشاعت یا اسلام کے تمام ادیان پر غلبہ کی تکمیل کا کام بعثت ثانیہ کے ذریعہ مقدر فرمایا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد یہ فیضان دعوت الی اللہ خلافت راشدہ کے ذریعہ جاری وساری رہا اور ازاں بعد مجددین و صلحاء اُمت اور علمائے ربانی نے اس فریضہ کو جاری وساری رکھا بعثت ثانیہ کیلئے لازم تھا کہ ضرورت حقہ کے مطابق دور انحطاط (فیج اعوج) کے بعد شروع ہو۔ آنحضرت ﷺ مثیل موسیٰ علیہ السلام تھے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چودہ سو سال بعد حضرت عیسیٰ کا دور شروع ہوا۔ بعینہ آنحضرت صلعم کے ٹھیک 1400 سال بعد ظہور مسیح محمدی وامام مہدی علیہ السلام حسب آیت کریمہ واخرین منھم لما یلحقوا بھم ٹھیک 1889ء میں شروع ہوا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ اسلام کے دیگر ادیان پر غلبہ کا کام آپ کے سپرد دعوت الی اللہ کا فریضہ عائد فرمانے کے ساتھ شروع فرمایا۔ اور اس سلسلہ میں آپ سے وعدہ فرمایا کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ آپ کی زندگی میں دور آخرین کی موعود جماعت جو صحابہؓ کی مثیل جماعت احمدیہ کے نام سے شائع متعارف ہے۔ چنانچہ آپ کا دور۔ دور تخم ریزی تھا۔ جو بڑی شان کے ساتھ دنیا کے مشاہدہ میں آیا۔ پھر آپ کے بعد موعود خلافت راشدہ کا سلسلہ شروع ہوا۔ ہر دور میں جماعت کا قدم بسرعت علت غائی کی طرف بڑھا۔ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے قبل خدا تعالیٰ نے جو بشارتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی تھیں۔ اُن میں واضح طور پر ذکر ہے کہ یہ موعود خلیفہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت اولیٰ میں دعوت الی اللہ کا کام بدستور جاری وساری رہا اور بیرونی ممالک میں دعوت الی اللہ کیلئے داعی الی اللہ بھجوائے گئے۔ خلافت ثالثہ کے دور میں 59 ممالک میں بفضلہ تعالیٰ جماعت کی شاخیں قائم ہوئیں۔ خلافت ثالثہ کے دور میں 89 ممالک میں جماعت پھیلی اور خلافت رابعہ کے دور میں یعنی موجودہ خلافت میں بفضلہ 160 ممالک میں دعوت الی اللہ کا کام اشاعت پا چکا ہے فالحمد لله علی ذالک۔ اللھم زد فزد۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق عالمی سطح پر دعوت الی اللہ کا کام M.T.A کے نظام کے قیام کے ساتھ نہایت کامیابی سے برق رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے ثم الحمد للہ علی ذالک۔ لاکھوں نفوس بفضلہ ہر سال اس جماعت میں داخل ہو رہے ہیں سلسلہ کے خلفاء کرام بارہا اعلان فرما چکے ہیں کہ یہ صدی غلبہ اسلام کی صدی ہے۔ یہ جو آنحضرت صلعم کی وفات سے ظہور امام مہدی علیہ السلام اور بعد خلافت راشدہ کے ذریعہ کام ہوا ہے یا ہو رہا ہے۔ یا آئندہ ہوگا۔ دعوت الی اللہ کا یہ سارا کام نبی متبوع یعنی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا ہی کام ہے اور ہم بفضلہ اُسی دور میں داخل ہو چکے ہیں جس کا اعلان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی میں ان الفاظ میں فرما چکے ہیں ۔

ظہور عون ونصرت دم بدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے
سنو اب وقت توحید اتم ہے
ستم اب مائل ملک عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

جب پوپ پال ششم بمبئی تشریف لائے تھے

یوسف حسین حیدر آباد

پوپ پال ششم کی آمد دسمبر 1964 بمبئی کے موقع پر ہندوستان بھر کے سارے عیسائی و پادری حضرات ان کے استقبال پر بمبئی جوق در جوق جمع ہوتے تھے اس وقت بمبئی میں کوئی ہوٹل اور کوئی جگہ ایسی نہ تھی جو عیسائیوں سے بھری نہ تھی اس موقع کو تبلیغ کیلئے غنیمت سمجھ کر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جماعتی لٹریچر پر مختلف زبانوں کا تقسیم کرنے کا پروگرام سارے ہندوستان کی جماعتوں کو دیا تھا۔ اس موقع پر نظارت نشرواشاعت قادیان کے شائع شدہ لٹریچر کو کئی پیٹیوں کے ذریعہ بمبئی بھیجا گیا تھا۔ ہندوستان کی کئی جماعتوں کے وفود بھی اس موقع پر جمع ہوئے تھے جس میں مبلغین کرام اور جماعتی خدام وانصار مختلف جماعتوں کے شریک ہوئے تھے بمبئی کی جماعت میں اُسوقت مولانا سمیع اللہ صاحب مرحوم انچارج مہاراشٹر مبلغ تھے اور بمبئی کی مسجد الحق بلڈنگ میں سارے جماعتی وفود کے رہنے اور کھانے کا بندوبست جماعتی طور پر کیا گیا تھا۔ حسب ذیل قابل ذکر افراد جماعت بمبئی آئے ہوتے تھے جن کی سرپرستی میں تقسیم لٹریچر کا کام انجام دیا گیا تھا۔ مولوی حکیم محمد دین صاحب قادیان مولوی سمیع اللہ صاحب بمبئی۔ مولوی محمد عمر صاحب کیرلہ مولوی سراج الحق صاحب حیدر آباد اور مولوی کلیم اللہ صاحب آزاد نوجوان مدراس کے علاوہ کئی دوسری جماعتوں کے افراد بھی شریک ہوئے تھے ۔ حیدر آباد۔ یادگیر اور چنتہ کنٹہ کی جماعتوں سے بھی خدام پہنچے تھے ۔ صدر انجمن احمدیہ کے لٹریچر کے علاوہ حیدر آباد کی جماعت نے ایک انگریزی کتابچہ جس کا نام Let us finding about Jeses Charist بہت ہی عمدہ طریق پر چھپوایا تھا۔ جس میں حضرت عیسیٰ کی قبر کشمیر محلہ خانیار اور ان کے کفن کے فوٹوز بھی شائع کئے تھے۔ کفن پر جو خون کے نشانات تھے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی طبعی موت ہوئی تھی۔ اور ان کی وفات صلیب وغیرہ پر نہیں ہوئی تھی۔ آج بھی حضرت عیسیٰ کے مزار پر ایک چھوٹی کتاب و عیسیٰ کے مزار پر ایک چھوٹی کتاب وہاں پر غیر احمدی حضرات قیمتاً تقسیم کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ احمدی جماعت کا یہ عقیدہ ہے اور یہ کتاب احمدیوں کی شائع کی ہوئی ہے۔

پوپ پال ششم کی آمد بمبئی دسمبر 1964 سے قبل سارے خدام اور جماعتی افراد گروپ کی شکل میں ایرپورٹ سے لیکر بڑے بڑے راستوں پر متعین کردئے گئے تھے جن راستوں سے پوپ کی آمد طے کی گئی تھی دونوں طرف راستوں پر عیسائی حضرات قطاروں میں پوپ کے استقبال کو کھڑے تھے۔ راستوں پر جہاں پولیس کا سخت انتظام تھا وہاں پر یہ لٹریچر خدام کے گروپس کو تقسیم کیلئے دیا گیا تھا۔ اور پابند کردیا گیا تھا کہ لٹریچر کو اچھی طرح بہت نرمی کے ساتھ تقسیم کیا جائے اور کسی سے کوئی ناخوشگوار واقعہ نہ پیش آئے صبر واستقلال کا نمونہ دکھائیں اور یہ بھی طے کیا گیا کہ ایک وفد جماعت کا پوپ پال ششم کا استقبال کرتے ہوئے ان کو جماعتی لٹریچر دیا جائے اور سارے گروپس کو یہ لٹریچر جیپ کاروں کے ذریعہ سپلائی کیا گیا تھا۔

عاجز یوسف ولد احمد حسن صاحب مرحوم سابق نائب امیر جماعت حیدر آباد کی ڈیوٹی بھی تقسیم لٹریچر کیلئے بمبئی کے رومن کیتھلک چرچ ماہیم پر تھی عاجز کے گروپ کے ساتھ جیپ کار میں کافی جماعتی لٹریچر مختلف زبانوں کا موجود تھا۔ جب عاجز کے گروپ نے حیدر آباد کا شائع کردہ لٹریچر Let us finding about Jeses Charist تقسیم ۹ بجے رات شروع کیا تھا کہ ماہیم چرچ کرسچن کے افراد نے جیپ کار پر ہلہ بول دیا اور سارا لٹریچر بری طرح پھاڑ دیا اور چھین لیا۔ مجھے ان عیسائی حضرات نے پوری طرح مارا پیٹا اور میرے کپڑے پھاڑ ڈالے تو میرے دل میں یہ خیال آیا اور میں نے بلند آواز سے O! God O!God پکارنا شروع کیا۔ اسپر وہاں پر جو پولیس ڈیوٹی پر تھی اُس نے فوری جیپ کار کو گھیرے میں لے لیا اور مجھے اُسی حالت میں بذریعہ جیپ مسجد احمدیہ ممبئی الحق بلڈنگ سنٹرل لایا گیا۔ میرے ٹھوڑی اور منہ سے خون نکل رہا تھا اور میرے کپڑے پھٹے خون سے بھرے تھے اور میری فوری طور پر ڈاکٹر سے مرہم پٹی کروائی گئی دوسرے دن بہت سارے اخبار نویس میری تلاش میں مسجد آئے اور میرا انٹرویو لیا۔ بمبئی کے تمام زبانوں کے اخبارات انقلاب۔ لوک ستہ۔ ٹائمز آف انڈیا اور سبھی دوسرے اخباروں میں یہ خبر بجلی کی طرح پھیل گئی اور پھر اخبار نے اپنا ایک علیحدہ عنوان لگایا تھا۔

"عیسائیت کے گال پر ایک طمانچہ"

حضرت عیسیٰ کے پیرو بھی عیسائی تعلیم کہ "کسی نے ایک گال پر تھپڑ مارا تو اسکو دوسرا گال پیش کردو" اس کے برخلاف احمدی نوجوانوں کو زدوکوب کیا گیا اور انکا قیمتی سارا مذہبی لٹریچر پھاڑ ڈالا۔ آزاد نوجوان مدراس نے بھی اپنے اخبار میں اس خبر کو شائع کیا تھا اس کے علاوہ نظارت نشرواشاعت قادیان نے ایک 25-30 صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ شائع کیا تھا جس میں اس واقعہ کی تفصیل موجود ہے اس کتابچہ کی ایک کاپی بمبئی مسجد کی لائبریری میں موجود ہے۔

درخواست دعا

☆ مکرم عارف صفیل صاحب آف گوا نے ایک نئی دوکان ریڈی میڈ گارمنٹس کی شروع کی ہے دوکان کی خیروبرکت اور کاروبار میں ترقی نیز پریشانیوں کی دوری کیلئے درخواست دعا ہے۔ اعانت بدر 101 روپے۔

(ادارہ بدر)

تبلیغی میدان میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات

از قلم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن

تبلیغ وہ مقدس ترین فریضہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کے محبوب ترین بندوں یعنی انبیاء کرام کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنّت جہاں فریضۂ تبلیغ کی اہمیت و عظمت کو ثابت کرتی ہے، وہاں اس بات کو بھی واضح کرتی ہے کہ انبیاء کرام ہی اس عظیم ذمہ داری کے حقیقی علمبر دار اور اس امانت کے سچے امین ہوتے ہیں۔ ان کی مقدس زندگیوں کا ایک ایک لمحہ اس فریضہ کی بجا آوری اور اس راہ میں جاں نثاری میں گزرتا ہے۔ وہ اپنی جان کو بے دریغ ہلاکتوں کے منہ میں دھکیل دیتے ہیں اور اس راہ میں ہر مشکل اور مصیبت کو کمال خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں۔ سنّت مستمرہ کے مطابق انبیاء کرام کو مظالم اور آزمائشوں کی خار دار وادیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ لیکن جو چیز ان کی زندگیوں کا نمایاں ترین عنوان بن کر ابھرتی ہے وہ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہے۔

مخالفت کی شدید آندھیوں میں جو چیز ان کے دلوں کو ایمان و یقین عطا کرتی اور ان کو ثبات قدم اور جرأت رندانہ بخشتی ہے وہ خدائے قادر و توانا کا یہ ازلی وعدہ ہے کہ :

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِي

خدا تعالیٰ کی یہ حتمی تقدیر ہے کہ انجام کار اللہ تعالیٰ اور اس کے فرستادہ رسول ہی غلبہ حاصل کریں گے۔

ظاہر ہے کہ یہ غلبہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بغیر ممکن نہیں۔ تاریخ انبیاء اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ تائید و نصرت الٰہی کا ابر رحمت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں پر سایہ فگن رہتا ہے۔ ان کی زندگی اوّل و آخر تائید الٰہی سے عبارت ہوتی ہے۔ اور اسی تائید کے سایہ میں وہ اپنے مقصد بعثت کو بتمام وکمال حاصل کرتے ہیں۔ چونکہ انبیاء کرام کا وجود مجسم تبلیغ اور مجسم تائید الٰہی کا مظہر ہوتا ہے اس لئے میں انبیاء کرام ہی کی چند مثالوں سے اس مضمون کا آغاز کرتا ہوں۔

اگرچہ یہ موضوع ایک بحرِ بے کراں ہے اور پھر واقعات کی عظمت اور گہرائی اتنی ہے کہ ایک مستقل بیان کی متقاضی ہے تاہم میرے لئے ناممکن ہے کہ اس مقدس گلستان سے چند پھول چنے بغیر آگے گزر سکوں۔

❋

حضرت نوح علیہ السلام کے دشمن طوفان نوح کا شکار ہوئے اور ان کے سچے متبعین کو خدا تعالیٰ نے ایک عظیم کشتی کے ذریعے محفوظ و مامون رکھا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے خلاف نمرود نے زور آزمائی کی۔ دلائل کے میدان میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اسے ایسا لاجواب وساکت کیا کہ متکبر نمرود کلیۃً مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اپنی طاقت کے نشہ میں اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں زندہ جلا کر حق کی آواز کو دبانے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کا کچھ ایسا کرشمہ دکھایا کہ آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے ہلاکت کی بجائے ٹھنڈک اور سلامتی کا پیغام بن گئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے موت کے کنویں سے نجات بخشی اور زنان مصر کے ناپاک حملوں سے محفوظ رکھتے ہوئے عزت کے ساتھ صاحب اقتدار بنا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ فرعون سے ہوا۔ اس نے آپ کو ایک جادوگر سمجھتے ہوئے اپنے ماہر جادوگروں سے مقابلہ کروادیا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی ایک ضرب نے جادوگروں کے سب طلسمات کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ خدا کے پیارے بندے موسیٰ کے مقابل پر نہ قارون کے خزانے کچھ کام آئے اور نہ ہامان کے لاؤ لشکر۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہلاک کرنے کی نیت سے آپ کا تعاقب کیا تو خدا تعالیٰ نے اپنی طاقت و قوت اور تائید و نصرت کا یہ نشان دکھایا کہ جس فرعون نے بلند و بالا عمارتوں پر چڑھ کر انکار باری تعالیٰ کا نعرہ بلند کیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اسے سمندر میں غرق کر کے پانی کی گہرائیوں میں اپنی ہستی کا ثبوت دے دیا۔

حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کا یہ معجزہ عطا فرمایا کہ مچھلی کے پیٹ سے زندہ و سلامت باہر نکل آئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کا معجزہ اس رنگ میں دکھایا کہ جب مخالفین نے آپ کو صلیب پر مارنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر آپ کو اس صلیبی موت سے محفوظ رکھا اور دشمنوں کی سب کوششوں کو ناکام بنا کر رکھ دیا۔

ہمارے آقا و مولا، خاتم الانبیاء، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت دور آیا تو خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت موسلا دھار بارش کی طرح برسنے لگی۔ تبلیغی میدان میں جو مشکلات اور مصائب آپ کو پیش آئے وہ انتہائی شدید اور زہرہ گداز تھے۔ لیکن زندگی کے ہر مرحلہ پر اور ہر نازک موڑ پر اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو اپنی تائید و نصرت اور حفاظت سے نوازا وہ بھی عدیم المثال ہے۔

مکہ کے دُرِّ یتیم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خدائی اذن سے توحید کا علم اُٹھایا تو رُؤسائے مکہ نے اس سے عمومی طور پر روگردانی اختیار کی اور مخالفت پر تُل گئے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کو ایک لمحہ بھی یکہ و تنہا نہیں رہنے دیا۔ فوراً ہی جانثار صحابہ کی ایک مٹھی بھر جماعت عطا فرمادی جنہوں نے ثبات قدم اور فدائیت کی ایک بے مثال تاریخ اپنے نیک نمونہ سے رقم کی۔ شعب ابی طالب میں تین سال تک آپ کا محاصرہ جاری رہا۔ اس انتہائی صبر آزما امتحان میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی برداشت اور صبر عطا فرما کر اپنی تائید کا ثبوت دیا کہ ابتلاؤں سے استقامت کے ساتھ گزرنا بھی سنّت انبیاء ہے۔ حضرت ابو طالب کی کفالت ختم ہونے کے بعد حالات نے اور بھی شدّت اختیار کر لی۔ طائف کا واقعہ بھی تائید الٰہی کا عجیب منظر پیش کرتا ہے۔ اہل طائف کی بدسلوکی سے دل برداشتہ ہو کر جب آپ ایک باغ میں آکر بیٹھے تو سنگ باری سے آنے والے زخموں سے ابھی تک خون رس رہا تھا۔ ایسی حالت میں مبلغ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور دلداری کیلئے آسمان سے فرشتوں کا نزول ہوا۔ تاریکی کے فرزندوں نے اپنی جہالت سے اس نورِ مجسم کو رَدّ کیا لیکن خدا تعالیٰ کے لطف و کرم کا سایہ ہمیشہ آپ کے سر پر رہا۔

ہجرت مدینہ کا موقعہ آیا تو کس طرح خدا تعالیٰ نے پھر اپنی تائید و نصرت کے جلوے دکھائے۔ دشمن کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہوئے بحفاظت گھر سے روانہ ہوئے۔ دشمن تعاقب کرتے ہوئے غار کے دروازہ پر پہنچ گئے پھر بھی پکڑنے پر قادر نہ ہو سکے۔ انعام کے لالچ میں سراقہ بن مالک نے تعاقب کیا اور بار بار ناکام ہوا اور بالآخر مطیع ہو کر قدموں میں گر پڑا۔ مدینہ پہنچ کر اللہ تعالیٰ نے جو عزت اور عظمت عطا فرمائی وہ بھی بے مثال ہے۔ جس کو مکہ والوں نے نکلنے پر مجبور کیا مدینہ کے سب قبائل نے عملاً اسی کو اپنا سردار تسلیم کر لیا۔ انصار مدینہ کی فدائیت اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا زندہ ثبوت بن کر ابھری۔ میدان بدر کے ایک خیمہ میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی متضرعانہ دُعاؤں نے میدان جنگ کا نقشہ بدل کر رکھ دیا۔ مٹھی بھر کنکروں نے آندھی کی صورت اختیار کر لی اور ۳۱۳ صحابہ نے ایک ہزار کے مسلح لشکر کو ایسی عبرتناک شکست دی کہ دنیا آج تک محوِ حیرت ہے۔

احد کے میدان کی بات ہو یا غزوۂ احزاب کی، اجتماعی مقابلہ کی صورت ہو یا انفرادی مقابلہ کی، ہر موقع پر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کے ساتھ قدم بہ قدم چلتی دکھائی دیتی ہے۔ ایک موقع پر آپ کو اکیلا پا کر ایک دشمن آپ پر حملہ آور ہوا لیکن آپ کی پر شوکت آواز سن کر تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ تھر تھر کانپتا ہوا آپ کے قدموں میں گر پڑا۔ ایک مظلوم کا حق دلانے کی خاطر جب ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کے مکان پر گئے تو شدید ترین معاند اسلام نے، جو اپنی مجالس میں اپنی جرأت اور بے باکی پر اترایا کرتا تھا، فوراً اس مظلوم کا حق ادا کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کا کرشمہ دکھایا کہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں دو اونٹ دکھائی دیئے جو اس پر حملہ کرنے کو تیار تھے۔ ایک یہودی عورت نے آپ کے کھانے میں زہر ملایا تو علیم و خبیر خدا نے آپ کو اس کی اطلاع کر دی اور اس کے شر سے محفوظ رکھا۔

اس مقدس وجود کو جو نہایت کسمپرسی کی حالت میں مکہ سے نکلا تھا، زمین و آسمان کے مالک، قادر و توانا خدا نے ایک فاتح کی حیثیت میں دوبارہ مکہ میں واپس لا کر اپنی تائید و نصرت کا ایک عظیم جلوہ دکھایا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر لاکھوں صحابہ کا اجتماع کس قدر ایمان افروز تھا۔ وہ جو ابتداء میں اکیلا تھا خدائی تائید و نصرت نے اسے لاکھوں جاں نثاروں کا محبوب ترین آقا بنا دیا۔ کس کس بات کا ذکر کیا جائے۔ حق یہ ہے کہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور غیر معمولی اعانت کے سایہ میں گزرا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ آپ کی حیات طیبہ میں تائید و نصرت کے ایمان افروز جلوؤں نے اپنی معراج کو پا لیا۔

❋

اس ایمان افروز وادی سے جلدی جلدی گزرنے کے بعد اب میں چند ایسے واقعات کا ذکر کرتا ہوں جو انبیاء کرام کے مقدس اسوہ پر چلنے والے داعیان الی اللہ کی زندگیوں میں پیش آئے۔ ان واقعات سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جو شخص بھی میدان تبلیغ میں اترتا ہے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا سایہ ہمیشہ اس کے سر پر ہوتا ہے اور اس کے شیریں ثمرات سے اس کا دامن ہمیشہ بھرا رہتا ہے۔

واقعات کے بیان سے پہلے ایک دو اصولی باتوں کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ۔

(المومن : ۵۲)

یقیناً ہم اپنے فرستادہ رسولوں اور ان کی دعوت پر ایمان لانے والے مومنوں کی اس دنیا میں بھی مدد کرتے ہیں اور یہ نعمت انہیں آخرت میں بھی نصیب رہے گی۔

اس آیت کریمہ میں یہ مضمون واضح طور پر نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف اپنے رسولوں کی مدد اور نصرت فرماتا ہے کہ وہ اس کے نمائندے اور اس کے پیغام کے علمبر دار ہوتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا یہ وعدہ ان سب لوگوں

سے بھی وابستہ ہے جو نبی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایمان کے سب تقاضوں کو پورا کرتے ہیں اور انبیائے کرام کے مبارک اسوہ پر چلتے ہوئے دعوت الی اللہ کا مقدس فریضہ سر انجام دیتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی راہوں کی پیروی کرتے ہوئے اپنے آپ کو تبلیغ کیلئے وقف کر دیتا ہے وہ بھی یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کے پیار بھرے سلوک کا مورد بن جاتا ہے۔

تبلیغی میدان میں تائید و نصرت الٰہی کا مضمون اپنے اندر بے انتہا تنوع، وسعت اور گہرائی رکھتا ہے۔ اس اجمال کی کسی قدر تفصیل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اردو اشعار میں ملتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس رہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

حقیقت یہ ہے کہ تائید الٰہی اور نصرت باری تعالیٰ کے جلووں کی کوئی انتہا نہیں اللہ تعالیٰ اپنی شان کریمی

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (الرحمٰن: ۳۰)

کے مطابق دعوت الی اللہ کرنے والوں کو ہر روز اپنی تائید و نصرت کا ایک نیا جلوہ دکھاتا ہے۔ یہ خدائی نصرت ہر روز ایک نیا رنگ اختیار کرتی ہے۔ نئے سے نئے انداز میں ابھرتی اور جلوہ گر ہوتی ہے۔ کبھی داعی الی اللہ کی دعاؤں کی غیر معمولی قبولیت کا جلوہ نظر آتا ہے تو کبھی دشمنوں سے معجزانہ بچاؤ کا نظارہ۔ کبھی میدان تبلیغ میں غیر معمولی علمی تائید و تاثیر کی تجلی نظر آتی ہے اور کبھی اشد ترین مخالفین کے دلوں میں یکا یک پاک تبدیلی کا ظہور۔ کبھی پیار کا یہ جلوہ نظر آتا ہے کہ خدا خود معلم بن کر مؤثر جوابات سکھاتا اور غیر معمولی کامیابیوں سے نوازتا ہے اور کبھی قہر الٰہی کا یہ نظارہ سامنے آتا ہے کہ حق کے متکبر مخالفین پر ایسی خدائی گرفت آتی ہے کہ دوسروں کیلئے نشان عبرت بن جاتی ہے۔ قدم قدم پر داعی الی اللہ کی تائید میں غیر معمولی نشانات اور معجزات کا ظہور اس حقیقت کو ثابت کرتا چلا جاتا ہے کہ یہ وہ وجود ہے جو خدا تعالیٰ کو پیارا ہے اور زمین و آسمان کا خدا خود اس کا معین و مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا یہ فیضان زمان و مکان کی قید سے بالا ہے۔ ہر زمانہ میں اور ہر جگہ یہ مضمون جاری و ساری نظر آتا ہے۔ یورپ کے مرغزار ہوں یا افریقہ کے جنگلات، عظیم الشان وسیع ممالک ہوں یا وسیع سمندر میں نقطوں کی مانند نظر آنے والے چھوٹے چھوٹے جزائر، ہر جگہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ایمان افروز نظارے اس کے حی و قیوم اور قادر و توانا ہونے کا زندہ ثبوت پیش کرتے ہیں۔ رب العالمین کے اس فیضان عام سے ہر قوم فیضیاب ہوتی ہے اور کوئی زمانہ ان برکات سے محروم نہیں۔

ہمارے اس دور آخرین میں جو در اصل ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا بابرکت زمانہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے بنیاد رکھ کر ان نظاروں کو پھر سے زندہ کر دیا ہے جن کی جھلک ہمیں انبیاء کرام کی زندگیوں میں نظر آتی ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام، آپ کے خلفائے عظام، صحابہ کرام اور مخلص داعیان الی اللہ کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے ایک بار پھر اس فیضان کو جاری کر کے ثابت کر دیا ہے کہ اسلام پرانے قصوں پر مبنی فرسودہ مذہب نہیں بلکہ ایسا سدا بہار شجرۂ طیبہ ہے جس کے شیریں اور تازہ بتازہ ثمرات ہر زمانہ میں عطا کئے جاتے ہیں اور ہر قوم اس سے برکت پاتی ہے۔

آئیے اب ذرا واقعات کی دنیا میں اتر کر میدان تبلیغ میں تائید الٰہی کے ایمان افروز جلووں کا مشاہدہ کریں۔

❋

تبلیغ در اصل لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا نام ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ در اصل خود خدا کا کام ہے اور یہی بات تو یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کی راہنمائی شامل حال نہ ہو اس میدان میں ہرگز کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ کامیابی نصیب ہوتی ہے تو اس کی اصل اور بنیادی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ خود لوگوں کے دلوں میں سچائی کا نقش قائم فرما دیتا ہے۔ تائید الٰہی کا یہ پہلو جو رؤیا و کشوف اور خوابوں کے ذریعہ راہ حق دکھانے سے متعلق ہے متلاشیان حق کی دستگیری کا ایک قطعی اور یقینی ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس تائید کے مظاہر تاریخ احمدیت میں اس کثرت سے ملتے ہیں کہ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو اس برکت سے محروم رہا ہو۔ محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب مبشر مرحوم کی کتب بشارات رحمانیہ حصہ اول و دوم اور کئی اور کتب سلسلہ اس قسم کے ایمان افروز واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ واقعات کے اس سمندر سے میں صرف ایک قطرہ بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

مغربی افریقہ کے سب سے پہلے مبلغ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیّر رضی اللہ عنہ ایک روز نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس میں غیر احمدیوں کی مرکزی مسجد میں تشریف لے گئے۔ یہ ۱۹۲۱ء کی بات ہے۔ حاضرین مجلس میں سے ایک نے کہا کہ مسجد کے ایک سابق امام "الفا ایا نمو" نے اپنی وفات سے قبل اپنا یہ خواب ہمیں سنایا تھا کہ انہوں نے ایک بار خواب میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کی اور انہوں نے اسے بتایا کہ وہ خود تو اس ملک میں نہ آسکیں گے مگر ان کا ایک مرید یہاں پہنچ کر مسلمانوں کی ہدایت کا موجب بنے گا۔ مسجد میں موجود سب حاضرین نے یک زبان ہو کر اس بات کی تصدیق کی۔

حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیّر رضی اللہ عنہ جنہیں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل ہے، فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر اور اپنی خوش بختی کا تصوّر کر کے میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس واقعہ سے اگلے روز مسجد کے دو نمائندے آپ کے پاس آئے اور یہ پیغام لائے کہ ان کی ساری جماعت احمدیت میں داخل ہونا چاہتی ہے۔ آپ نے اس فرقہ کے چیف امام اور چالیس نمائندگان کو بلوا بھیجا کہ وہ سب کی طرف سے بطور نمائندہ بیعت کریں۔ چنانچہ اس طرح اس فرقہ کے سارے افراد نے جن کی تعداد دس ہزار تھی بیک وقت بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔

❋

میدان تبلیغ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ایک جلوہ غیر معمولی حالات میں معجزانہ شفایابی سے تعلق رکھتا ہے۔ خود داعی الی اللہ بھی اس برکت سے حصہ پاتا ہے اور جب اسلام اور احمدیت کی صداقت کو درمیان میں لاتے ہوئے اس حوالہ سے غیروں کی طرف سے شفایابی کا مطالبہ یا مومنوں کی طرف سے شفایابی کی التجا ہو تو اللہ تعالیٰ جو شافیٔ مطلق ہے اظہار حق کیلئے شفایابی کا جلوہ دکھاتا ہے اس تعلق میں بے شمار واقعات ہیں جو ایک سے ایک بڑھ کر ہیں۔ بطور نمونہ تین واقعات پیش کرتا ہوں۔

حضرت ماسٹر عبد الرحمان صاحب مہر سنگھ رضی اللہ عنہ ایک سکھ گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینہ کو نور اسلام سے منور فرمایا اور مسیح محمدی کے قدموں میں بیٹھنے کی سعادت سے نوازا۔ دن رات اٹھتے بیٹھتے تبلیغ اسلام کرنا آپ کا شعار تھا۔ ایک دفعہ آپ اتنے شدید بیمار ہوگئے کہ زندہ بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ جب سب حیلے جاتے رہے تو آپ کے دل میں ایک عجیب خیال آیا۔ آپ نے اپنے بیوی بچوں کی طرف نظر کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ اے اللہ! تو ہر چیز پر قادر ہے مجھ جیسے مردہ انسان کو از سر نو زندہ کرنا تیری قدرت میں ہے۔ میرے اہل و عیال کو ابھی میری ضرورت ہے۔ ان کی پرورش میرے ذمہ ہے تو اپنے فضل سے مجھے صحت عطا فرما۔ میں عہد کرتا ہوں کہ میں تبلیغ میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس انداز میں دعا کی اور تبلیغ کرنے کا وعدہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ دعا قبول فرمائی اور آپ کی زندگی میں برکت عطا فرما دی۔

❋

بنگلہ دیش کے ایک دوست نے بیان کیا کہ ایک غیر از جماعت دوست کو جماعت کا لٹریچر پڑھ کر آہستہ آہستہ جماعت سے وابستگی ہونے لگی اور وہ شوق سے ہمارا لٹریچر پڑھنے لگے۔ اس دوران ان کو آنکھوں کی ایسی بیماری لاحق ہوگئی کہ ڈاکٹروں نے صاف صاف کہہ دیا کہ اب تمہاری آنکھوں کا نور جاتا رہے گا۔ یہ بات جب اس کے دوسرے غیر از جماعت دوستوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے طعن و تشنیع شروع کر دی اور کہنے لگے کہ اور پڑھو احمدیت کی کتابیں۔ یہ احمدیت کی کتابیں ہی ہیں جن کو پڑھ کر تمہاری آنکھوں میں جہنم داخل ہو رہی ہے جس نے تمہارے نور کو خاکستر کر دیا ہے۔ یہ ان کتابوں کو پڑھنے کی سزا ہے جو تمہیں مل رہی ہے۔

اس صورت حال سے وہ غیر احمدی دوست بہت پریشان ہوگئے اور انہوں نے اپنی اس بیماری کا ذکر بڑی بے قراری سے اپنے احمدی دوست سے کیا۔ احمدی دوست نے کہا کہ تم بالکل مطمئن رہو۔ تم بھی دعائیں کرو میں بھی دعا کرتا ہوں اور امام جماعت احمدیہ کو بھی دعا کیلئے لکھتا ہوں اور پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تم پر فضل فرماتا ہے۔ چنانچہ وہ احمدی دوست بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے چند دن کے اندر اندر ان کے دوست کی آنکھوں کی کایا پلٹنی شروع ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سب نور واپس آگیا۔ جب دوسری مرتبہ ڈاکٹر کو دکھانے گئے تو اس نے کہا کہ اس خطرناک بیماری کا اب کوئی بھی نشان باقی نہیں رہا!

❋

اس ضمن میں تیسرا واقعہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایک اور بزرگ صحابی حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کا بیان کرتا ہوں۔ آپ کی زندگی کے ایمان افروز حالات "حیات قدسی" کی پانچ جلدوں میں محفوظ ہیں۔ آپ کی ساری زندگی تبلیغ میں اور اس کی برکتوں کے سایہ میں گزری۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت دعا کا خاص اعجاز عطا فرمایا تھا۔ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا:

"فیضان ایزدی نے ----- تبلیغ احمدیت کی برکت سے میرے اندر ایک روحانی کیفیت پیدا کر دی تھی کہ بعض اوقات جو کلمہ بھی میں منہ سے نکالتا تھا اور مریضوں اور حاجت مندوں کیلئے دعا کرتا تھا۔ مولیٰ کریم اسی وقت میرے معروضات کو شرف قبولیت بخش کر لوگوں کی مشکل کشائی فرما دیتا تھا"۔

آپ نے بیان فرمایا کہ ایک بار ایک گاؤں کھنانوالی میں ایک تبلیغی جلسہ میں آپ نے خطاب فرمایا اور صداقت احمدیت کی دلیل کے طور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معجزات اور نشانات کا خاص ذکر کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کامیاب جلسہ کے بعد جب ہم نماز ادا کرنے کیلئے مسجد میں آئے تو ہمارے پیچھے پیچھے گاؤں کے دو ماچھی بھی آگئے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ مہدی اور مسیح کے آنے کا دعویٰ تو کیا جاتا ہے مگر نور اور ایمان اتنا بھی نہیں کہ کوئی کرامت دکھا سکیں۔

ان میں سے ایک نے کہا کہ میرا بھائی ڈیڑھ سال سے ہچکی کے مرض میں مبتلا ہے۔ طبیبوں اور ڈاکٹروں کے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اگر احمدیت سچی ہے تو اس کا کچھ اثر دکھائیں تا دنیا بچشم خود دیکھ لے کہ احمدی اور غیر احمدی لوگوں میں کیا فرق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر خاص کیفیت عطا فرمائی اور میں نے کہا کہ اچھا یہ بات ہے تو لاؤ کہاں ہے تمہارا مریض۔ چنانچہ اس شخص نے اپنے بھائی کو جو پاس ہی بیٹھا کراہ رہا تھا میرے سامنے کھڑا کر دیا۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ حضرت مولانا راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ کے اپنے الفاظ میں سنئے، فرمایا:

''اس مریض کا میرے سامنے آنا تھا کہ میں نے ایک غیبی طاقت اور روحانی اقتدار اپنے اندر محسوس کیا اور مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ میں اس مرض کے ازالہ کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعجاز نما قدرت رکھتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت میں نے اس مریض کو کہا کہ تم میرے سامنے ایک پہلو پر لیٹ جاؤ اور تین چار منٹ تک جلد جلد سانس لینا شروع کر دو۔ یہ بات میں نے ایک الہامی تحریک سے اسے کہی تھی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اس کے بعد میں نے اسے اٹھنے کیلئے کہا۔ جب وہ اٹھا تو اس کی ہچکی بالکل نہ تھی۔ اس کرامت کو جب تمام حاضرین نے دیکھا تو حیرت زدہ رہ گئے۔ اور وہ دونوں بھائی بلند آواز سے کہنے لگے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحب واقعی سچے ہیں اور ان کی برکت کے نشان واقعی نرالے ہیں''۔

❋

میدان تبلیغ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے جلووں کی کوئی انتہا نہیں۔ نئے سے نئے انداز میں خدائی نصرت دستگیری کرتی اور اس راہ کی ہر مشکل کو آسان بناتی چلی جاتی ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ایک اور صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں انگلستان جا رہا تھا تو فرانس سے گزرنے کیلئے جس قدر رقم کی ضرورت تھی اس میں دو پونڈ کی کمی تھی۔ میں نے سوچا کسی سے قرض لے لوں لیکن جہاز میں کوئی میرا شناسا نہ تھا۔ جب بالکل مایوس ہو گیا تو میں نے اس رنگ میں دُعا کی کہ اے زمین و آسمان کے مالک، اے خشکی وتری کے خالق، تو ہر چیز پر قادر ہے اور تجھے ہر طاقت اور قدرت حاصل ہے۔ میں تبلیغ کی راہ میں نکلا ہوں اور تو جانتا ہے کہ اس وقت مجھے دو پونڈ کی شدید ضرورت ہے پس تو یہ دو پونڈ دے دے، خواہ آسمان سے گرا یا سمندر سے نکال لیکن دے ضرور۔ آپ فرماتے ہیں کہ دُعا کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ضرورت اب ضرور پوری ہو گی۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ بالکل اجنبی جگہ اور اجنبی آدمیوں میں یہ دو پونڈ کیسے ملیں گے۔

خدا تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ جہاز چلتے چلتے اچانک ایک ایسی جگہ رُک گیا جہاں رُکنے کا ہر گز کوئی پروگرام نہ تھا۔ میں نے جہاز سے اُتر کر خشکی پر جانے کا ارادہ کیا کہ شاید کسی احمدی سے ملاقات ہو جائے لیکن اجازت نہ مل سکی۔ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ایک کشتی جہاز کی طرف آ رہی ہے۔ اس کشتی پر ایک احمدی دوست حاجی عبدالکریم صاحب تھے۔ انہیں کسی طرح سے میرے انگلستان جانے کا علم ہو گیا تھا۔ ملاقات کے بعد واپس جانے لگے تو دو پاؤنڈ میری جیب میں ڈالتے ہوئے کہنے لگے:

مجھے آپ کیلئے مٹھائی لانی چاہئے تھی مگر مجھے تو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ جہاز یہاں ٹھہرے گا۔ اس لئے یہ دو پاؤنڈ مٹھائی کیلئے رکھ لیں''

اس واقعہ میں سوال دو پاؤنڈ کا نہیں۔ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ایک مجاہد فی سبیل اللہ کی جو ضرورت تھی وہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح معجزانہ رنگ میں پوری کی اور غیب سے اس کے سامان مہیا فرما دیئے۔

❋

تبلیغ کے راستہ کی روکوں کو اللہ تعالیٰ کس طرح دور فرماتا ہے؟ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک عجیب نظارہ ابھی حال ہی میں گوئٹے مالا۔ وسطی امریکہ میں دیکھنے میں آیا جہاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیہ مسجد کے قریب تعمیر ہونے والے پہلے احمدیہ کلینک کا افتتاح فرمایا۔

وہاں سے آنے والے ایک دوست نے یہ دلچسپ واقعہ سنایا کہ تبلیغ اور خدمت خلق کی غرض سے تعمیر ہونے والے اس کلینک کی راہ میں یہ روک تھی کہ اس قطعہ زمین کا مالک وہ زمین احمدیہ جماعت کے ہاتھ بیچنے کیلئے تیار نہیں ہوتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ میں اس زمین پر ایک ڈسکو بنانا چاہتا ہوں جب کہ مسجد کے قریب ہونے کی وجہ سے جماعت اس زمین کو ہر قیمت پر لینا چاہتی تھی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ مالکِ زمین کو بخار ہو گیا۔ جماعت نے رابطہ کیا لیکن وہ انکار پر مصر رہا۔ اس پر اس کا بخار اور تیز ہو گیا۔ جماعت نے قیمت بڑھا کر پیشکش کی لیکن وہ پھر بھی راضی نہ ہوا۔ ہر بار اس کے انکار پر اس کا بخار زیادہ ہو جاتا رہا، حتّٰی کہ جب اس کو موت سامنے دکھائی دینے لگی تو بالآخر مجبور ہو کر وہ زمین فروخت کرنے پر راضی ہو گیا۔ جماعت نے زمین خرید کر اس پر کلینک تعمیر کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کو بھی بخار سے شفاء مل گئی!

❋

مکرم ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب مرحوم تبلیغ کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے۔ دن رات تبلیغ کرتے اور اس دوران باقی ہر چیز کو کلیۃً بھول جاتے۔ اس محویت کے ضمن میں ان کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ میں حاجیوں کے ایک جہاز پر بطور ڈاکٹر ملازم تھا۔ واپسی سفر پر جب جہاز عدن پہنچا تو میں تبلیغ کے شوق میں ادھر اُدھر نکل گیا اور تبلیغ میں ایسا محو ہو گیا کہ جہاز کی روانگی کے وقت کا خیال تک نہ رہا۔ تبلیغ سے فارغ ہو کر واپس بندرگاہ پر آیا تو دیکھا کہ جہاز تو روانہ ہو چکا ہے۔ یہ دیکھ کر میں سخت گھبرا گیا۔ حالت یہ تھی کہ ایک رنگ آتا تھا اور ایک رنگ جاتا تھا۔ دل میں سوچا کہ جہاز والے کیا کہیں گے۔ اور اگر کوئی مسافر مر گیا تو مجھ پر قانونی گرفت بھی ہو سکتی ہے۔ اسی پریشانی میں ساری رات دُعاؤں میں گزری کہ خدایا! میں تیرا کام کر رہا تھا۔ عربوں کو پیغام حق پہنچا رہا تھا۔ یہ میرا ذاتی کام نہ تھا۔ اب جہاز نکل گیا ہے۔ میرے مولیٰ! مجھے کچھ علم نہیں۔ اب تو میرا جہاز مجھے واپس لا کر دے۔ میں یہ دُعا کرتے کرتے سو گیا۔ رات خواب میں دیکھا کہ جہاز واپس آ گیا ہے۔ میں جن لوگوں کو شام تک تبلیغ کرتا رہا تھا وہ مجھ پر پہلے ہی ہنس رہے تھے کہ اس کا جہاز نکل گیا اور مصیبت میں پڑ گیا ہے۔ صبح جب میں نے یہ اعلان کیا کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ میرا جہاز واپس آ گیا ہے اس پر تو وہ اور بھی ہنسے کہ یہ کیسا مجنون آدمی ہے۔ کیا کبھی بحری جہاز بھی یوں واپس آیا ہے؟

خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو کوئی حد بست نہیں اور اس کے کام نیارے ہوتے ہیں۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے ایک عجیب اور ناقابل یقین نظارہ دیکھا۔ ایک شخص بھاگا بھاگا آیا اور بتایا کہ واقعی جہاز بندرگاہ پر واپس آ گیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور جہاز پر واپس پہنچ گیا۔

جہاز کی واپسی کا اصل سبب تو اللہ تعالیٰ کا غیر معمولی تصرف تھا۔ ظاہری وجہ یہ بن گئی کہ جنگ کی وجہ سے آبدوزوں کے حملہ کا خطرہ تھا اور اس جہاز پر امن کا جھنڈا موجود نہیں تھا۔ یہ جھنڈا لینے کیلئے جہاز واپس پورٹ پر آن لگا تھا۔ عام مشاہدہ تو یہ ہے کہ سفر میں گاڑی یا بس چھوٹ جائے تو کبھی واپس نہیں آتی اور یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا یہ کرشمہ دکھایا کہ ایک پر جوش داعی الی اللہ کی خاطر عظیم سمندری جہاز واپس آ گیا!

❋

میدان تبلیغ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس رنگ میں بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود معلم بن کر ایسا جواب اور طرزِ استدلال سمجھا دیتا ہے کہ مخالف دم بخود رہ جاتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس کی ایک شاندار مثال ۱۸۹۳ء میں ظاہر ہوئی جبکہ امرتسر میں آپ کا عیسائی پادری عبداللہ آتھم سے کئی روز مناظرہ ہوتا رہا۔ آخری روز اس نے اپنی طرف سے ایک عجیب چال چلی۔ ایک اندھے، ایک لنگڑے اور ایک گونگے شخص کو سامنے پیش کر کے اچانک حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیجئے یہ بیمار موجود ہیں۔ مسیح کی طرح ان کو ہاتھ لگا کر اچھا کر دکھائیں! حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سب حیران تھے کہ دیکھئے اب حضرت صاحب اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔

حضرت صاحب نے جواباً فرمایا کہ میں تو اس بات کو نہیں مانتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس طرح ہاتھ لگا کر اندھوں لنگڑوں اور بہروں کو اچھا کر دیا کرتے تھے اس لئے مجھ سے تمہارا یہ مطالبہ کرنا کچھ حجت نہیں رکھتا۔ ہاں البتہ آپ لوگ مسیح کے معجزے اس رنگ میں تسلیم کرتے ہیں اور آپ کی بائبل میں ایمان داروں کی یہ علامت بھی لکھی ہے کہ وہ مریضوں پر ہاتھ رکھیں گے تو وہ صحت یاب ہو جائیں گے علاوہ ازیں آپ کا یہ بھی ایمان ہے کہ جس شخص میں رائی کے ایک دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا وہ اگر پہاڑ کو کہے کہ یہاں سے چلا جا تو وہ چلا جائے گا۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بڑے جلال سے فرمایا کہ میں اس وقت پہاڑ کی نقل مکانی کا تو آپ سے مطالبہ نہیں کرتا البتہ آپ کا بڑا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ان بیماروں کی تلاش سے بچا لیا۔ اب آپ ہی کے لائے ہوئے یہ بیمار آپ کے سامنے پیش ہیں۔ اگر آپ میں ایک رائی کے برابر بھی ایمان ہے تو مسیح کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اور اپنے ایمان کا ثبوت دیتے ہوئے ان کو اچھا کر دکھائیں۔ حضرت میر صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحب نے جب یہ فرمایا تو پادریوں کی ہوائیاں اڑ گئیں اور انہوں نے مریضوں کو فوراً وہاں سے چلتا کیا۔

❋

کہتے ہیں کہ تیر وہ ہے جو نشانہ پر بیٹھے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ دلیل اور حربہ وہی ہوتا ہے جو موقع پر کام آئے۔ جو لوگ تبلیغ کے میدان میں اترنے والے ہیں ان کا بہت وسیع تجربہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تبلیغی گفتگو کے مواقع پر خود راہنمائی فرماتا ہے۔ علماء کو بھی وہی سکھاتا ہے اور معمولی پڑھے لکھے ہوئے لوگوں کی بھی وہی راہنمائی کرتا ہے۔ مخالفین کے مقابل پر پیش کی جانے والی بات اور دلیل بعض اوقات بہت معمولی اور سادہ سی دکھائی دیتی ہے لیکن بہت کارگر اور مسکت ثابت ہوتی ہے۔ تاریخ احمدیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغی میدان میں داعیانِ الی اللہ کے برجستہ اور مؤثر جوابات کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔

میرے والد محترم، خالد احمدیت، حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مرحوم و مغفور اکثر یہ دلچسپ تبلیغی واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ فلسطین میں ایک موقع پر نابلس کے چند استاد تبلیغی گفتگو کیلئے آئے۔ احمدیہ دارالتبلیغ میں اس وقت آپ کے علاوہ چند احمدی بزرگ بھی موجود تھے۔ وفات مسیح کا ذکر ہو رہا تھا۔ غیر احمدی عالم نے کہا کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام واقعی فوت ہو چکے ہیں تو ان کی قبر کہاں ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ تاریخی شواہد سے ثابت ہے کہ ان کی قبر سری نگر، کشمیر

میں واقع ہے۔ کشمیر کا نام سن کر بے اختیار ان میں سے ایک کی زبان سے نکلا کہ اتنی دور! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ابھی میں نے انہیں کوئی جواب نہ دیا تھا کہ ہمارے مرحوم بھائی علی القرق جو معمولی تعلیم یافتہ تھے انہوں نے جھٹ فرمایا کہ کیا کشمیر آسمان سے بھی دور ہے؟ یہ برجستہ جواب سن کر وہ غیر احمدی عالم اور باقی سب اساتذہ بالکل لاجواب رہ گئے۔

وفات مسیح ہی کے ضمن میں ربوہ کا ایک اور واقعہ بہت دلچسپ ہے۔ چند غیر احمدی علماء ربوہ آئے۔ احمدی علماء کرام سے وفات مسیح علیہ السلام کے موضوع پر بہت تفصیلی بات چیت ہوئی۔ متعدد قرآنی آیات سننے پر بھی ان کی تسلی نہ ہوئی۔ اور وہ بار بار یہ مطالبہ کرتے رہے کہ وفات مسیح پر کوئی واضح آیت بیان کی جائے۔ بالآخر ان کے احمدی ساتھی ان کو محترم مولانا احمد خان صاحب نسیم کے پاس ملاقات کیلئے لائے۔ غیر احمدی عالم نے یہاں بھی وہی بات دہرائی کہ وفات مسیح کے بارہ میں کوئی آیت وغیرہ سنائیں۔ مولانا صاحب نے بڑا پر حکمت انداز اختیار کیا اور بجائے آیات پیش کرنے کے اس سے بڑا سادہ سا سوال کیا کہ کیا تم نے باقی سارے انبیاء کو آیات قرآنیہ کی وجہ سے فوت شدہ سمجھا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے خاص طور پر آیت کا مطالبہ کر رہے ہو؟ یہ جواب ایسا تسلی بخش ثابت ہوا کہ وہ غیر احمدی عالم کہنے لگا کہ بس بس اب مجھے کسی آیت کی ضرورت نہیں۔ یہ مسئلہ مجھ پر خوب کھل گیا ہے۔

اسی طرح ایک اور جگہ رفع اور نزول عیسیٰ علیہ السلام پر بحث ہو رہی تھی۔ غیر احمدی عالم نے اپنی طرف سے یہ دلیل دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بطور مثال علی الترتیب پانچ اور ایک سیر وزن کا باٹ سمجھ کر ترازو کے ایک ایک پلڑے میں رکھا جائے تو لازماً حضرت عیسیٰ علیہ السلام والا پلڑا آسمان کی طرف اُٹھ جائے گا لہٰذا ان کا آسمان پر جانا ثابت ہوا۔ احمدی دوست کی اللہ تعالیٰ نے راہنمائی فرمائی۔ اس نے فوراً کہا کہ اوّل تو یہ دلیل ہی غلط ہے کیونکہ پانچ سیر کے باٹ کے ترازو میں پڑنے یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوپر کیسے جا سکتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہی تمہاری دلیل ہے تو پھر یہ بھی جان لو کہ جب تک ترازو کے ایک پلڑے میں پانچ سیر کا باٹ پڑا رہے گا ایک سیر والا دوسرا پلڑا کبھی نیچے نہیں ہو سکتا۔ جب تک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار مقدس مدینہ منورہ میں موجود ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹکے رہیں گے اور ان کے نیچے اترنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

خالدِ احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ۱۹۲۶ء میں دمشق میں ان کی ایک انگریز پادری الفرڈ نیلسن کے شامی وکیل سے لمبی مذہبی گفتگو ہوئی۔ اس نے بڑے طمطراق سے یہ دعویٰ کیا کہ قرآن مجید کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ثابت ہوتے ہیں۔ جب دلیل کا مطالبہ کیا تو کہنے لگا کہ قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں آیا ہے غُلٰمًا زَكِيًّا (مریم: ۲۰)۔ لفظ زَکِیًّا کسی اور نبی کے حق میں استعمال نہیں ہوا جو اس امر کی دلیل ہے کہ کوئی اور نبی اس صفت میں ان کا شریک نہ تھا لہٰذا وہ سب نبیوں سے بشمول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل قرار پائے۔

حضرت مولانا کو خدا تعالیٰ نے خوب جواب سمجھایا۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق زَکِیًّا تو قرآن میں نہیں لیکن یُزَکِّیْ کا لفظ متعدد بار آیا ہے (البقرہ: ۱۵۲، آل عمران: ۱۶۵، الجمعہ ۳۔) جو نہ صرف آپؐ کی پاکیزگی کی دلیل ہے اور زکی کے مفہوم پر خوب حاوی ہے بلکہ اس سے بہت بڑھ کر آپ کا یہ مقام بتاتا ہے کہ آپ دوسرے لوگوں کو بھی پاکیزگی عطا فرمانے والے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو حضرت مسیح علیہ السلام ایک شاگرد ثابت ہوتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے استاد۔ شامی وکیل یہ جواب سن کر دم بخود رہ گیا!

محترم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم مرحوم بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار ان کا ایک پنڈت جی سے مناظرہ ہونے والا تھا۔ اس نے یہ چالاکی کی کہ انگریزی زبان میں ایک تحریر لکھ کر میری طرف بھیج دی کہ پہلے اس کا جواب دو۔ مقصد یہ تھا کہ یہ مولوی انگریزی نہیں پڑھ سکے گا اور شرمندہ ہوگا اور میں لوگوں سے یہ کہہ سکوں گا کہ دیکھو تمہارا مولوی تو میرا لکھا ہوا پڑھ بھی نہیں سکتا۔ یہ مجھ سے بات کیا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص تصرف سے مجھے اس کی چالاکی کا توڑ سمجھا دیا۔ میں نے ایک کاغذ لیا اور اس پر عربی زبان میں دو سطریں لکھ کر پنڈت جی کو بھجوا دیں کہ لیجئے یہ آپ کے رقعہ کا جواب ہے۔ پنڈت جی چونکہ عربی نہیں جانتے تھے دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور بولے کہ یہ کیا لکھا ہے؟ میں نے فوراً لوگوں سے کہا "بھائیو! یہ تو میرا لکھا ہوا پڑھ بھی نہیں سکتا۔ یہ بات کیا کرے گا؟" پنڈت جی کی چال اللہ تعالیٰ کی تائید سے اسی پر الٹا دی گئی۔

مخالف کی دلیل کو مخالف ہی پر الٹا دینا یہ سب تائید الٰہی سے ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت قاضی محمد نذیر صاحب فاضل مرحوم ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ضلع سیالکوٹ میں ان کا پیر نادر شاہ صاحب سے ایک مناظرہ ختم نبوت کے موضوع پر ہو رہا تھا۔ پیر صاحب جب بحث میں عاجز آگئے تو انہوں نے ایک مولوی کو کھڑا کر دیا اور اسے کہا کہ تم یہ اعلان کر دو کہ میں اسی طرح خدا کا نبی ہوں جس طرح مرزا صاحب نبی ہیں۔ اور پیر صاحب حضرت قاضی صاحب سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اب اسے جھوٹا ثابت کرو۔

اس پر قاضی صاحب اُٹھے اور مجمع کو مخاطب کر کے کہا کہ دوستو! خدا کا شکر ہے کہ جو مسئلہ ان کے اور پیر صاحب کے درمیان زیر بحث تھا وہ حل ہو گیا ہے۔ بحث یہ تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں نبی آسکتا ہے یا نہیں۔ پیر صاحب نے عملاً تسلیم کر لیا ہے کہ آسکتا ہے۔ یہ دیکھئے پیر صاحب کا نبی آپ کے سامنے کھڑا ہے! اب وہ چاہتے ہیں کہ میں اسے جھوٹا ثابت کروں تو مجھے اس کو جھوٹا ثابت کرنے کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اسے خدا تعالیٰ نے نہیں بھیجا بلکہ ابھی ابھی پیر صاحب نے آپ سب کے سامنے اس سے نبوت کا دعویٰ کروایا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ یہ جواب سن کر پیر صاحب مبہوت رہ گئے اور جس غیر از جماعت دوست کو انہوں نے اپنی طرف سے مناظرہ میں ثالث بنایا ہوا تھا اس نے اسی وقت اپنے احمدی ہونے کا اعلان کر دیا!

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ یہ اصول بیان فرمایا ہے "وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ" (البقرہ: ۲۱۴) کہ ہدایت وہی پاتا ہے جس کے متعلق خدا چاہتا ہے۔ نیز فرمایا "اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى" (اللیل: ۱۳) کہ بندوں کو ہدایت دینا ہمارے ہاتھ میں ہے اللہ تعالیٰ کے اس فیضان کے ایمان افروز کرشمے میدان تبلیغ میں بکثرت نظر آتے ہیں۔ کبھی تائید الٰہی اس رنگ میں سامنے آتی ہے کہ وہ شخص بھی ہدایت پا جاتا ہے جو براہ راست اصل مخاطب نہیں ہوتا۔ کبھی وہ شخص ہدایت سے سرفراز کیا جاتا ہے جو یہ کہا کرتا تھا کہ میرے لئے اپنا مذہب تبدیل کرنا ہرگز ممکن نہیں اور کبھی یہ جلوہ اس رنگ میں دکھائی دیتا ہے کہ لوگوں کو احمدیت سے روکنے والا خود احمدیت کی آغوش میں آجاتا ہے۔

چند سال پہلے کی بات ہے انگلستان کے شہر شیفلڈ میں چند عربوں کے ساتھ تبلیغی گفتگو ہو رہی تھی۔ چند احمدی دوست بھی میرے ساتھ شامل تھے۔ عربوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراضات کے انبار لگا دیئے جن کے جوابات دینے کی توفیق اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی لیکن یہ لوگ شائد اپنی عربی دانی کے زعم میں اتنے سخت خیالات کے مالک تھے کہ جوابات سن کر بھی ان کی تسلی نہ ہوئی اور ان کے موقف میں ذرہ برابر تبدیلی نہ ہوئی۔ سات گھنٹے کی اس تبلیغی مجلس کا بظاہر کوئی مثبت نتیجہ سامنے نہ آیا لیکن جونہی یہ مجلس ختم ہوئی اور عرب علماء رخصت ہوئے تو اسی مجلس میں بیٹھی ہوئی مراکش کی ایک تعلیم یافتہ مسلمان خاتون ملکہ نے برملا کہا کہ میں نے ایک خاموش مبصر کے طور پر ساری کارروائی کو سنا ہے اور میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ احمدیوں کا پلہ بھاری رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے احمدیت میں دلچسپی لینی شروع کر دی اور مزید مطالعہ کرنے کے بعد تین ہفتوں کے اندر اندر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئیں! فالحمدلله علٰی ذٰلك

اسی طرح کا ایک واقعہ گزشتہ سال بھی ہوا۔ خاکسار کو راچسٹر جیل میں ایک مسلمان غانین قیدی ابراہیم سے تبلیغی ملاقات کا موقعہ ملا۔ زبانی بات چیت کے علاوہ کچھ لٹریچر بھی مطالعہ کیلئے دیا۔ اس سے پہلے بھی کچھ لٹریچر بذریعہ ڈاک بھجوایا جا چکا تھا۔ یہ افریقن دوست تو ابھی تک احمدی نہیں ہوئے لیکن اس عرصہ میں یہ خوشکن خبر ملی ہے کہ اسی جیل میں ایک انگریز عیسائی دوست مسٹر جونز نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر لی ہے۔ اس نو احمدی انگریز نے بتایا کہ انہوں نے اسی افریقن دوست سے جماعت کا لٹریچر لے کر مطالعہ کیا تھا جس سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں دلچسپی پیدا ہوئی اور مختلف احمدی دوستوں سے رابطہ، مزید مطالعہ اور دُعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں انشراح صدر عطا فرما دیا۔ فالحمدللّٰه علٰی احسانه

اس جگہ مجھے اپنے والد محترم حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کا بیان کردہ ایک ایمان افروز واقعہ یاد آیا۔ آپ بیان فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا یہ واقعہ ہمیشہ

تصاویر واقفین اور واقفات نو بھارت (قسط نمبر۴)

وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل بچے اور بچیوں کی تصاویر کی چوتھی قسط شائع کی جارہی ہے جن والدین کے لڑکے یا لڑکیاں تحریک وقف نو میں شامل ہیں اور انکے فوٹوز تاحال اخبار بدر میں شائع نہیں ہوئے ان سے درخواست ہے کہ اپنے وقف نو میں شامل بچے بچی کی دو عدد پاسپورٹ سائز بلیک اینڈ وھائٹ فوٹوز دفتر شعبہ وقف نو تحریک جدید قادیان کو بھجوادیں تاکہ آئندہ شائع ہونے والی قسط میں وہ تصاویر شائع ہو سکیں۔

(نیشنل سیکریٹری وقف نو بھارت)

تصحیح: بدر جلسہ سالانہ نمبر بحریہ ۲۵ / ۱۸ دسمبر ۹۷ء میں واقفین نو کی تصاویر کی تیسری قسط شائع ہوئی ہے تصویر کے دوسرے صفحہ کی تیسری لائن میں عادل احمد ولد مکرم عبدالحمید ڈرائیور ناصر آباد کشمیر کا حوالہ نمبر ۸۲۹۲ شائع ہوا ہے جبکہ اصل حوالہ ۹۲۸۷A ہے احباب اس کی صحیح فرمالیں (نیشنل سیکریٹری وقف نو بھارت)

حاجرہ صادقہ بنت مکرم محمد یوسف
بندر منگلور کرناٹک (4657-B)

عافیہ باسط بنت عبدالباسط بھٹی
بڈھالوں کشمیر (9439-a)

عالیہ محمود بنت مولوی فضل عمر محمود
کیرنگ اڑیسہ (2177-B)

مبارکہ محمود بنت مولوی فضل عمر محمود
کیرنگ اڑیسہ (2177-B)

فریحہ سعدی بنت مولوی محمد مصلح الدین سعدی
کلکتہ بنگال (2342-B)

طاہرہ انور بنت محمد انور رضا خاں
بھاگلپور بہار (7860-A)

ماریہ انجم بنت شاہد ناصر احمد
گیا بہار (2600-A)

نیرہ تنویر فارحہ بنت انور احمد تنویر
قادیان (2920-B)

نوزیہ رحیم بنت عبدالرحیم
قادیان (1037-C)

حبیبہ بنت پیار محمد
قادیان (3729-A)

حاجرہ بنت پیار محمد
قادیان (3729-A)

شاہینہ ثمرین بنت سید راشد مجید
خانپور ملکی بہار (9286-A)

لبیبہ فرید بنت فرید احمد قریشی
قادیان (2985-B)

نعمانہ محمود بنت محمود احمد ملکانہ
قادیان (4168-B)

غزالہ عمر بنت عمر علی احمد
زار بھیٹا آسام (4078-B)

مقیب الرحمن ولد مکرم صفر علی
زار بھیٹا آسام (10267-A)

ندیم احمد ولد وسیم احمد
بنگلور کرناٹک (1833-B)

مظفر احمد گنائی ولد برکت احمد گنائی
رشی نگر کشمیر (4588-B)

فرحان احمد گنائی ولد محمد رفیق گنائی
رشی نگر کشمیر (10234-A)

فہیم احمد ولد نعیم احمد
سما نگر ہریانہ (4698-B)

محمد لقمان ولد محمد یوسف
بندر منگلور کرناٹک (4657-A)

احسان باسط ولد عبدالباسط بھٹی
بڈھالوں کشمیر (9439-A)

محمد تقی احمد ولد ڈاکٹر کریم احمد
فیض آباد (7262-A)

متین احمد ولد سلطان احمد انجینئر
قادیان (3917-B)

رقیب احمد خاں ولد مولوی محمد وسیم خاں
قادیان (3899-B)

فائز احمد فریدین ولد مولوی حفیظ احمد فریدین
قادیان (1030-A)

سید حمید احمد ولد سید زاہد احمد
موتی ہاری بہار (11153-A)

سید دانیال احمد ولد سید اقبال احمد
قادیان (4103-B)

محمد اکبر ولد محمد عبداللطیف
حیدر آباد (2063-B)

محمد طلحہ ولد محمد عبداللہ
حیدر آباد (2023-B)

مشہود احمد سہیل ولد محمود احمد گلبرگی
یادگیر کرناٹک (1527-B)

طاہر احمد ولد محمود احمد گلبرگی
یادگیر کرناٹک (1527-B)

نور احمد ولد پیار محمد
قادیان (3729-A)

طارق احمد طارق ولد عبدالغفار آہنگر
رشی نگر کشمیر (10709-A)

تجمل یوسف پڈر ولد محمد یوسف پڈر
رشی نگر کشمیر (10235-A)

طاہر احمد ولد مولوی سفیر احمد شمیم
قادیان (857-B)

اطہر احمد ولد مولوی سفیر احمد شمیم
قادیان (857-B)

شہزاد احمد ولد سی منیر احمد
کوڈالی کیرالہ (1674-B)

کے عبدالباسط ولد مولوی کے عبدالسلام
کوڈالی کیرالہ (2079-B)

محمد حافظ ولد طیب احمد
پنگاڈی کیرالہ (11102)

محمد طلحہ ولد محمد نعیم
قادیان (11113-A)

عطاء الشافی ولد محمد اظہر الدین احمد
جڑچرلہ آندھرا (7802)

افضال احمد خاں ولد مولوی محمد کلیم خاں
قادیان (3565-B)

غازی رشید پڈر ولد عبدالرشید پڈر
رشی نگر کشمیر (10564-A)

گوہر حمید باڈے ولد عبدالحمید باڈے
رشی نگر کشمیر (10268-A)

محمد دبیہ اللہ آکرم ولد مولوی محمد سعادت اللہ
حیدر آباد (7456-A)

محمد یحییٰ ولد مولوی محمد سعادت اللہ
حیدر آباد (7456-A)

عبدالحئی ادریس ولد عبدالقدوس جینا
یادگیر کرناٹک (1603-B)

سیدہ انجم باری بنت مولوی سید فضل باری
سونگھڑہ اڑیسہ (3598-B)

سید اجمل احمد ولد مولوی سید فضل باری
سونگھڑہ اڑیسہ (3598-B)

طاہر محمود ولد مولوی فضل عمر محمود
کیرنگ اڑیسہ (2177-B)

عبدالقیوم ولد عبدالرشید وگے
آسنور کشمیر (9932-A)

زکی الدین سعدی ولد مولوی محمد صبیح الدین سعدی
کلکتہ (2342-B)

داؤد احمد نورانی ولد روشن احمد خاں
روڑکیلا اڑیسہ (2115-A)

محمود احمد خاں ولد غلام احمد خاں
کیرنگ اڑیسہ (7100-A)

خالد نثار ولد نثار احمد باڈے
رشی نگر کشمیر (10269-A)

طاہر احمد طارق ولد عبدالغفار آہنگر
رشی نگر کشمیر (10709-A)

طلحہ احمد گنائی ولد گلزار احمد گنائی
رشی نگر کشمیر (10563-A)

فائز احمد قمر الدین ولد مولوی حفیظ احمد قمر الدین
قادیان (10130-A)

محمد اطہر ولد محمد انور رضا خاں
بھاگلپور بہار (7860-A)

باسط اقبال خاں ولد محمد اقبال خاں
چک ایمر چہ کشمیر (10618-A)

طاہر احمد خاں ولد منصور الدین خاں
گڑھ پدا اڑیسہ (9575-A)

عتیق احمد ظفر ولد مولوی تنویر احمد خادم
قادیان (8502-A)

نائلہ اعجاز بنت اعجاز احمد ملک
قادیان (3166-B)

شانیہ ثمرین بنت سید راشد مجید
قادیان (9286-A)

عماد احمد ظفر ولد نذیر احمد
بلگام کرناٹک (3689-B)

ندیم احمد ولد وسیم احمد
بنگلور کرناٹک (1833-B)

مہوش دانیہ بنت ظہیر احمد جاوید
قادیان (4624-B)

عائشہ صدیقہ بنت شیخ چاند
کیرنگ اڑیسہ 3976-B

میرے دل کو تقویت دیتا ہے۔ ہوا یوں کہ موضع راجووال متصل قادیان میں غیر احمدیوں سے ایک مناظرہ طے پایا۔ یہ عملاً آپ کی زندگی کا پہلا باقاعدہ مناظرہ تھا۔ تین گھنٹے تک مناظرہ جاری رہا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ علم کلام کے زور دار دلائل بہت مؤثر رنگ میں پیش کرنے کی توفیق ملی جس کا بہت اچھا اثر سامعین پر نمایاں طور پر دکھائی دے رہا تھا۔ شرائط کے مطابق آخری تقریر آپ کی تھی۔ آپ تقریر کیلئے کھڑے ہوئے ہی تھے کہ مخالفین نے تالیاں بجاکر شور مچا دیا۔ اس شور و غوغا میں سارا جلسہ درہم برہم کر دیا گیا اور یہ تاثر دیا گیا کہ گویا احمدی ہار گئے اور غیر احمدی جیت گئے۔

زندگی کا پہلا مناظرہ تھا اور باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے پلہ بھاری ہونے کے آپ اپنی فتح کو شکست میں تبدیل ہوتا دیکھ کر بہت دل برداشتہ ہوئے۔ ایک قریبی نہر کے کنارے نماز عصر ادا کی اور بہت ہی رقت سے لوگوں کی ہدایت کیلئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید خاص کا یہ کرشمہ دکھایا کہ جونہی نماز ختم ہوئی اور آپ نے سلام پھیرا تو کیا دیکھا کہ ایک نوجوان آگے بڑھا اور نہایت محبت سے مصافحہ کیا اور کہا کہ میں آج کا مناظرہ سن کر احمدیت قبول کرتا ہوں میری بیعت لی جائے!

میرے والد محترم بیان فرمایا کرتے تھے کہ نوجوان کی یہ بات سن کر وفور جذبات سے میں آبدیدہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کو دیکھ کر میرا سر اس کے آستانہ پر جھک گیا۔ اس نوجوان نے جو قریبی گاؤں میں مدرس تھا اپنے فیصلہ کی وجہ یہ بتائی کہ وہ غیر احمدیوں کے اسٹیج پر بیٹھا دوران مناظرہ غیر احمدی علماء کی سب باتیں سن رہا تھا۔ وہ برملا اعتراف کر رہے تھے کہ احمدی مناظرہ کی باتیں اتنی پختہ اور وزنی ہیں کہ ہمارے پاس ان کا کوئی ٹھوس جواب نہیں۔ مناظرہ جیتنے کی اب ایک ہی صورت ہے کہ احمدی مناظر کو آخری تقریر نہ کرنے دی جائے اور تالیاں بجاکر مناظرہ ختم کر دیا جائے۔ اس نوجوان نے کہا کہ ”میں نے جو کچھ دیکھا اور جو کچھ سنا وہ مجھے احمدی بنانے کیلئے کافی ہے“ چنانچہ وہ اسی وقت حلقہ بگوش احمدیت ہو گیا!

❋

چند سال پہلے کی بات ہے کہ برطانیہ میں نارتھ ویلز کے علاقہ میں ایک نوجوان طاہر سلیم صاحب کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے یہ توفیق بھی دی کہ انہوں نے دیگر افراد خاندان کو بھرپور تبلیغ کی جس کے نتیجہ میں ان کے خاندان کے دس، گیارہ افراد نے بھی تھوڑے عرصہ کے اندر اندر بیعت کرلی۔ اس پر علاقہ کے غیر احمدی حلقوں میں ایک مخالفانہ جوش پیدا ہوا اور سعید نامی ایک شخص کو جو ختم نبوت کمیٹی کا سیکرٹری تھا اس کام پر مامور کیا گیا کہ وہ ہمارے احمدی نوجوان طاہر سلیم کو دوبارہ غیر احمدی بنالے۔ چنانچہ ان دونوں میں باہم تبلیغی بات چیت کا سلسلہ چل نکلا۔ ایک لمبے عرصہ کی گفت و شنید کا نتیجہ یہ نکلا کہ سعید صاحب جو احمدی دوست کو دوبارہ غیر احمدی بنانے پہ مقرر ہوئے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خود احمدیت کے نور سے منور ہو گئے!

یہ واقعہ زندہ ثبوت ہے اس بات کا کہ ”الحق یعلو ولا یُعلیٰ علیہ“ یعنی حق ہی ہمیشہ غالب آتا ہے اور کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔

❋

انسانی قلوب اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جب چاہے انہیں ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔ اس ضمن میں سیرالیون کا ایک واقعہ بہت ہی ایمان افروز ہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مرحوم کو۔ انہوں نے ایک لمبا عرصہ مختلف ممالک میں بھرپور خدمت کی توفیق پائی اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی روح پرور یادیں اسی نام کی ایک کتاب میں محفوظ کر دیں۔ یہ کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ ریاست وانڈو کا ایک سیکشن چیف قاسم کمانڈا نہایت متعصب اور مخالف شخص تھا۔ اپنے عیسائی عقائد میں اتنا پختہ اور احمدیت کا اتنا شدید مخالف تھا کہ ایک بار جب انہوں نے اسے تبلیغ کی تو اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ دیکھو یہ دریا جو میرے گاؤں کے سامنے اوپر سے نیچے کی طرف بہہ رہا ہے اگر یہ دریا یکدم اپنا رخ بدل لے اور نیچے سے اوپر کی طرف الٹا بہنا شروع کر دے تو یہ تو شاید ممکن ہو لیکن میرا احمدی ہونا ہرگز ممکن نہیں۔

ایک طرف چیف کمانڈا کی یہ ترنگ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی بے پایاں قدرت اور رحمت کا کرشمہ دیکھئے کہ چند دنوں کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ کوئی بڑا عالم فاضل نہیں بلکہ ایک معمولی پڑھا ہوا لوکل افریقن معلم پا سوری باد اس سے ملا۔ چند دن اسے تبلیغ کی۔ اس کے بعد اس چیف نے مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری کو لکھا کہ بے شک پہلے میں نے ہی کہا تھا کہ گاؤں کا دریا الٹا بہہ سکتا ہے لیکن میں احمدی نہیں ہو سکتا۔ مگر اب میں آپ کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ بے شک احمدیت سچی ہے اور آپ خود آکر دیکھ لیں۔ اس دریا نے الٹا بہنا شروع کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب میں احمدی ہو گیا ہوں!

❋

حضرت مولوی محمد الیاس صاحب مرحوم صوبہ سرحد کے ایک خدارسیدہ بزرگ اور نڈر مبلغ احمدیت تھے۔ ان کی داستان حیات جو حال ہی میں ”حیات الیاس“ کے نام سے شائع ہوئی ہے، تبلیغی میدان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزانہ حفاظت اور اس کی تائید و نصرت کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ جب آپ نے احمدیت قبول کی اور دن رات احمدیت کی تبلیغ شروع کر دی تو سارے چارسدہ میں طوفان مخالفت اُٹھ کھڑا ہوا۔ ہر روز مخالفین کی طرف سے یہ اعلان ہوتا ہے کہ ان کے مکان کو مکینوں سمیت آگ لگا دی جائے گی۔ سوشل بائیکاٹ بھی شروع کر دیا گیا۔ ان حالات میں خدا تعالیٰ نے خود ان کے ایک شاگرد کے دل میں رحم ڈالا۔ وہ رات کے وقت چھپ کر سودا سلف دے جاتا آپ کی اہلیہ نے بیان کیا کہ ایک رات جب مکان جلا دینے کی دھمکی کا پرزور اعادہ ہوا تو آدھی رات کو ایک ڈی۔ ایس۔ پی ہمارے گھر آیا اور دستک دی۔ حضرت مولوی صاحب باہر نکلے تو ڈی۔ ایس۔ پی نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ آپ بالکل فکر نہ کریں۔ آرام سے سوئیں ہماری موجودگی میں کوئی آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے متوکل بندے حضرت مولوی محمد الیاس صاحب کا جواب سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری بہادری تو اس بات سے ظاہر ہے کہ تم لوگوں سے چھپ کر آدھی رات کے وقت مجھ سے ملنے آئے ہو۔ دن کے وقت آنے کی تمہیں جرأت نہیں ہو سکی۔ جہاں تک تمہاری ہمدردانہ پیشکش کا تعلق ہے تو سنو کہ مجھے تمہاری حفاظت کی ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے میری اور میرے گھر کی حفاظت کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مخالف اتنے مرعوب ہوئے کہ کسی کو حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

❋

حضرت مولوی محمد الیاس صاحب مرحوم نے بیان فرمایا کہ چارسدہ میں تین اشخاص نے احمدیت کی وجہ سے ان کی شدید مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان کہ یہ تینوں خدا تعالیٰ کے قہر کے نیچے آکر رسوا ہوئے۔ ان واقعات کی تفصیل بہت دردناک مگر ایک پہلو سے بہت ایمان افروز ہے۔ آپ کا ایک دشمن مُلّا محمود تھا جو اپنے تعویذوں کے ذریعہ یہ کوشش کیا کرتا تھا کہ آپ کی بیوی آپ سے متنفر ہو جائے اور چھوڑ کر چلی جائے۔ اس کا اپنا انجام یہ ہوا کہ وہ اپنی ایک رشتہ دار عورت کے ساتھ بدنام ہوا اور گھر سے ایسا بھاگا کہ پھر کبھی اپنے گھر کا رخ نہ کیا۔ دوسرا دشمن اکبر شاہ تھا جو زبردست تیراک تھا اور کہا کرتا تھا کہ محمد الیاس جب دریا پر نہانے آئے گا تو میں اسے دریا میں غرق کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ وہ خود دریا میں نہاتے ہوئے ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔ تیسرے معاند کی داستان عبرت اس طرح ہے کہ مکرم خان چارسدہ کا ایک بااثر زمیندار اور نمبردار تھا اس نے سوشل بائیکاٹ کے ذریعہ ظلم کی انتہا کر دی۔ اس پر خدا تعالیٰ کی گرفت اس رنگ میں آئی کہ پہلے اس کی بیوی تپ دق سے فوت ہوئی، پھر تین بیٹے یکے بعد دیگرے اسی بیماری سے اس کی نظروں کے سامنے رخصت ہوئے۔ جائیداد جوئے میں لٹ گئی۔ نمبرداری بھی جاتی رہی اور اتنا تنگ دست ہوا کہ بالآخر تانگہ چلا کر گزراوقات کرنے لگا۔ ایک روز عجیب واقعہ ہوا کہ حضرت مولوی صاحب ایک تانگے میں سوار ہوئے اور تانگے والے سے چارسدہ کے لوگوں کا حال ایک ایک کر کے پوچھنے لگے۔ مکرم خان کا حال دریافت کیا تو تانگے والے نے جو نیچے پائیدان پر بیٹھا ہوا تھا نظر اُٹھا کر اوپر دیکھا اور ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ کہنے لگا کہ میں ہی وہ بدبخت ہوں جس نے حق کی مخالفت کر کے دین و دنیا دونوں کو اپنے ہاتھوں سے گنوا دیا۔

اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کی قہری تجلی کا یہ سلوک انہی لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنی بداعمالیوں کے سبب اپنے آپ کو اس کا مستحق بنا لیتے ہیں۔ خاص طور پر وہ لوگ جو اپنی بدبختی میں اتنا آگے بڑھ جاتے ہیں کہ حق کے مقابل پر تکبر اور خدا کے پیاروں کی اہانت کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ ایسے بدنصیبوں پر خدائی پکڑ بڑی شدت اور سرعت سے نازل ہوتی ہے اور ان کا وجود دوسروں کیلئے نشان عبرت بنا دیا جاتا ہے۔

❋

حضرت مولانا نذیر احمد صاحب علی مرحوم و مغفور نے مغربی افریقہ میں اسلام اور احمدیت کی جو گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخ احمدیت کا ایک زریں باب ہیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۳۸ء میں سیرالیون مسلم کانگرس نے ایک جلسہ عام میں ان کا خطاب کروایا جس کی صدارت ملک کی ایک معروف شخصیت شیخ حیدر الدین نے کی۔ انہیں جے۔ پی اور ایم۔ بی۔ ای، کے اعزازات مل چکے تھے اور ملک کا ہر طبقہ ان کا لوہا مانتا تھا۔ مولانا موصوف کے نہایت مؤثر خطاب کے بعد شیخ حیدر الدین نے اپنے صدارتی ریمارکس میں بڑے تکبر سے کہا:

”سامعین! میں آپ سب سے زیادہ عالم ہوں اور دینی علوم میں ید طولیٰ رکھتا ہوں۔ میرے نزدیک اس انڈین حاجی کی باتیں اور دلائل محض ملمع سازی اور جھوٹ کا پلندہ ہیں“

تکبر کی انتہا کرتے ہوئے اس شخص نے اس حد تک کہہ دیا

"میں تو اس کے جھوٹے مسیح کو ماننے کی نسبت یہ پسند کروں گا کہ میرا دماغ کام کرنا چھوڑ دے تاکہ اس انڈین مشنری کی باتوں پر غور ہی نہ کر سکوں اور اس فتنہ سے بچا رہوں"۔

خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔ اس کے جلال اور جبروت کے آگے بڑے سے بڑے انسان کا تکبر اور غرور پاش پاش ہو جاتا ہے۔ یہی انجام اس متکبر مخالف حق کا ہوا۔ جس انجام کی اس نے تمنا کی تھی بالکل وہی اس کا نصیب بن گیا۔ چند مہینوں کے اندر اندر اس شخص نے منہ مانگی سزا پائی۔ اس کا دماغی توازن بگڑ گیا اور اس کی حالت اتنی غیر ہوئی کہ دیکھی نہ جاتی تھی۔ قریباً اڑہائی سال تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہنے کے بعد انتہائی عبرتناک حالت میں اس جہان سے چل بسا۔

❋

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کی قہری تجلی کا اس سے بھی زیادہ دلدوز واقعہ سنگاپور میں ہوا۔ وہاں کے ایک مخلص احمدی دوست مکرم محمد علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ اور حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز مرحوم ضلع ہزارہ کے ایک پٹھان دوست کے چھوٹے سے ہوٹل پر کھانا کھایا کرتے تھے۔ ایک روز جب اسے ہمارے احمدی ہونے کا پتہ لگا تو یہ شخص آپے سے باہر ہو گیا اور سخت بدزبانی کرتے ہوئے ہمیں اپنی دوکان سے نکال دیا۔ اس پر بھی اس کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا تو اس نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف نہایت گھٹیا زبان استعمال کی، کاذب و دجال کہا اور کہا کہ ان کی وفات نعوذ باللہ بیت الخلاء میں ہوئی تھی۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ

"اني مهين من أراد اهانتك"

یعنی جو بھی تیری بے عزتی کے درپے ہو گا وہ خود ذلیل و رسوا کیا جائے گا۔ اس بدزبان شخص کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو کیسے پورا کیا؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ چند سال کے اندر اندر یہ شخص اللہ تعالیٰ کی شدید گرفت میں آگیا۔ اور جس قسم کی گندی موت وہ نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کی طرف منسوب کیا کرتا تھا بالآخر ایک دن خود اسی گندی موت کا شکار ہو گیا۔ ہوا یوں کہ پہلے اسے شوگر کی معمولی بیماری ہوئی جو بڑھتے بڑھتے اس حد تک جا پہنچی کہ اس کی ایک ٹانگ پر پھوڑا نکل آیا۔ جس کی وجہ سے وہ ٹانگ کاٹ دی گئی۔ پھر دوسری ٹانگ پر پھوڑا نکل آیا اور وہ بھی کاٹنی پڑی۔ اس پر وہ اتنا محتاج ہو گیا کہ اس کے لواحقین اسے ہاتھوں پر اٹھا کر بول و براز کراتے۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ اس کے اپنے لڑکوں نے اس کی بیماری سے تنگ آکر اپنی دوکان کے پیچھے ایک کونے میں اسے ڈال دیا جہاں وہ دو چار فٹ رینگ کر اپنے قریب ہی بول و براز سے فارغ ہو لیتا۔ آخر کار جب وہ از خود چلنے کے بھی قابل نہ رہا تو ایک روز اپنے ہی کئے ہوئے گند کے اوپر مرا ہوا پایا گیا۔

یہ ایسا دلدوز واقعہ ہے کہ اسے بیان کرتے ہوئے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی غالب تقدیر کے تصور سے دلوں پر ہیبت چھا جاتی ہے۔ کیا کوئی ہے جو ان واقعات سے نصیحت حاصل کرے؟

❋

بارش کو باران رحمت کہا جاتا ہے اور اس میں کسے شک ہو سکتا ہے کہ بارش واقعی خدا تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک عظیم الشان انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ یہ باران رحمت تبلیغی میدان میں خدائی رحمت کا پیغام لے کر اترتی اور متعدد مواقع پر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا نشان بن کر سعید فطرت لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

موضع کریام ضلع جالندھر کا واقعہ ہے کہ ایک مجلس میں حضرت حاجی غلام احمد صاحب رضی اللہ عنہ اور بعض کے حضرت شیر محمد صاحب رضی اللہ عنہ تانگے والے موجود تھے۔ اس وقت شدت کی گرمی پڑ رہی تھی۔ ایک غیر احمدی دوست چھجو خان نامی سے تبلیغی گفتگو کا سلسلہ جاری تھا۔ دوران گفتگو اس نے کہا کہ اگر آج بارش ہو جائے تو میں احمدی ہو جاؤں گا۔ حضرت حاجی صاحبؓ نے اسی وقت احمدی احباب کی معیت میں دعا کیلئے ہاتھ بلند کر دیئے۔ مسبب الاسباب خدا کی قدرت نے عجیب کرشمہ دکھایا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور زور سے بارش برسنے لگی۔ یہ خدائی نشان دیکھ کر چھجو خان صاحب نے اسی وقت بیعت کر لی!

❋

اسی طرح ایک ایمان افروز واقعہ دو سال قبل صد سالہ جوبلی کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر پیش آیا۔ ملائیشیا سے ایک غیر از جماعت خاتون اس جلسہ میں شرکت کیلئے تشریف لائیں۔ احمدیت کا لمبے عرصہ سے مطالعہ کر رہی تھیں اور بہت حد تک مطمئن تھیں۔ لیکن بیعت کرنے کیلئے پورا انشراح نہیں ہو رہا تھا۔ جلسہ سالانہ کے دوسرے روز رات کے وقت انہیں بیت الدعا میں دعا کرنے کا موقعہ ملا۔ اس موقعہ پر انہوں نے اپنی ہدایت کیلئے کچھ اس رنگ میں دعا کی کہ خدایا! اگر واقعی احمدیت سچی ہے تو مجھے اس کا یہ نشان عطا فرما کہ کل سارا دن بارش ہوتی رہے۔

نہ معلوم اس پاک دل خاتون نے کس درد سے یہ دعا کی کہ دربار الٰہی میں فوراً مقبول ہو گئی اور جلسہ سالانہ کے تیسرے دن صبح سے شام تک قادیان میں بارش ہوتی رہی، جس کی وجہ سے منتظمین کو کافی دقت بھی ہوئی اور جلسہ کا انتظام مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک میں کرنا پڑا۔ شام کو اس خاتون نے بیعت کر لی اور ساتھ ہی کہنے لگیں کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری اس دعا کی قبولیت سے لوگوں کو اس قدر دقت ہوگی تو میں خدا سے کسی اور نشان کی درخواست کرتی۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ بارش سے تعلق رکھنے والا تائید الٰہی کا ایک بہت دلچسپ واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ ایک موقعہ پر بھاگل پور میں ایک تبلیغی جلسہ وسیع پیمانے پر منعقد ہونے والا تھا۔ سب تیاریاں عروج پر تھیں۔ حاضرین بھی بکثرت موجود تھے کہ اچانک ایک کالی گھٹا نمودار ہوئی اور بارش کے موٹے موٹے قطرے گرنے لگے۔ یوں لگتا تھا کہ بس دیکھتے ہی دیکھتے جل تھل ہو جائے گا اور تبلیغی جلسہ منعقد نہ ہو سکے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس تبلیغی نقصان کو دیکھ کر میں نے نہایت تضرع سے یوں دعا کی کہ اے خدا! یہ ابر سیاہ تیرے سلسلہ حقہ کی تبلیغ میں روک بننے والا ہے، تو اپنے کرم سے اس امڈے ہوئے بادل کو برسنے سے روک دے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا عجیب کرشمہ دکھایا۔ امڈا ہوا بادل فوراً پیچھے ہٹ گیا اور ہمارا تبلیغی جلسہ نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔

❋

اس جگہ مجھے ایک اور مجاہد اسلام حضرت مولانا رحمت علی صاحب مرحوم، مبلغ انڈونیشیا کا ایک واقعہ یاد آگیا۔ آپ پاڈانگ شہر کے محلہ یاسر مسکین میں رہتے تھے۔ علاقہ کے اکثر مکانات لکڑی کے اور بالکل ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے۔ ایک مرتبہ اتفاقاً اس محلہ میں آگ لگ گئی جو ارد گرد کے مکانات کو راکھ بناتی ہوئی آپ کی رہائش گاہ کے قریب پہنچ گئی حتیٰ کہ اس کے شعلے آپ کے مکان کے چھجے کو چھونے لگے۔

یہ نازک صورت حال دیکھ کر احباب نے پُرزور اصرار کیا کہ آپ مکان کو فوری طور پر خالی کر دیں۔ لیکن آپ نے پورے یقین اور وثوق سے فرمایا:

"یہ آگ انشاء اللہ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ یہ مکان اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک غلام اور مجاہد فی سبیل اللہ کی رہائش گاہ ہے اور حضور سے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ

"آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے"

راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولانا رحمت علی صاحب ابھی یہ بات کر ہی رہے تھے کہ اچانک بادل امڈ آئے اور موسلادھار بارش شروع ہوگئی جس نے آناً فاناً اس آگ کو بالکل ٹھنڈا کر کے رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت نے آگ کو واقعی مسیح محمدیؐ کے غلام کا غلام بنا دیا!

خدا تعالیٰ کی قدرتوں کی کوئی انتہاء نہیں۔ ہر چیز اس کے اشارہ پر حرکت کرتی ہے۔ اس واقعہ میں موسلادھار بارش نے اچانک برس کر تائید الٰہی کا نمونہ دکھایا۔ اب ایک اور واقعہ سنئے جس میں اس کے برعکس ظہور میں آیا اور بہت ہی غیر معمولی حالات میں بارش اچانک رک کر میدان تبلیغ میں خدائی تائید و نصرت کا نشان بن گئی۔

حضرت مولانا رحمت علی صاحب مرحوم ایک بار اسی شہر پاڈانگ میں ہالینڈ کے ایک عیسائی پادری سے اسلام اور عیسائیت کے بارہ میں تبلیغی گفتگو کر رہے تھے جسے سننے کیلئے لوگ بکثرت وہاں جمع تھے۔ اسی اثناء میں اچانک موسلادھار بارش شروع ہوگئی۔ اس علاقہ میں یہ معمول ہے کہ جب بارش شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے مسلسل برستی رہتی ہے اور رکنے کا نام نہیں لیتی۔

تبلیغی گفتگو میں جب وہ پادری دلائل کے میدان میں عاجز آگیا تو اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کیلئے اچانک یہ عجیب و غریب مطالبہ کر ڈالا کہ اگر واقعی عیسائیت کے مقابل پر تمہارا مذہب اسلام سچا ہے تو ذرا اپنے اسلام کے خدا سے کہنے کہ وہ اپنی قدرت کا کرشمہ دکھائے اور اس موسلادھار بارش کو اسی وقت بند کر دے۔ بظاہر اس پادری نے اپنے زعم میں ایک ناممکن بات کا مطالبہ کیا اور بارش کے معمول پر قیاس کرتے ہوئے اسے کامل یقین ہوگا کہ ایسا ہرگز نہ ہو سکے گا۔ لیکن دنیا نے اس موقع پر خدائی غیرت اور تبلیغی میدان میں تائید الٰہی کا ایک حسین کرشمہ دیکھا۔ پادری کے مطالبہ کرتے ہی حضرت مولانا موصوف نے اپنے زندہ خدا پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے بڑی پُراعتماد اور جلالی آواز میں بارش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"اے بارش! تو اس وقت خدا کے حکم سے تھم جا اور اسلام کے زندہ اور سچے خدا کا ثبوت دے!"

اسلام کے قادر و توانا اور زندہ خدا پر قربان جائیے کہ ابھی چند منٹ بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ موسلادھار بارش خلاف معمول تھم گئی اور وہ پادری اور سب حاضرین اللہ تعالیٰ کے اس عظیم نشان پر انگشت بدنداں رہ گئے!

حقیقت یہ ہے کہ زمین و آسمان کی ایک ایک چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اور جب بھی اس کی قدرت اور مشیّت تقاضا کرتی ہے یہ سب اشیاء خواہ وہ آسمان میں ہوں یا زمین پر، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشان کے طور پر ظاہر ہو کر ازدیادِ ایمان کا موجب بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ان سب مظاہر کو میدان تبلیغ میں صدقِ دل سے اترنے والوں کیلئے اس رنگ میں مسخر کر دیتا ہے کہ وہ قدم قدم پر اس کی تائید و نصرت میں جلوہ نمائی کرتے ہیں۔ بارش کا برسنا بھی نشان بن جاتا ہے اور اس کا رُکنا بھی۔ اسی طرح آگ لگنا بھی اور اس کا بجھنا بھی۔

اس ضمن میں جزائر فجی کے ابتدائی مبلغ مکرم شیخ عبدالواحد صاحب مرحوم کا بیان کردہ ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ جب فجی کے ایک شہر "با" میں احمدیہ مشن کی شاخ کھولنے کا فیصلہ کیا گیا تو وہاں بہت شدید مخالفت شروع ہو گئی۔ مخالفین کے ایک سرغنہ ابو بکر کویا نے اعلان کر دیا کہ اگر احمدیوں نے اس جگہ پر اپنا مشن بنایا تو ہم اسے جلا کر راکھ بنا دیں گے۔ باوجود حفاظتی انتظامات کے ایک رات واقعی اس شخص نے احمدیہ مشن کے ایک حصہ پر تیل چھڑک کر آگ لگا دی۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ہمیں پتہ لگنے سے پہلے ہی وہ آگ بغیر کوئی خاص نقصان پہنچانے کے خود بخود بجھ گئی۔ اشاعت اسلام کے مرکز کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص تصرف سے نقصان سے بچا لیا لیکن دوسری طرف اس کی گرفت نے یہ کرشمہ دکھایا کہ اس واقعہ کے چند دن بعد احمدیہ مشن کو آگ لگانے والے ابو بکر کویا کے مکان کو اچانک آگ لگ گئی اور آگ بجھانے کی ہزار کوشش کے باوجود اس کا رہائشی مکان سارے کا سارا اس کی آنکھوں کے سامنے جل کر راکھ کا ڈھیر بن گیا!

❀

تبلیغی میدان میں رونما ہونے والے تائید و نصرت الٰہی کے ان واقعات میں سے گزرتے ہوئے بار بار یہ حقیقت روشن تر ہوتی چلی جاتی ہے کہ تبلیغ حق کرنے والے خدا تعالیٰ کو اس قدر عزیز اور محبوب ہو جاتے ہیں کہ خالق کائنات اپنے ان فداکاروں کے لئے معجزانہ قدرتیں دکھاتا ہے اور نشان نمائی کے ذریعہ قدم قدم پر ان کی دستگیری کرتا اور دین حق کی صداقت کو ثابت کرتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے خاص لطف و کرم سے کس طرح تبلیغ کرنے والوں کو نوازتا ہے اور معجزانہ رنگ میں ان کی مدد کرتا ہے اس کی متعدد مثالیں مکرم حاجی عبدالکریم صاحب مرحوم آف کراچی کے ایمان افروز تبلیغی حالات میں ملتی ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نڈر اور پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ فوجی ملازمت کے دوران مصر میں کافی عرصہ قیام کیا۔ ان کی تبلیغی سرگرمیوں کی وجہ سے مقامی پادری نے ان کے افسر کے پاس شکایت کر دی۔ افسر نے انتقامی غرض سے ان پر حکم عدولی کا مقدمہ بنا دیا۔ فوجی قوانین میں ایسی صورت میں کم از کم چھ ماہ قید کی سزا تو یقینی ہوتی ہے۔ بات غیر احمدی مخالفین تک پہنچی تو انہوں نے طنز اً کہنا شروع کر دیا کہ دیکھنا اب انہیں "تمغۂ حُسنِ کارکردگی" ملے گا۔

بالآخر معاملہ عدالت میں پیش ہوا۔ معمولی سی سماعت کے بعد جج نے کہا کہ میں تم کو مجرم قرار دیتا ہوں اور۔۔۔۔۔۔ ابھی فقرہ مکمل نہیں ہوا تھا کہ عین اسی وقت کمرہ عدالت میں جج کے افسر اعلیٰ کا فون آگیا کہ اس مقدمہ میں فیصلہ مت سناؤ اور کاغذات میرے پاس لاؤ۔ افسر اعلیٰ نے سارا معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور فریقین سے الگ الگ ملاقاتیں کیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا کرشمہ دیکھئے کہ حضرت حاجی عبدالکریم صاحب احمدی کو افسر اعلیٰ نے فوری طور پر نہ صرف مقدمہ سے بری کر دیا بلکہ ترقی دے کر مراعات اور تنخواہ میں اضافہ کی ہدایت کی۔ دوسری طرف ان کے افسر پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے اس کا الاؤنس بند کر دیا اور عہدہ میں کمی کر کے میدان جنگ میں بھیج دیا۔

حضرت حاجی عبدالکریم صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی ترقی کا اور ان کا افسر اپنی تنزلی کا آرڈر لے کر بیک وقت کمرہ عدالت سے باہر نکلے تو ہر ایک فیصلہ سننے کا مشتاق تھا۔ عدالت کا فیصلہ سن کر کسی کو یقین نہ آتا تھا۔ اپنی توقعات کے بالکل برخلاف جب غیر احمدیوں نے عبدالکریم صاحب کی زبانی ان کی ترقی کی بات سنی تو سمجھے کہ حقیقت میں تو انہیں سزا ہوئی ہے لیکن شاید دماغی توازن ٹھیک نہیں رہا۔ الغرض حاسدوں اور بدخواہوں کی سب تمنائیں خاکستر ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص داعی الی اللہ کو اپنی تائید و نصرت کا مزید کرشمہ یہ دکھایا کہ غیر معمولی حالات میں واقعی ان کو حکومت کی طرف سے تمغۂ حُسن کارکردگی دیا گیا۔ حاجی عبدالکریم صاحب نے بیان کیا کہ جس تمغہ کا میرے غیر احمدی مخالفین طنزاً ذکر کیا کرتے تھے جب وہ تمغہ مجھے ملا تو تحدیث نعمت کے طور پر اسے اپنے سینے پر سجا کر، چند روز کی رخصت لے کر اپنے پرانے دفتر گیا اور انہیں تمغہ دکھلا کر کہا کہ دیکھو یہ ہے وہ تمغہ جو میرے قادر خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے!

❀

اسی تسلسل میں ممتاز مبلغ اسلام حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مبشر فاضل کا ایک واقعہ بھی یاد کرنے کے لائق ہے۔ جن دنوں آپ غانا میں تبلیغ اسلام کر رہے تھے ایک نوجوان نے مکہ مکرمہ سے واپس آکر یہ پراپیگنڈا شروع کر دیا کہ احمدی لوگ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ابھی نہیں ہوا۔

اس نوجوان سے ملنے کیلئے آپ صراحہ نامی گاؤں پہنچے جہاں اس کا قیام تھا لیکن وہ براہ راست بات چیت پر راضی نہ ہوا۔ مولانا موصوف نے اس گاؤں میں ایک شاندار جلسہ کیا اور علامات ظہور مہدیؑ پر جامع تقریر کی۔ آپ تو جلسہ کر کے واپس آگئے لیکن مخالفین نے قریہ بہ قریہ جلوس نکالنے شروع کر دیئے اور اپنی فتح کے روایتی نشان کے طور پر سفید کپڑے سروں پر باندھ کر اور سفید جھنڈے ہاتھوں میں لے کر ان الفاظ میں گانا شروع کر دیا کہ ہماری فتح ہوئی ہے۔ مہدی ابھی نہیں آئے کیونکہ زلزلہ نہیں آیا۔ مہدی ظاہر ہو گیا ہوتا تو زلزلہ ضرور آتا۔

مخالفین کا یہ مطالبہ ایسا تھا جسے کوئی انسان پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ہاں زمین و آسمان کا خالق و مالک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی قادر و توانا خدا نے اپنے سچے امام مہدی علیہ السام کی تائید و نصرت کیلئے یہ معجزہ دکھایا کہ چند دنوں کے اندر اندر سارے غانا میں شدید زلزلہ آیا اور وہی لوگ جو پہلے یہ کہتے تھے کہ مہدی ابھی نہیں آئے کیونکہ زلزلہ نہیں آیا۔ اب برملا دوتارے بجا بجا کر اعلان کرنے لگے کہ مسلمانوں کا مہدی آگیا ہے کیونکہ زلزلہ آگیا ہے۔

اللہ! اللہ! کیا شان دلربائی ہے کہ اپنے فرستادہ کی سچائی ظاہر کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے سرزمین غانا کو ہلا کر رکھ دیا اور اس طرح اپنی قدرت اور جبروت کا زندہ نشان عطا فرمایا جو بہتوں کیلئے ہدایت کا ذریعہ ثابت ہوا۔

❀

تبلیغ کا راستہ بہت ہی صبر آزما اور پر خطر راستہ ہے جس میں قریبی دوست بھی بسا اوقات دشمن بن جاتے ہیں۔ لیکن جو داعی الی اللہ اس راستہ پر اخلاص کے ساتھ گامزن ہو جاتے ہیں وہ گویا خدا تعالیٰ کی گود میں آجاتے ہیں۔ زمین و آسمان کا مالک، قادر و توانا خدا، خود ان کا محافظ بن جاتا ہے اور ایک ڈھال بن کر دشمن کے حملوں سے انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ غیر معمولی حالات میں خدا تعالیٰ کا دست قدرت اپنی تائید و نصرت کے کرشمے دکھاتا چلا جاتا ہے۔

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب مرحوم آف سکندر آباد نے اشاعت لٹریچر کے ذریعے تبلیغ کی غیر معمولی سعادت پائی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نے حضرت سیٹھ صاحب کی معجزانہ حفاظت کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے۔ آپ بیان کرتی ہیں کہ ایک بار حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو بمبئی کے علاقہ میں ایک تبلیغی مہم پر بھجوایا۔ خوب سرگرمی سے تبلیغی کام ہونے کے باعث آپ کی شدید مخالفت شروع ہو گئی اور آپ کے ہم قوم لوگوں نے آپ کو قتل کرنے کی سازش کی۔ آپ کو کھانے کی ایک دعوت پر مدعو کیا گیا اور مخالفین کا ارادہ یہ تھا کہ کھانے میں زہر ملا کر آپ کو ہلاک کر دیا جائے۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیگم کے دل میں ڈالا کہ اس دعوت میں شمولیت ٹھیک نہیں۔ براہ راست اطلاع دینے کی کوئی صورت ممکن نہ تھی اس لئے انہوں نے دُعا کی کہ خدا تعالیٰ ان کے شوہر کے دل کو اس دعوت میں شمولیت کرنے سے پھیر دے۔ آپ کی دردمندانہ دُعاؤں کے روحانی تار کا یہ اثر ہوا کہ مقلب القلوب خدا نے حضرت سیٹھ صاحب کے دل میں ڈالا کہ وہ اس دعوت میں شامل نہ ہوں۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور دعوت میں شمولیت کئے بغیر شام کو خیریت سے گھر پہنچ گئے۔

اس واقعہ کے تین سال بعد سازش کرنے والوں نے خود اعتراف کیا کہ اس روز ہم دعوت کے موقعہ پر ان کو جان سے مار دینا چاہتے تھے لیکن وہ دعوت میں شریک ہی نہ ہوئے اور اس طرح ایک پرجوش داعی الی اللہ کے خلاف دشمنوں کا سارا منصوبہ دھرے کا دھرا رہ گیا!

حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم کو پاک و ہند کے علاوہ غانا میں بھی خدمت اسلام کی توفیق ملی۔ غانا میں ایک بار آپ ایک تبلیغی سفر کے بعد کماسی واپس آرہے تھے کہ کار کا ٹائر پھٹ گیا۔ ٹائر بدل کر دوبارہ سفر پر روانہ ہوئے۔ بیس پچیس میل چلے ہوں گے کہ دوسرا ٹائر بھی پھٹ گیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اب آگے جانے کی کوئی صورت نہ تھی۔

آپ بیان فرماتے ہیں کہ اچانک جنگل میں سے دو آدمی نکل کر ہماری طرف بڑھنے لگے۔ ان کے ہاتھوں میں خنجر تھے۔ اور ان کا تعلق خونخوار قبائل سے معلوم ہوتا تھا۔ ان کے چہروں سے وحشت ٹپکتی تھی اور ان کے خنجر چاندنی رات میں خوب چمک رہے تھے۔ اس خوفناک حالت میں اللہ تعالیٰ نے ہوش و حواس قائم رکھنے کی توفیق دی۔ اپنے ساتھی عبدالواحد صاحب ریٹائرڈ پولیس آفیسر کے ذریعہ میں نے ان کو حالات بتا کر پوچھا کہ کیا آپ ہماری کچھ مدد کر سکتے ہیں؟

تبلیغی میدان میں اللہ تعالیٰ کی تائید کا کرشمہ دیکھئے کہ جو دشمن خنجر اُٹھائے ہمارا خون بہانے اور ہمیں لوٹنے کے ارادہ سے آئے تھے اللہ تعالیٰ نے انہی کے دلوں کو موم کر کے، ان کے دلوں میں ہمارے لئے محبت اور ہمدردی پیدا کر دی۔ وہ دونوں باپ بیٹا تھے۔ باپ نے ہماری بات سن کر

اپنے بیٹے کو کہا کہ ابھی دونوں ٹائر کندھے پر اُٹھاؤ اور قریبی گاؤں سے مرمت کروا کے لاؤ۔ اور جب تک بیٹا واپس نہیں آیا اس کا باپ جو ہمارے خون کا پیاسا بن کر آیا تھا اسی جنگل میں ہماری مہمان نوازی کرتا رہا۔ اس نے اپنی جھولی سے اناس نکالا اور اسی خنجر سے جس سے ہمیں مارنے کی نیت رکھتا تھا اناس کاٹ کر خود بھی کھایا اور ہمیں بھی کھلایا۔ جس محبت سے اس نے مہمان نوازی کی وہ ناقابل فراموش ہے۔ آخر رات کے ساڑھے تین بجے اس کا بیٹا دونوں ٹائر مرمت کروا کر لایا اور ہم اپنی منزل کیلئے روانہ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت نے قتل کے ارادہ سے آنے والے کو ہمارا مہمان نواز اور خادم بنا دیا۔

❋

حضرت مولانا غلام حسین صاحب ایاز مرحوم نے لمبا عرصہ سنگاپور میں تبلیغ اسلام کی سعادت پائی۔ جاپانیوں کے تسلّط کے زمانہ میں کسی شخص کو زبان کھولنے کی ہمت نہ ہوتی تھی مگر آپ بے دھڑک ہر جگہ تبلیغی کاموں میں مصروف رہتے اور دنیا حیران ہوتی تھی کہ آپ ان جاپانیوں کے ہاتھ سے کس طرح بچ جاتے ہیں۔

در حقیقت یہ سب اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا کرشمہ تھا جو ایک داعی الی اللہ کو قدم قدم پر نصیب ہوتی ہے۔

ایک بار سنگاپور کی ایک مسجد میں تقریر کرتے ہوئے ایک غیر احمدی مولوی نے یہ الزام لگایا کہ احمدی لوگ جس قرآن پر یقین رکھتے ہیں وہ مسلمانوں کے قرآن سے مختلف ہے۔ آپ نے اسی وقت بڑی جرأت کے ساتھ مجمع میں کھڑے ہو کر اس الزام کی پُر زور تردید کی۔ ملاؤں نے عوام الناس کو پہلے سے مشتعل کیا ہوا تھا۔ آپ کی بات سن کر بعض لوگوں نے وہیں پر آپ کو مارنا شروع کر دیا۔ اور اُدھ مؤا کر کے گھسیٹتے ہوئے مسجد کی سیڑھیوں تک لے گئے اور وہاں سے نیچے دھکیل دیا۔ آپ سر کے بل نیچے گرے جس سے آپ کے سر اور کمر پر شدید چوٹیں آئیں اور نیچے گرتے ہی آپ بے ہوش ہوگئے۔

آپ اسی طرح بے ہوشی کے عالم میں سڑک کے کنارے پڑے رہے۔ نہ کسی نے پولیس کو اطلاع کی نہ خود اٹھا کر ہسپتال پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت کا یہ کرشمہ دکھایا کہ حسن اتفاق سے ایک احمدی فوجی افسر کرنل تقی الدین احمد صاحب کا وہاں سے گزر ہوا۔ انسانی ہمدردی کے جذبہ سے سڑک کے کنارے ایک شخص کو مردے کی طرح پڑا دیکھ کر آپ نے اپنی جیپ روکی اور دیکھتے ہی پہچان لیا۔ فوری طور پر ہسپتال پہنچایا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر آپ کی جان بچائی ورنہ غیر احمدی دشمنوں نے تو اپنی طرف سے مار کر یہ یقین کر لیا تھا کہ ان کا کام تمام ہو چکا ہے۔

❋

حضرت مولانا محمد صادق صاحب ساٹری مرحوم اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اور معجزانہ حفاظت کا ایک اور ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہیں۔ یہ بھی اسی زمانہ کی بات ہے جب جنگ عظیم ثانی کے دوران جاپان نے اپنا تسلط انڈونیشیا تک وسیع کر لیا تھا۔ ان کے کامل اقتدار کا یہ عالم تھا کہ اپنی من مانی کارروائیاں کرتے۔ کسی کے متعلق ذرا سی بھی شکایت پہنچتی تو فوراً اس کی موت کا بہانہ بن جاتی۔ نہ کوئی تحقیق ہوتی نہ کوئی تفتیش۔ بس فیصلہ سنا دیا جاتا بلکہ عموماً فیصلہ سنانا بھی ضروری نہ سمجھا جاتا۔ فوراً ہی سزائے موت نافذ کر دی جاتی۔

آپ بیان فرماتے ہیں کہ دو شکایات کی بناء پر میرے متعلق جاپانی حکومت نے قتل کا فیصلہ کیا۔ اور مذکورہ بالا پس منظر میں نہ اپیل کی گنجائش تھی اور نہ بچنے کی کوئی امید ایک مومن اور مجاہد کا واحد سہارا اس کا خدا ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی گئی تو اس نے بذریعہ خواب یہ اطلاع دی کہ جاپانی حکومت اپنے برے انجام کو پہنچنے والی ہے۔ یہ خواب اپریل ۱۹۴۵ء کی ہے۔ چند ماہ کے اندر اندر ۱۴ اگست کو جاپانی حکومت نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس فیصلہ کا اعلان انڈونیشیا میں ۲۲ اگست کو ہوا۔

جاپانی حکومت کی شکست کے بعد حکومت جاپان کے کاغذات سے معلوم ہوا کہ ۲۳ اور ۲۴ اگست کی درمیانی رات ۶۵ آدمیوں کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا اور ان میں مولانا محمد صادق صاحب ساٹری کا نام سر فہرست تھا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا کرشمہ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس حکومت کو اپنا فیصلہ نافذ کرنے کی مہلت تک نہ دی اور اللہ تعالیٰ کے طاقتور دستِ قدرت نے ایک مجاہد فی سبیل اللہ کو کس طرح موت کے منہ سے بچالیا جب کہ موت کے سائے اس کے سر پر منڈلا رہے تھے اور فیصلہ کے نفاذ میں صرف چند گھنٹے باقی تھے!

❋

اس تسلسل میں مجھے ایک اور ایمان افروز واقعہ یاد آیا۔ میرے والد محترم حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری مرحوم بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک بار ایک احمدی دوست کے ساتھ ایک تبلیغی پروگرام سے رات کے وقت واپس کبابیر آ رہا تھا کہ جنگل میں سے گزرتے ہوئے یہ محسوس ہوا کہ جیسے جھاڑیوں میں کچھ حرکت ہے لیکن یہ سمجھ کر کہ شاید کوئی جانور ہو، زیادہ توجہ نہ دی۔ آگے گزر گئے تو تھوڑی دیر بعد دو دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں لیکن اسے بھی اتفاقی واقعہ سمجھ کر کچھ توجہ نہ دی گئی۔ بظاہر بہت معمولی سا واقعہ تھا جو یاد بھی نہ رہا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ یہ تو گویا موت کا سفر تھا جو اللہ تعالیٰ کی تائید کے سایہ میں حفاظت سے طے ہو گیا۔

کافی عرصہ بعد اس واقعہ کی اصل حقیقت معلوم ہوئی کہ کچھ معاندین احمدیت عرصہ سے مجھے قتل کرنے کی کوشش میں تھے۔ اس رات ان میں سے دو نوجوان بندوقوں سے مسلح ہو کر اور پوری تیاری کے ساتھ میری تاک میں جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں اور میرا ساتھی باتیں کرتے ہوئے جب ان کے پاس سے گزرے تو پہلے ان میں سے ایک نے مجھ پر بندوق چلائی لیکن نہیں چلی۔ پھر دوسرے نوجوان نے بندوق چلانے کی کوشش کی لیکن اس کی بندوق بھی نہ چل سکی۔ ہم دونوں ان قاتلانہ کوششوں سے کلیۃً بے خبر، اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور حفاظت کے سایہ میں آگے بڑھ گئے۔ ہمارے گزر جانے کے بعد جب ان دونوں نوجوانوں نے اپنی بندوقوں کو چلایا تو انہوں نے بالکل ٹھیک کام کیا۔ ان میں قطعاً کوئی خرابی نہ تھی۔ صرف یہ بات تھی کہ جب ان کا رخ دو مجاہدین اسلام کی طرف تھا تو اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر نے انہیں چلنے سے روک دیا!

❋

تبلیغی میدان میں تائید الٰہی کے یہ چند واقعات جو بطور نمونہ اس جگہ بیان کئے گئے ہیں ہر داعی الی اللہ کو یہ محکم یقین عطا فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی دعوت الی اللہ کا علم تھامے اس مبارک راستہ پر گامزن ہو جاتا ہے زمین و آسمان کا خدا، قدم قدم پر اسے اپنی غیر معمولی تائید و نصرت سے نوازتا ہے۔

یاد رہے کہ یہ واقعات ماضی کے قصے نہیں بلکہ ایک زندہ حقیقت کے طور پر آج بھی اکناف عالم میں پھیلے ہوئے مخلص داعیان الی اللہ کی زندگیوں میں جاری و ساری دکھائی دیتے ہیں۔ اسلام کا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ اس کے وعدے کبھی ماضی کا قصہ نہیں بنتے۔ پس آج یہ واقعات ہر احمدی کیلئے ایک دعوت عام کا رنگ رکھتے ہیں کہ وہ بھی تبلیغ کے مقدس میدان میں اُترے اور تائیدات الٰہی کے ایسے ایمان افروز جلووں سے اپنی زندگی کو منور کرے۔

جن واقعات کو پڑھ کر یا سن کر آج ہمارے خون کو ایک نئی حرارت اور ایمان کو جلا نصیب ہوتی ہے خدا کرے کہ اس قسم کے روحانی تجربات ہماری زندگیوں کا مستقل حصہ بن جائیں۔ اس سعادت کو پانے کا راز ہمارے پیارے آقا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں بتادیا ہے۔ اس ارشاد پر دل و جان سے عمل کرنا ہمارا فرض ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو! اور اے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالو! اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں۔ تم میں سے ہر ایک مبلغ ہے اور ہر ایک خدا تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہوگا۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو۔ کوئی بھی تمہارا کام ہو۔ دنیا کے کسی خطہ میں تم بس رہے ہو۔ کسی قوم سے تمہارا تعلق ہو۔ تمہارا اوّلین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاؤ اور ان کے اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو"۔ (خطبہ جمعہ ۲۵ فروری ۱۹۸۳ء)

احمدیت کی تائید میں چمکتا ہوا نشان

گزشتہ سال مارچ 1997 میں ایک وفد بذریعہ کار نیپال میں پرسونی جماعت میں گیا جس میں مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید بھی شامل تھے جب ہم لوگ گاؤں کے کنارے پر پہنچے تو کئی مولویوں نے گاؤں کے لوگوں کو بھڑکا دیا۔ گاؤں والوں نے اُن کے ساتھ مل کر ہماری گاڑی پر حملہ کر دیا اور گاڑی کی چابی چھین کر لے گئے۔

اسی سال ماہ اگست 1998 میں انہیں مولویوں میں سے دو مولوی رات ایک بجے ایک گھر میں زنا کرتے ہوئے پکڑے گئے گاؤں والوں نے بہت پٹائی کی جب گاؤں والوں نے دروازہ کھلوایا تو چارپائی کے نیچے وہ مولوی گھسا ہوا تھا۔ ایک مولوی تو بھاگ گیا۔ دوسرا پکڑا گیا۔ گاؤں والے تھانے پکڑ کر لے گئے اور تمام لوگوں کے سامنے پٹائی ہوئی اور اس کا چہرا متورم ہو گیا اس کے بعد اب تک وہ مولوی لاپتہ ہے دوسرے مولوی کو بھی گاؤں والوں نے مسجد میں آنے سے منع کر دیا۔ وہ مولوی اب دوسری جگہ نماز ادا کرتا ہے۔

یہ احمدیت کی تائید میں جیتا جاگتا نشان ہے۔ جس کے سینکڑوں لوگ گواہ ہیں کیا ہی خوب فرمایا ہے امام مہدی علیہ السلام نے۔

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہوگئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

(درثمین)

(محمد کلیم خان مبلغ سلسلہ نیپال)

مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب واقف زندگی (سابق انچارج مبلغ جماعت احمدیہ جرمنی)

آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر جب آخری زمانہ میں امتِ مسلمہ کی ناگفتہ بہ حالت کی علامات کا ذکر فرمایا توان میں سے ایک علامت آپؐ نے یوں بیان فرمائی۔ ان بنی اسرائیل تفرّقت ثنتین وسبعین ملّة وتفترق امّتی علی ثلاث وسبعین ملّة کلّهم فی النار الا ملّةً واحدةً قالوا: من هی یارسول اللّٰه ؟ قال: ما انا علیه واصحابی۔ رواہ الترمذی۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ رقم الحدیث ۱۷۱)

یعنی یقیناً بنی اسرائیل ۷۲ گروہوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت ۷۳ گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی اور تمام دوزخی ہوں گے سوائے ایک کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ایک کون سا گروہ ہوگا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس طریق اور راستہ پر ہوگا جن پر میں اور میرے صحابہ گامزن ہیں۔

آج امتِ مسلمہ کا ہر فرقہ اپنے آپ کو ناجی اور نجات یافتہ قرار دیتا ہے یاور دیگر فرقوں کو راہِ راست سے بھٹکا ہوا ٹھہراتا ہے اور اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مختلف من گھڑت باتیں پیش کرتا ہے۔ تاہم ایک حقیقی مسلمان کا فرض ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اس فرمان کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَکُلَّ شَیئٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلاً (بنی اسرائیل : ۱۳) یعنی اور ہم نے ہر ایک چیز کو خوب کھول کر بیان کر دیا ہے۔

لہٰذا یہ معلوم کرنے کیلئے کہ آنحضرت ﷺ کا کیا طریق تھا ہمیں سورہ یوسف کی آیت ۱۰۹ اس طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم ﷺ کو فرماتا ہے۔ قُل ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰه علی بصیرة انا ومن اتبعنی یعنی تو کہہ کہ یہ میرا طریق ہے میں تو اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت پر قائم ہوتے ہوئے میں بھی اور جنہوں نے میری پیروی اختیار کی۔

اب یہ آیت صاف طور پر بتاتی ہے کہ ما انا علیہ واصحابی سے کیا مراد ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کا طریق دعوت الی اللہ تھا۔ پس جو دعوت الی اللہ کا کام کرتا ہے وہی ناجی فرقہ ہے۔ الحمد للہ کہ تمام فرقہ ہائے اسلامیہ میں سے احمدیہ مسلم فرقہ ہی وہ فرقہ ہے جو اس قرآنی صفت کا حامل ہے یہی فرقہ قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع کر کے دنیا کے متعدد ممالک میں تبلیغی مشنوں کے قیام اور مساجد کی تعمیر کے ذریعہ منظم طریق پر دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے اور نجات یافتہ کہلانے کا مستحق ہے۔

الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ جرمنی کو دعوت الی اللہ کے اس فریضہ کو سرانجام دینے کی توفیق مل رہی ہے اور احباب و خواتین مختلف طریقوں سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچانے میں مصروف ہیں۔

جرمنی کے شہروں اور قصبات بلکہ دیہاتوں میں بھی تبلیغی سٹال لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم (جن کی جماعت احمدیہ ہی کو طبع کروانے کی توفیق ملی ہے) اور دیگر اسلامی لٹریچر رکھا جاتا ہے اور سٹالز پر آنے والوں کو ان کی زبانوں میں شائع کردہ تبلیغی ٹریکٹ اور پمفلٹ مفت دئے جاتے ہیں۔ ایک سال میں 35500 افراد نے سٹالز سے استفادہ کیا نیز اسلام میں دلچسپی لینے والوں کے پتہ جات لیکر ان سے مزید روابط پیدا کر کے ان کے سوالات کے جوابات دے کر ان کی تسلی کروائی جاتی ہے جس پر سعید روحیں بیعت کر کے اسلام کی آغوش میں آجاتی ہیں۔

۲۔ تبلیغی سٹالز کے علاوہ مختلف قومیتوں کے تبلیغی اجلاس منعقد کئے جاتے ہیں جہاں داعیان وداعیات الی اللہ اپنے واقف کار احباب و خواتین کو لیکر آتے ہیں جہاں مبلغین کی تبلیغی تقاریر کے بعد حاضرین و حاضرات کے سوالات کے جوابات دئے جاتے ہیں اور اختتام اجلاس پر انہیں تبلیغی لٹریچر پیش کیا جاتا ہے۔

۳۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جرمنی میں آمد پر جو سال میں دو تین بار ہو جاتی ہے سوال و جواب کی مجالس کی جاتی ہیں جو مختلف اقوام کیلئے علیحدہ علیحدہ منعقد ہوتی ہیں اور اس میں کثیر تعداد میں زیر تبلیغ افراد کو لایا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کی زبان سے جب حاضرین اپنے سوالات کے جوابات سے تسلی پاتے ہیں تو حضور انور ہی کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

۴۔ جماعت احمدیہ جرمنی نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام وفات عیسیٰ علیہ السلام اور ختم نبوت کی حقیقت یا فیوض محمدیہ اُمت میں جاری ہیں مسائل کے متعلق جن کتب احادیث اور ائمہ سلف کی کتب سے حوالہ جات دئے جاتے ہیں ان تمام کتب کے سیٹ مصر سے منگوا کر ریجنل مراکز میں رکھوائے ہیں اور غیر از جماعت افراد خصوصاً عربوں کو جب ان مسائل کی وضاحت اصل کتب سے دکھائی جاتی ہے تو سعید روحیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے اپنا دینی رشتہ استوار کر لیتی ہیں غالباً یہی وجہ ہے کہ عرب ممالک کے بعد یا عربی زبان بولنے والے ممالک کے بعد جرمنی میں ہی عرب بیعت کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے الحمد للہ علی ذالک۔

جرمنی کے شہر فرنکورٹ میں خصوصاً اور بعض دیگر شہروں میں عموماً ہر سال بک فیئر یا کتابوں کا میلہ لگتا ہے جس میں جرمنی کے علاوہ دیگر ممالک مصر۔ سعودی عرب۔ اردن۔ روس۔ امریکہ۔ برطانیہ۔ انڈیا۔ انڈونیشیا۔ چین۔ جاپان۔ غانا۔ مراکو۔ فرانس وغیرہ ممالک کے اشاعتی ادارے اپنی کتب کی نمائش کرتے ہیں۔

ان میلوں میں جماعت احمدیہ جرمنی بھی اپنی کتب اور لٹریچر کا سٹال لگاتی ہے جس میں اسلام کے متعلق جرمن لٹریچر خصوصاً اور دیگر زبانوں میں جماعت کا مطبوعہ لٹریچر رکھا جاتا ہے اور سٹال پر آنے والے افراد سے تبلیغی گفتگو کے علاوہ مفت کتابچے اور ٹریکٹ بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ امسال کے بک فیئر میں نو ہزار تبلیغی ٹریکٹ مفت زائرین نے حاصل کئے۔

امسال کے بک فیئر میں شعبہ اشاعت کے انچارج مکرم مولانا محمد الیاس صاحب منیر نے قرآن کریم کے تراجم کے سلسلہ میں اپنے پبلشرز اور ماہرین السنہ سے رابطہ کیا جو Lithuanian Latbian Estonian اور Bosnian زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کے سلسلہ میں جماعت سے تعاون کر سکتے ہیں۔

اپریل تا مارچ 97ء جماعت نے 631 اسٹالز لگائے جن سے 35500 غیر از جماعت افراد نے استفادہ کیا اور 500 سے زائد افراد کے ایڈریسز جماعتوں نے مرکز کو ارسال کئے اور ان مختلف اقوام کے افراد کے ساتھ بذریعہ خطوط اور ٹیلی فون رابطہ جات کئے گئے اور لٹریچر بھجوایا گیا۔

مختلف ملکوں اور قوموں سے تعلق رکھنے والے احباب کی بیعتیں

ا۔ البانین 11608 (۲) بوزنین 2344 (۳) عرب 110 (۴) ٹوگو 43 (۵) ترک 29 (۶) جرمن 36 (۷) نیپالی 1 (۸) میڈونین 14 (۹) فلسطین 4 (۱۰) معرلی 3 (۱۱) یوگوسلاوین 6 (۱۲) افغانی 1 (۱۳) بلغارین 9 (۱۴) صومالین 4 (۱۵) لائبیرین 1 (۱۶) بنگلہ 16 (۱۷) انڈین 1 (۱۸) اٹالین 1 (۱۹) پولش 1 (۲۰) کروشین 2 (۲۱) عراقی کرد 368 (۲۲) سیرین 4 (۲۳) ایتھوپین 3 (۲۴) امریکن 1 (۲۵) گیمبین 2 (۲۶) سری لنکا 2 (۲۷) اسپانین 1 (۲۸) پرتگالی 1 (۲۹) سلوئین 1 (۳۰) پاکستانی 21 (۳۱) نائجیرین 1 (۳۲) کینیا 1 (۳۳) ایرانی 3۔

مضمون نگار اور شعراء حضرات کی خدمت میں

مضامین نظمیں و رپورٹیں بھجوانے والے حضرات سے گذارش ہے کہ اپنی نگارشات کو بھجواتے وقت درج ذیل امور مدنظر رکھیں۔

☆- لکھائی خوشخط ہو شکستہ لکھائی والے مضامین کمپوز کرتے وقت بہت سی غلطیاں رہ جاتی ہیں۔

☆- اگر مضمون میں عربی عبارات ہوں تو ان کے اعراب ضرور لگائے جائیں۔

☆- آیات قرآنیہ احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب و خطبات نیز دیگر مصنفین کی کتب سے اقتباسات پوری احتیاط کے ساتھ نقل کئے جائیں نیز ان کے مکمل حوالے، صفحہ نمبر کتاب کا نام سن اشاعت مصنف کا نام ایڈیشن اور مطبع کا نام ضرور لکھیں اخبار کی صورت میں صفحہ نمبر اخبار کا شمارہ تاریخ ماہ اور سنہ نیز کہاں سے طبع ہوتا ہے ضرور لکھیں۔

☆- اکثر مضمون نگار غلط حوالے دے دیتے ہیں جو بسا اوقات یا تو ملتے ہی نہیں یا ادھورے ملتے ہیں اس سے ادارہ کا بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں آپ کا مضمون شامل اشاعت نہ ہو سکے گا۔

☆- جو کتب و اخبارات عموماً میسر نہیں ہوتیں ان کے حوالہ کی صورت میں اصل ٹائٹل و حوالہ کی فوٹو کاپی مضمون کے ساتھ ضرور بھجوائیں۔

☆- جملہ رپورٹیں جامع و مختصر ہوں غیر ضروری لمبی تفصیل سے احتراز کریں۔

☆- مضامین، خبریں و رپورٹیں صحیح معلومات اور کوائف پر مشتمل ہونی چاہئے۔ اگر کوئی امر حقیقت کے برعکس ہو تو اس کی تمام تر ذمہ داری مضمون نگار پر ہوگی۔

☆- جو دوست بیرون ممالک سے اپنی نگارشات (منظوم و منثور) بھجواتے ہیں ان سے عرض ہے کہ آئندہ اپنی جماعت کے امیر صاحب / صدر صاحب کی توسط سے بھجوایا کریں۔ بصورت دیگر ایسی نگارشات قابل اشاعت نہ ہوں گی۔

☆- اپنے مضامین یا نظموں کی نقول رکھ کر ادارہ کو بھجوایا کریں نا قابل اشاعت مسودات واپس بھجوانے کا ادارہ ذمہ دار نہیں ہوگا۔

امید ہے بدر میں شائع کرنے کیلئے اپنی نگارشات بھجوانے والے حضرات ان امور کی پابندی کرتے ہوئے ادارہ کے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔ (ادارہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِیقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تبلیغ اسلام

(از۔ مکرم مولوی محمد حمید کوثر صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان)

رسول اکرم سیدنا محمد ﷺ نے مسلمانوں اور اسلام کے متعلق بہت سی انذاری پیشگوئیاں فرمائی تھیں۔ لیکن افسوس مسلمانوں نے ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ اور اپنی دینی و دنیاوی حالت سدھارنے کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”لوگوں پر ایک ایسا (خراب) زمانہ آئے گا جب کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ اور قرآن مجید کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے“۔

(مشکوۃ کتاب العلم۔ الفصل الثالث)

حدیث کے ان الفاظ کو سامنے رکھتے ہوئے جب ہم تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں تو یہ بات نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ اُنیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں مسلمانوں کی دینی و دنیاوی سیاسی حالت بے حد خراب ہو چکی تھی۔ اُن میں سے اکثر کے مسلمانوں جیسے ناموں کے علاوہ اُن میں اسلام کا کچھ بھی باقی نہ رہا تھا۔ اس پر مزید یہ کہ دوسرے مذہب مسلمانوں کے اس انحطاط سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوششیں کر رہے تھے۔ وہ مذاہب جو کہ نسلی اور علاقائی نوعیت کے تھے انہوں نے عالمی مذہب بننے کی مہم شروع کر دی۔ مثلاً عیسائیت حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے اپنے قول کے مطابق صرف بنی اسرائیل کیلئے تھی۔ انجیل متی میں مسیح علیہ السلام کا یہ قول درج ہے ”کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا“ (۱۵/۲۴)

عیسائیوں نے اپنے آقا کے اس قول سے پہلو تہی کرتے ہوئے انہیں عالمی رسول بنانے کی کوششوں کو تیز سے تیز تر کر دیا۔ مسلمانوں کے علماء پادریوں کے مقابلہ سے کلیۃً قاصر تھے۔ اُس کی وجہ یہ تھی کہ پادری مسلمان کو کہتے تھے کہ مسیح ابن مریم واقعی زندہ ہیں۔ اور وہی مسلمانوں اور عیسائیوں کے اصلاح کیلئے آسمان سے اتریں گے۔ اور اس طرح نہایت خاموشی سے پادری مسیح ابن مریم کی افضلیت آنحضرت ﷺ پر ثابت کرنے کی کوششیں کرتے تھے۔ چنانچہ مسلمان اپنے اس مفروضہ عقیدہ کی وجہ سے ان کو کوئی جواب نہ دے سکتے تھے۔

مغربی اور انگریزی عیسائیوں نے ہندوستانی مسلمانوں سے سب کچھ چھیننے کے بعد ان کے دین اور روحانیت کو غصب کرنے کی مہم کا آغاز کیا۔ پادریوں کا دائرہ عمل ہندوستان تک ہی محدود نہ تھا۔ بلکہ اکثر اسلامی ممالک میں اسی قسم کی سازشوں کا جال بچھایا گیا تھا اور عیسائی پادریوں اور لیڈروں کو امید کی کرنیں نظر آنے لگیں۔ اور وہ بڑے بانگ و بلند دعوی کرنے لگے۔ اُن میں سے ایک مشہور امریکن پادری مسٹر جان ہنری بیروز نے اعلان کیا۔

”اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار آج ایک طرف لبنان پر ضوافگن ہے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کی چمکار سے جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ یہ صورت حال پیش خیمہ ہے اُس آنے والے انقلاب کا کہ جب قاہرہ دمشق اور تہران کے شہر خداوند یسوع مسیح کے خدام سے آباد نظر آئیں گے۔ حتیٰ کہ صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں بھی پہنچے گی۔ اُس وقت خداوند یسوع اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکہ کے شہر اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا اور بالآخر وہاں اس حق و صداقت کی منادی کی جائے گی کہ ”ابدی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور یسوع مسیح کو جانیں جسے تو نے بھیجا۔ (بیروز لیکچر صفحہ ۴۲)

اُس زمانہ میں ہندوستان میں عیسائیت کو جو کامیابی حاصل ہو رہی تھی اس کا اندازہ پنجاب کے لفٹننٹ گورنر چارلس ایچی سن کی ایک تقریر میں پائی جاتی ہے جو انہوں نے 1888ء میں کی تھی۔ انہوں نے کہا۔

”بعض ایسے لوگوں کو جنہیں اس طرف توجہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا یہ سن کر متعجب ہوں گے کہ جس رفتار سے ہندوستان کی معمولی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے اس سے چار پانچ گنا زیادہ رفتار سے عیسائیت اس ملک میں پھیل رہی ہے۔“

(دی مشنز بائی آر کلارک مطبوعہ لندن صفحہ ۲۳۴)

ایک طرف عیسائیت کا حملہ اور دوسری طرف ہندو متشدد فرقے بھی عیسائیت سے کم خطرناک نہ تھے وہ بھی مسلمانوں کو ارتداد کی ترغیب دیتے تھے۔ مسلمانوں کے علماء و زعماء ان حالات کو دیکھ رہے تھے۔ مگر اُن میں کچھ کرنے کی طاقت و قوت ہی نہ تھی۔ ان کے سینکڑوں فرزند اسلام کی آغوش سے نکل کر عیسائیت کی خطرناک غار میں جا رہے تھے۔ انہوں نے نظم و نثر کے ذریعہ ہی اپنے درد و الم کے اظہار کو کافی سمجھا۔ مثلاً الطاف حسین صاحب حالی نے لکھا :۔

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی
اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے
فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسلمانوں کے علماء و مشائخ و لیڈر اسلام کی اس افسوسناک حالت کو دیکھ کر آہ و بکا کر کے بیٹھ گئے۔ کوئی عملی قدم اٹھانے کی جرأت ہی نہ کی۔ لیکن حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے دشمنان کے حملوں کا صحیح اندازہ لگایا۔ اور اسلام کی سچائی اور حقانیت دوسروں پر آشکار و واضح کرنے کیلئے ایک طرف اللہ تعالیٰ کے حضور درد مندانہ دعائیں کرنے لگے اور دوسری طرف ٹھوس تدابیر سوچنے اور عملی منصوبے بنانے میں مصروف ہو گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں ۔

دن چڑھا ہے دشمنانِ دین کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار
فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتی اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دینِ مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

نیز آپ فرماتے ہیں :۔

”میں سولہ سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا ہوں اور اُن کے اعتراضوں پر غور کرتا ہوں۔ میں نے اپنی جگہ اُن اعتراضوں کو جمع کیا ہے جو عیسائی آنحضرت ﷺ پر کرتے ہیں۔ ان کی تعداد تین ہزار کے قریب پہنچتی ہے“۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۶)

اسلام کی دردناک حالت دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں جو درد و کرب تھا وہ مندرجہ ذیل روایت سے واضح ہو جاتا ہے حضرت مولوی فتح الدین صاحب دھرم کوٹی فرماتے ہیں کہ

”میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اکثر حاضر ہوا کرتا تھا اور کئی مرتبہ حضور کے پاس ہی رات کو بھی قیام کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ آدھی رات کے قریب حضرت صاحب بہت بیقراری سے تڑپ رہے ہیں اور ایک کونہ سے دوسرے کونہ کی طرف تڑپتے ہوئے چلے جاتے ہیں جیسے کہ ماہی بے آب تڑپتی ہے یا کوئی مریض شدت درد کی وجہ سے تڑپ رہا ہوتا ہے۔ میں اس حالت کو دیکھ کر سخت ڈر گیا اور بہت فکر مند ہوا۔ اور دل میں کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ اس وقت میں پریشانی میں ہی مبہوت لیٹا رہا۔ یہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ حالت جاتی رہی۔ صبح میں نے اس واقعہ کا حضور علیہ السلام سے ذکر کیا کہ رات کو میری آنکھوں نے اس قسم کا نظارہ دیکھا ہے کیا حضور کو کوئی تکلیف تھی یا درد گردہ وغیرہ کا دورہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ”میاں فتح دین کیا تم اس وقت جاگتے تھے ؟ اصل بات یہ ہے جس وقت ہمیں اسلام کی مہم یاد آتی ہے اور جو مصیبتیں اس وقت اسلام پر آرہی ہیں اُن کا خیال آتا ہے تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہو جاتی ہے اور یہ اسلام ہی کا درد ہے جو ہمیں اس طرح بے قرار کر دیتا ہے“

(سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۲۹)

اس دلی درد کی وجہ سے آپ نے دیگر مذاہب کا گہرا مطالعہ کیا اور اس دوران آپ عیسائیوں آریہ سماج۔ برہمو سماج کے اعتراضات کا بھرپور جواب دیتے رہے۔ جس سے منصف مزاج طبقہ پر اسلام کی صداقت بین و واضح ہوتی چلی گئی۔ اس قلمی جہاد کے دوران آپ کے دل میں یہ غیبی تحریک پیدا ہوئی کہ اسلام کی تبلیغ اور اس کی دوسرے مذاہب پر برتری ثابت کرنے کیلئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ چنانچہ آپ نے شہرہ آفاق کتاب ”براہین احمدیہ“ تصنیف فرمائی جس میں آپ نے فرمایا :۔

”میں جو مصنف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ مقابلہ جمیع ارباب مذہب اور ملت کے جو حقانیت فرقان مجید اور نبوت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے منکر ہیں اتماماً للحجۃ شائع کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کی فرقانِ مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ اسی کتاب مقدس سے اخذ کر کے کی ہیں اپنی الہامی کتاب میں سے ثابت کر کے دکھلا دے یا اگر تعداد میں اُن کے برابر پیش نہ کر سکے تو نصف اُن سے یا ثلث اُن سے یا ربع اُن سے یا خمس اُن سے نکال کر پیش کرے۔ یا اگر بکلی پیش کرنے سے عاجز ہو تو ہمارے دلائل کو نمبروار توڑ دے تو ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین منصف منقولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کر دیں کہ ایفاء شرط جیسا کہ چاہئے تھا ظہور میں آگیا۔ میں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دیدوں گا“۔

(اشتہار انعامی ملحقہ براہین احمدیہ)

براہین احمدیہ کا پہلا حصہ جب منظر عام پر آیا تو برصغیر کے باشعور مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ وہ اس کتاب کو دفاعِ اسلام کیلئے بطور ڈھال سمجھنے لگے۔ موقعہ کی ضرورت کو سمجھنے والے مسلمان علماء نے اس کتاب کی کھل کر تعریفیں کیں اور ان میں سے ایک محمد حسین بٹالوی بھی تھے جو کہ بعد میں جماعت کے دشمن بن گئے انہوں نے لکھا۔

”ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں۔۔۔“ (اشاعت السنۃ جلد ہفتم نمبر ۶)

”براہین احمدیہ“ کی تالیف پر ایک صدی سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن کسی مذہب کے علمبردار کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

تبلیغ اسلام کے سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بے شمار کارہائے نمایاں میں سے ایک اہم کارنامہ کسر صلیب ہے۔ ۱۸۹۰ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر یہ عظیم الشان انکشاف ہوا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام ایک عام انسان کی طرح وفات پاگئے ہیں۔ اور وہ کبھی بھی اس دنیا میں واپس نہیں آئیں گے۔ اس بارے میں آپ نے 20 مئی 1891ء کو پادریوں کے مقابل اشتہار شائع کروایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر انکشاف کیا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں اور اس قدر ثبوت میرے پاس ہیں کہ کسی منصف کو مانے بغیر چارہ نہیں۔ اس اشتہار میں آپ نے پادری صاحبان کو تبادلہ خیالات کی دعوت دی۔ مگر کوئی پادری آپ کے مقابلہ میں نہ آیا۔

تبلیغ اسلام کے ضمن میں آپ کا ایک اہم کارنامہ آپ کا وہ لیکچر ہے جو حضور علیہ السلام نے جلسہ مذاہب عالم کیلئے تحریر فرمایا اور 27 اور 29 دسمبر 1896ء کو بمقام لاہور ٹاؤن ہال پڑھ کر سنایا گیا” اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے عنوان سے شائع ہونے والا یہ مضمون تمام مذاہب کے مضامین پر آپؑ کی پیشگوئی کے مطابق بالا رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ

(باقی صفحہ 33 پر ملاحظہ فرمائیں)

دین اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، تمام عالم کیلئے اور تمام مخلوق خداوندی کیلئے کالے ہوں یا گورے، امیر ہوں یا غریب، حاکم ہوں یا محکوم بلا امتیاز سب کیلئے یکساں ہے۔ یہی وہ آخری پیغام ہے جس کی بنیادیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم صفی اللہ سے شروع کیں۔ اور حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تکمیل پذیر ہوئیں۔ اللہ جل شانہ نے آپ کو بتایا کہ اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللّٰہِ الْاِسلَامُ۔ اب دنیا میں دین سے مراد اسلام ہوگا۔ یہ دین غالب ہونے کیلئے ہے۔ کوئی بھی رکاوٹ اس دین کے پھیلنے میں حائل نہیں ہوگی۔ مخالف طاقتیں چاہے خارجی ہوں یا داخلی بیکار ہو جائینگی۔ هُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ (سورہ صف) کا مژدہ سنا کر اللہ تعالیٰ نے اس دین کی اہمیت ضرورت اور فوقیت کا اظہار فرمایا ہے۔ اور اُس عظیم الشان غلبے کی طرف اشارہ دیا، جو ملأ اعلیٰ میں لکھا جا چکا ہے۔ اور جو احادیث مبارکہ اور اقوال بزرگان سے عیاں ہے کہ یہ غلبہ جس کا ذکر قرآن حکیم کی اس آیت میں ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے۔ ہمارے دوسرے مسلمان بھائی بھی اس سے مفر کی گنجائش نہیں رکھتے ہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ وہ اُس عظیم مسیح و مہدیؑ کے منتظر ہیں۔ جس کا ذکر قرآن حکیم اور احادیث سے ثابت ہے اور جس کی تائید اولیاء اقطاب غوث اور علمائے ربانی کے اقوال سے ہوتی ہے۔

جماعت احمدیہ مسلمہ وہ خوش قسمت جماعت ہے جو حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود کی مصدق ہو کر "آخرین" کی صف میں شامل ہے۔ اے کاش! ہمارے دوسرے مسلمان بھائی اس بات کی معرفت حاصل کریں کہ وہ جس وجود کا انتظار کر رہے ہیں وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے رنگ میں ظاہر ہوئے ہیں۔ جن کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے ایسے مجاہدین کا انتخاب کر لیا ہے جو اپنے وجود کا ہر ذرہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور راستے میں قربان کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار بیٹھے ہیں۔ وہ اپنے فرض منصبی سے کبھی بھی غافل نہیں مذکورہ شعر جو ہم نے اِس مختصر سے مضمون کا موضوع چُنا ہے وہ احمدی مسلمانوں کے منصب و موقف کا آئینہ دار ہے۔ ساتھ ہی یہ مخالفین احمدیت کیلئے کافی مواد فراہم کرتا ہے اور ان کو دعوت فکر دیتا ہے کہ جس وجود کو تم لوگ کافر و کذاب کہتے نہیں تھکتے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کس قدر عاشق تھا کہ اپنی جان تک اس راہ میں قربان کرنے کیلئے تیار ہے۔ پس کیا جواز بنتا ہے ایسے عاشق صادق کو کافر کہنے کا؟ کذاب بولنے کا؟ پس خدا را ہوش کے ناخن لو۔ کہیں تم خود اِن زہر آلود تیروں کا شکار نہ بن جاؤ۔

تاریخ مذاہب شاہد ناطق ہے کہ مامور مِنَ اللّٰہ ہمیشہ باوجود سخت مزاحمتوں کے کامیاب و کامراں رہا ہے۔ جبکہ مخالفین ہمیشہ ناکام و نامراد۔ لیکن یہ کیا عجیب ماجرا ہے "بقول شما" کافر و کاذب ہر محاذ پر کامیاب ہے اور بزعم خویش تم صادق لوگ ہر محاذ پر ناکام ہو۔ تاریخ اس بات کو بھی دہراتی ہے کہ مامورین کا کام ہمیشہ مخالفین کے ذریعہ ہی پھیلا پھلا اور پھولا ہے۔ کیونکہ مخالفین ہمیشہ بے بنیاد باتوں کا سہارا لیتے رہے ہیں اور انہی کی تشہیر کرتے رہے ہیں اِس طرح لوگوں میں اصل حقیقت کو جاننے کی چاہت پیدا ہوئی ہے۔ اِس طرح مامور من اللہ کی صداقت عیاں ہوتی رہی ہے۔ یہ بات مانی ہوئی ہے کہ Every Action has a Reaction ہر عمل کا رد عمل ہوتا ہے لیکن مذاہب کی دنیا میں رد عمل ہمیشہ مثبت رہا ہے۔ آج جماعت احمدیہ مسلمہ کے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ردّ عمل مثبت ہے۔ جماعت کی تاریخ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ نہ صرف ماضی میں بلکہ اب بھی۔ جب صداقت کو منہ کے پھونکوں سے بجھانے اور طاقت سے دبانے کی سعی لاحاصل کی گئی وہ ناکام رہی ہے۔ مخالفین اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ہمیشہ محروم ہوتے رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد خدا تعالیٰ کی اس زمین پر گواہ ہے کہ اُس مولا کریم نے کبھی بھی اُن کے ساتھ بے وفائی نہیں کی۔ نہ ماضی میں اُن کو چھوڑا اور نہ حال میں۔ اور مستقبل تو اس قدر روشن ہے کہ انہی نفوس کے ذریعہ سے تمام دنیا میں علم اسلام بَر و بحر میں لہراتا ہوا نظر آئے گا۔ انشاءاللہ۔ یہی ہماری مستقبل کی اُمنگیں ہیں۔ ہم اپنے لئے نہیں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں اپنا تن دھن اور من قربان کرنے کی قسم کھا چکے ہیں۔ خدا کے فضل سے آج دنیا کے چپّے چپّے پر ایسے پاک نفوس آباد ہو گئے ہیں جو پہلے آنحضرتؐ کے دشمن تھے۔ لیکن اب درود بھیجتے نہیں تھکتے اور دنیا کا کوئی حصہ ایسا نظر نہیں آتا جو ایسے فدائین سے خالی ہو اور موضوع بالا کا صحیح مصداق نہ ہو۔

بھلا ایسے معجزات تائیدات اور نصرتوں کے ہوتے ہوئے ایک احمدی مسلمان اپنے فرض منصبی کو بھولنے یا چھوڑنے کی جسارت کیسے کر سکتا ہے؟ یہ ناممکن سی بات ہے کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ صادق کا ساتھ دینے والوں نے اُن کو چھوڑا ہو۔ ہاں ایسے لوگ جو بزدل، خود غرض اور ایمان کی حلاوت سے محروم ہوں وہی پیٹھ دکھاتے رہے ہیں۔ آج دنیا کے چپہ چپہ پر مسیح و مہدیؑ کے غلاموں نے اپنے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی میں علم اسلام کو اپنے ہاتھوں میں اس لئے تھاما ہے کہ یہ عَلَم سدا اونچا رہے۔ ریاست جموں و کشمیر کے حالات گذشتہ ایک دہائی سے نا مساعد ہیں اور ایسا ہونا ایک لازمی بات ہے۔ کیونکہ قوموں کی تاریخ سے عیاں ہے۔ جب بھی مسائل کا حل تلاش کیا گیا۔ تو امن ہوا۔ جب انسان کے بنیادی حقوق اس کو مل گئے تو تنفر اور دوئی مٹ گئی یہاں کے حالات بھی متقاضی ہیں کہ اصل مسائل کو حل کیا جائے اور اس میں انا کو دخل نہ ہو۔ بلکہ عدل ہو۔ حالات بے شک گمبھیر رہے اور ہیں لیکن کوئی بھی احمدی نہ اپنے منصب کو بھولا اور نہ ہی اپنے موقف سے ہٹ گیا وہ مجبور تھا اور ہے کہ اپنے موقف کی وضاحت کرے اور برملا کرے۔ اُس کے سامنے بلا شبہ بہت سارے چیلنج تھے اور ہیں لیکن وہ ہمیشہ کامیاب رہا اور انشاء اللہ رہے گا۔ گذشتہ حالات نے عام مسلمانوں کو احمدی مسلمانوں کی سیرۃ و صورت جاننے کا موقعہ فراہم کیا۔ اور اِس قسم کا واقعہ پہلے بہت کم نظر آتا ہے۔ نازک حالات نے اُن کو ایک دوسرے کے قریب کر دیا۔ اس کا منطقی نتیجہ یہی تھا کہ اُن لوگوں نے احمدیوں کو دیکھا، جماعت کا لٹریچر پڑھا۔ وہ پڑھ کر انگشت بدنداں ہوئے۔ کیونکہ یہاں تو معرفت الٰہی اور عشق رسولؐ سے پُر علم کلام اُن کو ملا۔ گذشتہ سال ہمارے دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے دوستوں نے کثرت سے جماعت احمدیہ کے خلاف زہریلا اور حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی کتب سے قطع و برید کر کے اپنے منشاء کے جملوں کا انتخاب کر کے شائع کردہ لٹریچر تقسیم کیا۔ کچھ یہاں سے شائع کیا اور کچھ باہر سے برآمد کیا۔ جگہ جگہ مُغلظات سے پُر بڑے بڑے پوسٹر چسپاں کئے۔ لیکن رد عمل جماعت احمدیہ کے حق میں ایسا مثبت اور خوشکن نکلا کہ حدِ استطاعت سے باہر لٹریچر کی مانگ بڑھ گئی اور حق کی تلاش میں کثرت سے لوگ احمدی مسلمانوں سے ملے اِس طرح سینکڑوں دوست جماعت میں داخل ہو گئے اور یہ سلسلہ جاری ہے فالحمدللہ علی فضلہ واحسانہ

اِس دوران ریاست جموں و کشمیر کو مختلف زونوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر زون میں نگران مقرر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اِن نگرانوں نے اپنے ساتھ کثیر تعداد میں داعین الی اللہ کو ملایا اِس طرح پہلے سے کئی گنا زیادہ کام ہوا۔ دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے دوستوں نے ایک طرف جماعت احمدیہ کے خلاف لٹریچر تقسیم کیا تو دوسری طرف بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے دوستوں نے دیوبندیوں اور اہلحدیثوں کے خلاف لٹریچر تقسیم کیا۔ اے کاش! ایسا نہ ہوتا اور علماء کرام یہ عہد کرتے کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہا جائے اور جہاں کسی بزرگ کی بات سمجھ نہ آئے وہاں انہی کے منشاء کو معلوم کر لیا جائے۔ یہ طریق کتنا اچھا ہے۔ اے کاش! مولوی صاحبان اس بات کی معرفت پا دیں۔

گذشتہ سالوں میں جو ایمان افروز واقعات گذرے ہیں اُن کا اظہار دلچسپی کا باعث ہوگا۔ چاہے یہ باتیں کسی کی سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں ہمیں اس میں اللہ تعالیٰ کا عظیم تر منشاء نظر آتا ہے۔ جب کشمیر میں حالات خُفتہ نے کروٹ لی اور ایک انقلابی صورت حال سامنے آئی۔ تو ہمارے محترم امیر صاحب نے تمام حالات اپنے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض ملاحظہ و جائزہ اور دُعا لکھے۔ جس کے جواب میں آپ نے "فی امان اللہ" کی دُعا دی۔ الحمدللہ آج تک ہم اِس دُعا کے اعجازی پہلوؤں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور اُس مولا کریم کے لطف و کرم کے مورد ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ خلافت حقہ کے الٰہی ہونے پر یہ ایک زبردست دلیل ہے۔

زندہ خدا کے زندہ نشانات ایسے لوگوں کو ہی دکھائے جاتے ہیں جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخمور ہوں۔ سابقہ بزرگان کی سیرۃ چشم بینا رکھنے والے دوستوں کی تشفی کیلئے کافی ہے اور اُن کیلئے ایک ایسی دلیل ثابت ہو سکتی ہے۔ جس کا انکار ممکن نہیں۔ وہ یہ کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق رکھنے والے جھوٹے نہیں سچے ہوتے ہیں۔ کافر و کذاب نہیں بلکہ سچے اور مومن ہوتے ہیں۔ ضائع ہونے کیلئے نہیں بلکہ دائمی زندگی پانے والے بن جاتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص اپنے دعویٰ عشق میں جھوٹا ہے اور وہ جیتا بھی ہے اور خدائے ذوالجلال و قہار جو حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے زبردست غیرت رکھتے ہیں اُس کی آبیاری کرتے ہیں۔ سچ کہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس عاشق صادق نے۔

پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر

جہاں تک زندہ نشانات کا تعلق ہے ہم میں سے ہر ایک نے اس کا بذات خود مشاہدہ کیا ہے اور اِس کثرت سے دوستوں نے نشانات بیان کئے ہیں جس کے لئے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ اگرچہ اختصاراً اوپر چند ایک کا ذکر ہوا ہے تاہم مزید چند ایک کا اظہار مناسب و موزوں ہوگا۔

حالات دگر گوں چلے آرہے تھے اور اسلام دشمن طاقتیں اندر اندر اسلام کے خلاف برابر زہر پھیلاتے رہے جس کا اعتراف یہاں کے بعض دانشوروں نے برملا کیا ہے۔ مسلمانوں کا ایسا نوجوان طبقہ جو مغربی تمدن کے زیر اثر آگیا وہ اسلام کو قصہ پارینہ گردانتا رہا۔ اور اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اگرچہ زبان سے گنگ ہیں لیکن عمل اُن کا عیاں ہے۔ خود ہمیں بھی اِس کا تجربہ اِس طرح ہوا کہ ایک دن مغرب زدہ اور کیمونزم کے زیر اثر چند نوجوان ہماری مسجد میں آئے۔ اور کچھ ایسے اعتراضات دہرائے جو مستشرقین کے اُس طبقہ نے اسلام پر کئے ہیں جو الٰہی بصیرت سے نا آشنا تھے۔ ایسے اعتراضات کا طومار انہوں نے دہرایا اور جوابات کی خواہش کی۔ یہاں پر موجود عملے نے ان نوجوانوں کی تواضع کی اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی روشنی میں اُن کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے۔ الحمد للہ وہ اس قدر مطمئن ہوئے کہ برملا اس بات کا اظہار کیا کہ ہمیں ۹۵٪ تشفی ہو گئی ہے۔ نیز یہ بھی دہرایا کہ دوسرے علماء سے ہمیں اطمینان نہیں ہوا۔ اِس طور جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کا طبقہ آہستہ آہستہ جماعت سے متعارف بھی ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام سے متاثر بھی۔ کیا اسلام کے دفاع میں کبھی دشمنوں نے بھی ایسا کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام نے کیا اور کرتے ہیں؟ یہاں اس بات کا اظہار ضروری ہے کہ کشمیر کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی ذہانت سے نوازا ہے۔ یہ بات کی تہہ تک پہنچنے کی خاص صلاحیت رکھتے ہیں۔ کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرتے ہیں۔ لٰہذا وہ معقول جواب پاکر مطمئن ہو گئے۔

ایک اور عجیب واقعہ اِس طرح گزرا۔ میں اپنے دفتر میں حسب معمول کام کرتا تھا۔ اتنے میں ایک اَدھیڑ عمر کی خاتون اپنے بیٹے، بہو اور پوتی کو ساتھ لائی اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ حال و احوال پوچھنے کے بعد ہم نے اُن سے آنے کی وجہ پوچھی چنانچہ وہ نہایت درجہ ملتجی ہوئی کہ ہماری یہ بچی T.D.C میں زیر تعلیم ہے لیکن کچھ دنوں سے اس پر کچھ ایسے دورے پڑنے لگے ہیں کہ یہ بال نوچتی اور کپڑے پھاڑتی ہے یہ کہہ کر وہ رونے لگے۔ اور کہا کہ ہمیں کہا گیا ہے کہ احمدی مسجد پر جاؤ تو یہ بچی ٹھیک ہو جائے گی۔ اب آپ ہی کچھ کریں۔ اس وقت آفس میں عزیز تلمیذ الرحمٰن صاحب بھی تھے جو اَب ڈنمارک میں ہیں۔ خدا انہیں سلامت رکھے۔

ہمارے لئے یہ عجیب آزمائش تھی لیکن سبق آموز آزمائش۔ ایک طرف ہمیں اپنے معاشرے خصوصاً ملا لوگوں پر افسوس ہوا کہ اس قوم کو کیا سے کیا بنادیا۔ کہیں بھوت پریت کا وہم لوگوں کے دلوں میں ڈالا اور کہیں جادو ٹونے کا ڈھونگ رچایا۔ اِس طرح اپنی تجوریاں بھرنے لگے اور غریب عوام کا استحصال کرتے رہے۔ دوسری طرف ہم نے دل ہی دل میں سوچا کہ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں ہم کچھ کرنے سے بے بس ہیں تاہم ہم نے پہلے اُن کی تواضع کی اور انہیں تسلی دلائی کہ بچی انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گی۔ لیکن ہمارے ساتھ وعدہ کرو کہ یہاں سے نکلنے کے بعد اِس بچی کو ڈاکٹر کے پاس لے چلو گے۔ چنانچہ عزیز تلمیذ الرحمٰن صاحب نے ایک Sycic ماہر ڈاکٹر کی نشان دہی کر دی۔ اور ہم نے انہیں تاکید کی کہ اُن کے پاس لے چلو۔ وہ یکزبان ہو کر کہنے لگے کہ ہم ڈاکٹروں، پیروں، فقیروں سب کے پاس گئے ہیں کچھ نہ بن سکا۔ اب یہاں آئے ہیں آپ لوگ کچھ کریں۔ ہم نے عرض کی کہ ہمارے ساتھ اتفاق کرو اور ہماری باتوں پر عمل کرو تو انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ وعدہ لینے کے بعد دوسری گذارش ہم نے اُن سے یہ کی کہ صدقہ کرلو۔ اس پر پھر وہ بولنے لگے صدقہ بھی ہم نے کیا۔ کیسے کیا؟ ہم نے پوچھا کہنے لگے بھیڑ ذبح کیا اور مولوی صاحبان کو کھانا کھلایا اور دُعا کرائی۔ ہم نے عرض کی کہ یہ صدقہ نہیں ہے صدقہ وہ ہوتا ہے جو غرباء یتیموں، بیواؤں اور مستحقین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پس اب اس طریق کو اپناؤ۔ تیسری گذارش ہم نے یہ کی کہ خود نمازوں میں رورو کر دُعا کر لیا کرو تو انشاء اللہ یہ بچی ٹھیک ہو جائے گی۔ چونکہ آپ لوگ اب یہاں آئے ہو۔ چلو سب مل کر دُعا کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے بارگاہ رب العزت میں مل کر نہایت عجز و بکاء کے ساتھ عرض کی کہ مولا کریم اس بچی کو شفاء عطا کر چنانچہ چند دنوں میں اُس بچی کی حالت درست ہوئی اور وہ لوگ خوش و خرم نظر آنے لگے۔ یہاں ہم نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کا سہارا لیکر اُن کی رہنمائی کی اور اللہ تعالیٰ نے اِس طریق سے اُن پر فضل فرمایا۔ اِس واقعہ کا علاقے پر ایک غیر معمولی اثر ہوا۔ اِس واقعے کے بعد کئی ایسے لوگ آئے جن کو اسلامی تعلیم کی رو سے علاج و معالجہ کرانے کی تاکید کی گئی اللہ تعالیٰ نے اُن سب کو شفاء دی اور حل مشکلات کیا۔ کیا یہ ہمارے بس کی بات تھی۔ قطعاً نہیں۔

ایک اور واقعہ اِس طرح پیش آیا، ایک روز ہمارے ایک مخلص نوجوان نے جو ایک زون کے نگران بھی ہیں مجھ سے یہ خواہش کی کہ فلاں علاقے میں جانا ہے۔ ہم وہاں گئے۔ علاقہ بہت دور تھا۔ وہاں لوگوں سے ملے اُن کی باتیں سنیں کچھ سنایا، مل کر خوشی ہوئی، کچھ دوست بیعت کر کے جماعت میں بھی داخل ہوئے واپسی پر اُن دوستوں نے ہمیں رخصت کیا اور منزل مقصود تک ساتھ دینے پر اصرار کیا۔ لیکن ہمیں اُن کو تکلیف دینا پسند نہ تھا۔ انہوں نے راستے کی رہنمائی زبانی کی۔ اور ہم اُن سے رخصت لیکر آگے بڑھنے لگے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ایک کُتا بھی اس علاقے سے ہمارے ساتھ لگ گیا اور برابر پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ کچھ میل چلنے کے بعد۔ آگے کئی پگڈنڈیاں تھیں۔ علاقہ چونکہ ہمارے لئے غیر مانوس تھا فطرتاً ہم سوچنے لگے کہ کس پگڈنڈی کو اپنایا جائے تاکہ منزل تک پہنچ جائیں۔ یہاں اس بات کا اظہار ضروری ہے کہ یہ منزل جس تک ہم پہنچنا چاہتے تھے۔ یہ وہ منزل تھی جہاں سے ہم اگلا لمبا سفر اختیار کرنے پر مجبور تھے۔ ہم آپس میں مشورہ ہی کر رہے تھے اتنے میں کیا دیکھا کہ وہی کُتا ایک پگڈنڈی پر دو زانوں بیٹھا ہے گویا وہ ہمیں یہی پگڈنڈی اپنانے کی ترغیب دے رہا تھا۔ ساتھی دوست نے کہا کہ کُتا بہت وفادار بھی ہوتا ہے اور واقف بھی اگرچہ یہ ہمارے لئے اجنبی ہے لیکن اِس کا اِس طرح ایک پگڈنڈی پر دو زانوں بیٹھنا خالی از مصلحت نہیں ہو گا۔ کیوں نہ ہم اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی کا ذریعہ سمجھیں۔

چنانچہ ہم نے وہی راستہ لیا۔ آگے کچھ دور جا کر ایک دوست ملا۔ اُن سے دریافت کرنے پر راستے کے صحیح ہونے کا پتہ لگا۔ اب ہم نے ایک طرف خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور دوسری طرف یہ فیصلہ کیا کہ اگلے گاؤں جا کر کُتّے کو کچھ روٹیاں کھلائیں۔ لیکن دیکھا تو کُتا درختوں کے جھنڈ میں نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ بظاہر یہ معمولی سا واقعہ ہے لیکن اس میں بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اے کاش دوست اس سے سبق لیں۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

تبلیغی وتربیتی رپورٹ صوبہ ہریانہ

بدر کے تبلیغی نمبر میں صوبہ ہریانہ کی مختصر تعلیمی وتربیتی رپورٹ ارسال خدمت ہے۔ (رپورٹ گزشتہ سال کی ہے)
اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہریانہ میں دو سالوں سے کام بہت اچھا چل رہا ہے ان دو سالوں میں ۱۲۹ بچوں کو نماز اور ناظرہ سکھانے کی توفیق ملی۔ ۴۰ بچوں کو قاعدہ یسرنا القرآن ختم کروایا گیا۔ ۳۰ بچوں کو قرآن کریم پڑھایا گیا۔ ۷ غیر مسلم مریضوں کا علاج کروایا گیا۔ ۲ بیوگان کا وظیفہ جماعت احمدیہ کی طرف سے لگوایا۔ ۴۰ طلباء کو کاپیاں اور کتب لے کر دی گئیں۔ ۴ طلباء کو مدرسۃ المعلمین قادیان میں داخلہ دلوایا۔ ۶۰ بچوں کو کتاب راہِ ایمان یاد کروائی۔ ۲۵۰ افراد کو قادیان کی زیارت کرنے کا موقعہ ملا۔ ۲۰ غیر مسلم غرباء کی مدد کی۔ ۸۰ غرباء کو گذشتہ سال حسب استطاعت مدد کی گئی۔ ہریانہ کی ۲ فیملیوں کو قادیان دارالامان میں رہ کر نماز اور قرآن سیکھنے کی توفیق ملی۔

۱۔ دو سال کے عرصہ میں ۱۳ مقامات پر ڈش لگوا کر حضور انور کے خطبات درس قرآن اور درس حدیث سنوانے کا انتظام کروایا۔

۲۔ گذشتہ سال ۴۰ افراد کو دہلی کی کانفرنس میں شمولیت کا موقعہ ملا۔

۳۔ گذشتہ ماہ محترم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم بطور انسپکٹر بیت المال تشریف لائے موصوف لازمی چندہ جات کے علاوہ وقف جدید کا بجٹ بھی بنا رہے تھے۔ جس میں اللہ کے فضل سے پہلی بار ہریانہ سے ۸۹ مجاہدین وقف جدید میں شامل ہوئے۔

۴۔ گذشتہ اجتماع پر ہریانہ کی والی بال اور کبڈی کی ٹیمیں قادیان گئیں اور نمایاں پوزیشن حاصل کی خدام و اطفال نے علمی پروگراموں میں بھی حصہ لیا اور انعام حاصل کیا۔ امسال اجتماع میں بھی ہریانہ سے والی بال اور کبڈی کی ٹیمیں شامل ہوئیں کل ۴۲ افراد نے شمولیت کی۔

۵۔ امسال اللہ کے فضل وکرم سے ۷ مقامات پر نماز عید پڑھائی گئی۔ جس میں مختلف مقامات کے لوگ شامل ہوئے۔

۶۔ عید کے موقعہ پر ۷ سرپنچ صاحبان کو ایک MLA اور ۷۰ دیگر معززین کو مٹھائی کا تحفہ دیا گیا۔

۷۔ S.D.M.-S.S.P.-D.C.-S.H.O-S.I. صاحبان سے ملاقات کر کے جماعتی لٹریچر پیش کیا گیا۔

۸۔ اللہ کے فضل سے گذشتہ ماہ ۵۴ بچوں نے راہ ایمان کا امتحان دیا۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۲ اضلاع کے ستر مقامات پر احمدیت کا پودا لگ چکا ہے دو مشن ہاؤس تعمیر ہو چکے ہیں۔

گذشتہ ماہ جماعت احمدیہ صوبری میں ایک بچہ فوت ہوا۔ بچہ کی وفات پر ۴ غیر از جماعت افراد نے کہا کہ اس آدمی کے قادیان جانے کی وجہ سے ان کا بچہ فوت ہوا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ چار افراد جب واپس جانے لگے تو راستہ میں ان کا ایکسیڈنٹ ہوا اور وہ کئی دن تک ہسپتال میں پڑے رہے۔

گور گڑھ کا ایک شخص احمدیت کے خلاف بہت بد زبانی سے کام لیتا تھا، اُسکو کئی بار منع کیا گیا کہ اگر اچھی بات نہیں کہہ سکتے تو بُری بھی نہیں کہنی چاہئے۔ مگر وہ باز نہ آیا، ایک دن ایکسیڈنٹ ہونے کی وجہ سے اُس آدمی کا جبڑا ٹوٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ مخالفین کو سمجھ عطا فرمائے۔ اور ہمیں احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق بخشے۔

(سغیر احمد بھٹی انچارج مبلغ ہریانہ)

والدین واقفین نو توجہ فرمائیں

واقفین نو بچے بچیوں کے والدین کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے وقف نو بچے بچی کا فوٹو اسٹیٹ برتھ سرٹیفکیٹ دفتر وقف نو قادیان کو بھجوائیں ساتھ ہی وقف نو میں منظوری کی چٹھی بھی بھجوائیں، جملہ واقفین نو کی فائلیں تیار کرنے کیلئے اس کی فوری ضرورت ہے امراء کرام صدر صاحبان سیکرٹریان وقف نو مبلغین و معلمین کرام سے اس سلسلہ میں خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(نیشنل سیکرٹری وقف نو بھارت)

تحریک دعوۃ الی اللہ اور اسکی عظیم برکات

مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج حیدر آباد

قسط 2 آخری

نیز آپ فرماتے ہیں:

"آج اگر دنیا کا ہر احمدی یہ عزم کر لے کہ اس نے اپنے نفس کی قربانی داعی الی اللہ کے رنگ میں خدا کے حضور پیش کرنی ہے اور خدا کی طرف بلانا ہے تو وہ انقلاب جو ہم سے دور بھاگتا ہوا نظر آرہا ہے آپ دیکھیں گے کہ وہ ایک مقام پر ٹھہر گیا ہے پھر وہ پلٹتا ہے پھر وہ آپ سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ آپ کی طرف جھپٹتا ہوا نظر آئے گا۔ تب کوئی نہیں کہہ سکے گا کہ ہم انقلاب کی طرف بڑھ رہے ہیں یا انقلاب ہماری طرف بڑھ رہا ہے... پس دوستوں کو چاہئے کہ وہ داعی الی اللہ بننے کا عزم کریں اور دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے" (خطبہ جمعہ ۲۸ جنوری ۱۹۸۳ء)

عزم سفر کی بات ہے ورنہ تو منزلیں
قدموں کے آس پاس ہیں دیکھا کرے کوئی

آپ فرماتے ہیں کہ:

یہ خیال کر لینا کہ مبلغ بننے کیلئے باقاعدہ جامعہ سے پاس ہونا ضروری ہے بڑی ہی بیوقوفی اور نادانی ہے۔ انسان اپنی حیثیت کو نہ پہچاننے کے نتیجہ میں یہ بات سوچتا ہے... تبلیغ کے نتیجہ میں علم خود بخود آجاتا ہے۔ پہلے علم حاصل کر کے تبلیغ کرنا بھی اچھی بات ہے۔ لیکن جس شخص کو یہ توفیق نہ ہو اور اکثر کو نہیں ہوتی ان کو انتظار کئے بغیر میدان میں کودنا پڑیگا اس سلسلہ میں دعا اصل چیز ہے...

نیز آپ فرماتے ہیں: میں ایک لمبا عرصہ تبلیغ کے کام سے منسلک رہا ہوں۔ میرا یہ تجربہ ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کسی بھی بڑے سے بڑے عالم کی کوشش ثمر آور نہیں ہوتی جب تک وہ بنیادی طور پر متقی اور دُعا گو نہ ہو اور بڑے بڑے ان پڑھ میں نے دیکھے ہیں جن کو دین کے لحاظ سے کوئی وسیع علم نہیں تھا لیکن ان کی باتوں میں نیکی اور تقویٰ تھا ان کو دُعاؤں کی عادت تھی وہ بڑے کامیاب مبلغ ثابت ہوئے اس لئے جو اصل ہتھیار ہے وہ تو ہر ایک احمدی کو مہیا ہے پھر وہ باقی چیزوں کا انتظار کیوں کرتا ہے ہاں! جب میدان تبلیغ میں وہ کودیں گے تو رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ خود ان کی تربیت فرمائے گا ان کے ذہنوں کو جلا بخشے گا۔ اس کے علم میں برکت ڈالے گا۔

(خطبہ جمعہ ۲۸ جنوری ۱۹۸۳ء)

اسی طرح سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۴ فروری ۸۳ء کو حٰمٓ سجدہ کی ۳۱ تا ۳۳ آیات کی تلاوت فرماتے ہوئے اس کی جو نہایت بصیرت افروز عارفانہ تفسیر بیان فرمائی اس کا خلاصہ یہ تھا کہ ربنا اللہ کا دعویٰ کرنے والوں پر کئی قسم کے ابتلاء آتے ہیں جن کے دوران صبر و استقامت دکھانا ہوتی ہے انہیں ثابت کرنا ہوتا ہے کہ ان کا انحصار کلیۃً اللہ پر ہے اور غیر اللہ سے مستغنی ہیں اس حالت میں جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں تو اللہ فرماتا ہے:

مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ۔

دیکھو! دیکھو! میرے ان بندوں سے زیادہ حسین ادعا دنیا میں کس کا ہو سکتا ہے۔ مصائب کے سارے ادوار سے گذرنے کے بعد پھر یہ میری طرف بلا رہے ہیں پہلے یہ کہا تھا کہ رب ہمارا ہے اب کہتے ہیں کہ اے دنیا والو! تم بھی اسی رب کے ہو جاؤ اپنے اس تجربہ کے بعد وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ہم تو ایسی عظیم الشان دولت پا چکے ہیں کہ دل بھڑک رہا ہے کہ کاش تمہیں بھی یہ دولت نصیب ہو۔ اس جوش اور جذبے کے ساتھ وہ خدا کے دین کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں... یہ ہیں وہ لوگ جو ربنا اللہ کہتے ہیں... جن پر خدا کے فرشتے نازل ہوتے ہیں... یہ ہیں وہ داعی الی اللہ جو ہمیں بننا ہوگا"

حضرات! ۱۰ر جون ۱۹۸۲ء کو خلافت رابعہ کا آغاز ہوا اور جنوری ۸۳ء میں ہمارے پیارے امام ـــ نے باقاعدہ طور پر دعوت الی اللہ کی بابرکت تحریک فرمائی جس پر والہانہ طور پر لبیک کہتے ہوئے اور ربنا اللہ کی صدائیں بلند کرتے ہوئے روح بلالی سے سرشار عالمگیر جماعت احمدیہ دعوت الی اللہ کے میدان جہاد میں اُتر پڑی جس کے نتیجہ میں دشمنان احمدیت کی صفوں میں کھلبلی مچ گئی اور معاندین حق و صداقت بوکھلا اُٹھے اور ربنا اللہ کے مقابل پر حکومت پاکستان کے جابر و ظالم حکمران جنرل ضیاء الحق کی پناہ میں داخل ہوئے چنانچہ جنرل ضیاء الحق نے بھی اپنی ڈگمگاتی ہوئی کرسی صدارت کو بچانے کیلئے پاکستانی ملاؤں کا خوب ساتھ دیا اور ۱۹۸۴ء میں ایک نام نہاد ظالمانہ صدارتی آرڈی ننس کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو اذان دینے۔ مسجد کو مسجد کہنے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے اور تمام قسم کی اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر پابندی لگا دی۔ یہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے قائم کردہ خلیفہ برحق کے خلاف ایک خوفناک سازش تھی اور یہ بھی مقصد تھا کہ احمدی دعوت الی اللہ سے باز آجائیں۔ ان حالات میں ہمارے پیارے آقا کو مجبوراً ہجرت کرنا پڑی اور آپ خدا کے فضل سے فرشتوں کی حفاظت میں لندن تشریف لے گئے اور دوسری طرف یہ کیسے ممکن تھا کہ احمدی دعوت الی اللہ سے رک جائیں۔ چنانچہ پاکستان میں احمدیوں کے خلاف مقدمات اور قتل وغارت کا ایک خونی باب شروع ہو گیا۔ کلمہ طیبہ لکھنے یا اس کے بیج لگانے۔ السلام علیکم کہنے یا اپنے مسلمان ہونے کے اظہار کے جرم میں ہزارہا کی تعداد میں احمدیوں کو تین تین سال کی قید کی سزائیں دی جانے لگیں اور ان اسیران راہ مولیٰ کے جذبہ استقامت کا یہ حال تھا کہ جیلوں کی کوٹھریوں میں بھی دعوت الی اللہ کر رہے تھے۔ درودیوار پر کلمہ طیبہ لکھ رہے تھے۔ با آواز بلند کلمہ کا ورد کر رہے تھے۔ اسیران راہ مولیٰ ان جیل خانوں میں مقید اپنے پیارے آقا کی خدمت میں جو خطوط لکھا کرتے تھے نمونۃً ان میں سے صرف ایک خط کا کچھ حصہ سناتا ہوں۔ جس کا ذکر حضور انور نے ۱۵ اپریل ۸۵ء کے خطبہ میں فرمایا تھا۔ اسیران راہ مولیٰ لکھتے ہیں:

"ہماری جیل میں آمد پر ہمارے خدام بھائیوں نے جب کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کا بلند آواز سے ورد کیا تو عجب سرور کی لہر دوڑ گئی۔ یہاں تو عجیب سماں ہے... کلمہ گو کلمہ کی خاطر قید کئے جا رہے ہیں اور دن رات کلمہ کا ورد کرتے ہیں... تہجد کی نمازیں ہو رہی ہیں... پھر تلاوت کی آوازیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ عجیب روحانی منظر ہے۔ پیارے آقا اس جرم کی سزا تین سال قید ہے سب خدام کہہ رہے ہیں... یہ تین سال قید تو کیا ہم تو اس کلمے کیلئے پھانسی کے پھندے کو بھی چوم کر قبول کریں گے۔"

عاشقوں کی شوق قربانی تو دیکھ
خون کی اس راہ میں ارزانی تو دیکھ
ہے اکیلا کفر سے زور آزما
احمدی کی روح ایمانی تو دیکھ

انہی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقعہ پر سیدنا حضور انور نے فرمایا تھا کہ:

"خدا کے فضل کے ساتھ جس شان کے ساتھ جماعت احمدیہ پاکستان نے استقامت کے نمونے دکھائے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مذاہب کی تاریخ میں شاذ ہی ایسے واقعات ہوئے ہونگے۔ آج ایک حیرت انگیز تاریخ بن رہی ہے۔ کبھی دنیا کی کسی قوم نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہوتی ہو اس شان کے ثبات قدم کے نمونے نہیں دکھائے جس شان کے ساتھ پاکستان میں جماعت احمدیہ دکھا رہی ہے۔"

معزز سامعین حضرات! دعوت الی اللہ کے میدان میں اس صبر و استقامت کے بدلے میں وعدہ الٰہی کے مطابق خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے کئی رنگ میں جماعت کی طمانیت کے سامان پیدا فرمائے دشمنوں کے منصوبے خاک میں مل گئے

چنانچہ احمدیت کی پہلی صدی کے آخری خطبہ جمعہ میں خوشخبری دیتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

"خدا کی حمد کے گیت گاتے ہوئے ہم انشاء اللہ اگلی صدی میں داخل ہونگے اور مجھے یہ دکھائی دے رہا ہے کہ اگلی صدی میں فضاء تبدیل ہونے والی ہے... اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اگلی صدی میں تم یہ نظارے دیکھو گے کہ عظیم الشان طاقتوں کے پہاڑ ریزہ ریزہ کر کے ہموار میدانوں کی طرح تمہارے سامنے بچھا دیئے جائیں گے اور احمدیت کی فتح کے گھوڑے اور اسلام کی فتح کے گھوڑے دندناتے ہوئے اُن کی چھاتیوں کے اوپر سے گذرتے ہوئے چلے جائیں گے اور پھر مزید اگلی دنیاؤں اور پھر مزید اگلی دنیاؤں کو فتح کرتے چلے جائیں گے"۔

(خطبہ جمعہ ۱۷ مارچ ۱۸۸۹ء)

چنانچہ ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو احمدیت کی پہلی صدی کی تکمیل ہو کر ہم احمدیت کی دوسری صدی میں داخل ہوئے اور اس کے ساتھ ہی عالمگیر جماعت احمدیہ کیلئے غیر معمولی فتوحات اور نشانات کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سلسلہ بڑی تیزی سے بڑھتا اور پھولتا پھلتا چلا جارہا ہے وقت کی رعایت سے تفصیلات کا موقعہ نہیں تحدیث نعمت کے طور پر اختصار کے ساتھ دعوت الی اللہ کے چند مزید شیریں ثمرات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرات! آپ کو یاد ہوگا کہ ۱۰ جون ۸۸ء کو ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کے تمام معاندین و مکذبین کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کی تائید میں نہایت عظیم الشان تائیدی نشانات ظاہر فرمائے۔ اس چیلنج کو جنہوں نے بھی جس جس رنگ میں قبول کیا۔ اسی رنگ میں کئی معاند عبرت ناک ہلاکت کا شکار ہوئے اور کئی ذلت و رسوائی کے گڑھے میں ہمیشہ ہمیش کیلئے اُتار دیئے گئے۔ اس مباہلے کے چیلنج میں معاندین احمدیت کے گروہ کے سربراہ کی حیثیت میں پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق تھے۔ جس کو مخاطب کرتے ہوئے سیدنا حضور اقدس نے فرمایا تھا کہ:

"جماعت احمدیہ کا ایک مولیٰ ہے اور زمین و آسمان کا خدا ہمارا مولیٰ ہے۔ خدا کی قسم جب ہمارا مولیٰ ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ خدا کی تقدیر تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی۔ تمہارے نام و نشان مٹا دیئے جائیں گے اور تمہیں دنیا ہمیشہ ذلت اور رسوائی کے ساتھ یاد کریگی۔"

چنانچہ آج دنیا گواہ ہے کہ موجودہ زمانے کا یہ فرعون جس نے الٰہی جماعت کو دعوت الی اللہ کے فریضہ سے روکنا چاہا تھا اور جو جماعت احمدیہ کو دنیا کیلئے نعوذ باللہ کینسر سے تعبیر کرتا تھا اور یہ عزم لیکر کھڑا ہوا تھا کہ میں نہ صرف پاکستان سے بلکہ ساری دنیا سے احمدیت کے کینسر کو اُکھاڑ پھینکوں

گا۔ یہ فرعونِ زمانہ ۱۷ اگست ۸۸ء کو اپنے تمام لاؤ لشکر کے ساتھ ہوائی جہاز کے حادثہ سے اس رنگ میں ہلاک ہوا کہ فضاء آسمانی میں ہی اس کی لاش پارہ پارہ ہو گئی اور اس کے وجود تک کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔

حضرات! یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے
قرآن کریم گواہی دیتا ہے کہ فرعون موسیٰ کو تو اللہ تعالیٰ نے اتنی مہلت دیدی تھی کہ وہ مرنے سے قبل موسیٰ اور اُس کے خدا پر ایمان لے آیا تھا جس کی وجہ سے وعدہ الٰہی کے مطابق آج تک بھی عبرت کے نشان کے طور پر اس کی لاش محفوظ ہے لیکن مسیح مہدیؑ کے زمانہ کے اس فرعون کو اتنی بھی مہلت نصیب نہ ہوئی اور خدائے غیّور و منتقم نے اس کی خاک اُڑا کر رکھ دی اور سیدنا حضور پُر نور کی ایک نظم جس کا یہ شعر جو در حقیقت پیشگوئی کا رنگ رکھتا تھا بڑی صفائی سے پورا ہوا۔ آپ فرماتے ہیں ؎

ہمیں مٹانے کا زعم لیکر اُٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اُڑا دے گا خاک اُنکی کرے گا رسوائے عام کہنا

معزز حضرات! سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسے وقت میں جبکہ دنیا آپ کے نام تک سے ناواقف تھی اور آپ گوشہ تنہائی میں زندگی بسر فرما رہے تھے آپ کو مخاطب کر کے یہ عظیم الشان وعدہ فرمایا تھا کہ:
"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

حضورؑ کا یہ الہام کئی پہلوؤں سے اب تک کئی بار پورا ہو چکا ہے لیکن دعوت الی اللہ کے اس عظیم دور میں جس نمایاں شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جب دعوت الی اللہ کی مبارک تحریک فرمائی تو آغاز میں پہلے سے رائج ذرائع کے علاوہ آڈیو اور ویڈیو کیسٹس کے ذریعہ دعوت الی اللہ کو وسعت دینے کی طرف آپ توجہ دلاتے رہے۔ جس کے عظیم نتائج بر آمد ہوتے رہے۔ حتیٰ کے تاریخ احمدیت میں وہ دن طلوع ہوا کہ جب احمدیت کی دوسری صدی کا پہلا خطبہ جمعہ جو حضور اقدس نے اسلام آباد میں ارشاد فرمایا تو اس کی خاص خوبی یہ تھی کہ اس خطبہ کو سٹیلائٹ ہک اَپ Hook Up کے ذریعہ جرمنی اور ماریشس کی جماعتیں براہ راست سننے کا شرف حاصل کر رہی تھیں اور پھر رفتہ رفتہ ایسا دور بھی آیا کہ جب ساری دنیا کی جماعتیں اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بصیرت افروز خطبات ڈش انٹینا کی مدد سے دیکھنے اور سننے کیلئے ایک جمعہ کے بعد دوسرے جمعہ تک بڑی بیقراری سے انتظار کیا کرتی تھیں اور پھر ۷ جنوری ۱۹۹۴ء سے تو خدا تعالیٰ کے فضلوں کا نزول سارے عالم احمدیت پر دن رات شروع ہو چکا ہے۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی روزانہ کی نشریات کے ذریعہ کل عالم میں حقیقی اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا اعلان ہو رہا ہے ؎

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

لاریب یہ ایسا عظیم الشان وسیلہ ہے کہ جس کے ذریعہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام ہر آن بڑی شان سے پورا ہو رہا ہے کہ:
"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

آج خدا کے فضل سے اسی M.T.A کے ذریعہ داعین الی اللہ کے ٹریننگ سنٹر سارے عالم میں احمدیوں کے گھر گھر کھل چکے ہیں۔ جس کے بالخصوص ملاقات پروگرام میں حضور انور بنفس نفیس ہر قسم کے دینی علمی اور تحقیقی سوالات کا تشفی بخش جواب دیتے ہیں اور ہر جمعہ کا خطبہ براہ راست ٹیلی کاسٹ ہوتا ہے۔ درس القرآن اور دیگر پروگراموں میں ہر روز اپنے پیارے امام کی دید کے سامان ہو گئے ہیں۔ بس TV آن کرنے کی ضرورت ہے جس کے ساتھ ہی روحانی برکات اور مائدہ کا آسمان سے نزول شروع ہو جاتا ہے۔ ہمارا یہ جلسہ سالانہ جس کے تتبع میں ساری دنیا میں جلسے ہوتے ہیں اس کی اس شان کے تو آپ خود چشم دید گواہ ہیں کہ لندن میں تشریف فرما ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ نے اس جلسہ کو خطاب فرمایا اور کل عالم اس روح پرور نظاروں سے فیض پا رہا ہے گویا M.T.A کی برکت سے ہمارا جلسہ کل عالم میں ایک وحدت کا نشان بن چکا ہے۔ شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کے فرق مٹ چکے ہیں اور یہ ساری برکات ایسی ہیں جنہیں اب دنیا کی کوئی طاقت ہم سے چھین نہیں سکتی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۵/ اپریل ۱۹۸۵ء کو جلسہ سالانہ برطانیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"اب آسمان سے جب خدا کی رحمتوں کی بارش ہو تو چھتریاں تو اس کو روک نہیں سکتیں۔ سائبان تان کر بھی کبھی آسمانی بارشوں کی راہ میں کوئی حائل ہوا ہے۔ اُن کی چھتریاں بھی بے کار گئیں۔ احمدیت کے فضلوں کے نازل ہونے کی راہ میں اُن کے سائبان جو انہوں نے تانے وہ بھی سارے بیکار ثابت ہوئے اگر کنکریٹ کی چھتیں یہ تعمیر کر سکتے ہیں تو ساری دنیا میں تعمیر کریں مگر خدا کی قسم آسمان سے نازل ہونے والا فضل چھتیں پھاڑ کر بھی آپ پر نازل ہوتا رہے گا اور ہمیشہ نازل ہوتا رہے گا اور ہمیشہ نازل ہوتا رہیگا۔ اور ہر کوشش کے بعد بڑھے گا اور ہر ظلم کے بعد زیادہ ہو گا اور ہر روک آپ کی ترقی کی رفتار کو تیز سے تیز تر کرتی چلی جائیگی آپ دنیا کے فضلوں کے وارث بنانے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ خدا کے فضلوں کو محروم کرنے والا کوئی پیدا نہیں ہوا۔

عالمی بیعت

حضرات! دعوت الی اللہ کے موجودہ دور کے شیریں ثمرات میں سے ایک عظیم الشان شیریں پھل عالمی بیعت کی تقریب سے تعلق رکھتا ہے یہ مبارک تقریب دنیا میں پہلی بار انگلستان کے جلسہ سالانہ ۹۳ء کے آخری روز یکم اگست کو منعقد ہوئی تھی جس میں دو لاکھ چار ہزار سے زائد افراد بیک وقت سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے۔ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے مختلف رنگ و نسل اور اقوام سے تعلق رکھنے والے یہ افراد مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ اس تقریب میں شامل تھے اس پہلی تاریخ ساز بیعت کے بعد یہ سلسلہ آگے سے آگے بڑھتا جا رہا ہے چنانچہ اس سال انگلستان کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جب اس تقریب سعید کا انعقاد ہوا تو پچھلے ایک سال میں احمدیت میں داخل ہونے والے ۱۶ لاکھ دو ہزار افراد نے اس عالمی بیعت میں حصہ لیا۔ ساری دنیا میں مواصلاتی نظام سے منسلک بیعت کنندگان اپنی اپنی زبان میں بیعت کے الفاظ دہرا کر عالمی وحدت کا فقید المثال منظر پیش کر رہے تھے جو نہایت روح پرور اور ایمان افروز تھا۔ حضرات! جب سے دنیا بنی ہے اس وقت سے آج تک ایسا واقعہ رونما نہیں ہوا کہ وقت واحد میں ۱۶ لاکھ سے زائد نفوس حق و صداقت کی خاطر ایک ہاتھ پر جمع ہو رہے ہوں۔

جماعت احمدیہ ساونت واڑی (مہاراشٹر) کے دار التبلیغ کا افتتاح

اور آزادی کی گولڈن جوبلی پر شاندار جلسہ

جماعت احمدیہ شیرلہ ساونت واڑی کے دار التبلیغ کا افتتاح ۱۴/ اگست ۱۹۹۸ء کو بعد نماز جمعہ عمل میں آیا۔ خاکسار ہیر یکر عبد الشکور نے اجتماعی دُعا کرانے سے پہلے جماعت ساونت واڑی کی تاریخ کی تفصیل حاضرین کو بتائی۔ ساونت واڑی میں احمدیت کا پیغام ۱۹۲۴ء میں پہنچا خاکسار کے دادا قاسم داؤد ہیر یکر صاحب مرحوم اور نانا عبد الرحمٰن خان صاحب مرحوم ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ انہوں نے احمدیت قبول کرنے کے بعد بہت سی تکلیفیں برداشت کیں۔ ان کے زمانے میں منظم طریق پر جماعت قائم نہ ہو سکی جسکی وجہ سے ان کے بعد مرکز سے رابطہ کٹ گیا اور بد قسمتی سے کئی لوگ احمدیت کی نعمت سے محروم ہو گئے۔ خاکسار جب ۱۹۹۱ء میں اپنے آبائی وطن ساونت واڑی آیا تو یہاں جماعت بالکل ختم ہو چکی تھی۔ خاکسار کے ماموں مکرم یوسف خان صاحب (موجودہ صدر جماعت) نے درخواست کی کہ میں یہیں بود و باش اختیار کر لوں پر میرے لئے بغیر جماعت کے رہنا مشکل تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت بابرکت میں دعاؤں کیلئے لکھتا رہا اور اپنے طور پر دعائیں کرتے ہوئے قیام جماعت کیلئے حقیر سی کوشش کرتا رہا اللہ تعالیٰ کے فضل سے پانچ سال کے عرصہ میں ایک فعال اور منظم جماعت قائم ہو چکی ہے الحمد للہ۔

کئی تبلیغی پروگرام ہو چکے ہیں چند بیعتیں بھی ہوئیں۔ سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ مرکز سلسلہ پر کسی قسم کا بوجھ ڈالے بغیر دار التبلیغ قائم کرنے کی توفیق جماعت ساونت واڑی کو ملی۔ جس کے لئے ہم اپنے رب کے شکر گذار ہیں اس تقریب میں مرد و زن اور بچے بڑی تعداد میں شریک تھے بعد دُعا شیرینی تقسیم کی گئی۔

آزادی کی گولڈن جوبلی پر جلسہ

۱۵ اگست کو دوپہر تین بجے جماعت احمدیہ ساونت واڑی کے نئے دار التبلیغ میں پہلا جلسہ منایا گیا جلسہ کی صدارت شیرلا گاؤں کے سرپنچ صاحب نے کی علاقہ کی کئی معزز اور بزرگ ہستیاں جلسہ میں شریک ہوئیں خاکسار کی تلاوت کلام پاک کے بعد صدر جماعت مکرم یوسف خان صاحب جو آزادی کے وقت نیوی میں افسر تھے اور ملک کی آزادی کیلئے قابل قدر خدمات انجام دے چکے ہیں انہوں نے جلسہ کی غرض و غایت اور جماعت کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ آپ کے بعد کئی مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا سب نے جماعت کی طرف سے اس دن کو منائے جانے پر خوشی کا اظہار کیا جبکہ اس طرح کے جلسے صرف سرکاری طور پر منائے جاتے ہیں جماعت احمدیہ کی طرف سے ایسا جلسہ منایا جانا دیش بھکتی اور بھائی چارے کی انوکھی مثال ہے۔ اس موقع پر جماعت کی طرف سے گاؤں کے گیارہ بچوں کو تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی پر قیمتی تحفے دیئے گئے جماعت کی ایک بچی عزیزہ فائزہ ہر یکر کو سماجی خدمات پر محکمہ پولیس کی طرف سے عورتوں اور بچوں کی فلاح و بہبود کیلئے پانچ رکنی کمیٹی کا ممبر نامزد کئے جانے پر مبارک باد کے طور پر پھولوں کا گلدستہ پیش کیا گیا۔ آخر میں صدر جماعت نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔ اس جلسہ کی رپوٹ مع تصویر مقامی اخبار میں شائع ہوئی۔
اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی کہ ہم جماعت احمدیہ ساونت واڑی مہاراشٹر کی ایک بڑی جماعت بن کر ابھرنا چاہتے ہیں پیارے آقا کی طرف سے جواب آیا "مہاراشٹر کی ہی کیوں ہندوستان کی بڑی جماعتوں میں آپ کا شمار ہو"۔

عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ ہمارے پیارے امام کی ہم سے جو توقعات ہیں انہیں جلد سے جلد پورا کرنے کی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ (عبد الشکور ہیر یکر۔ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ ساونت واڑی)

درخواست دُعا

عزیز مکرم عبد السمیع صاحب ساکن یاقوت پورہ حیدر آباد اپنی اہلیہ اور بچوں کی صحت و سلامتی درازی عمر۔ اور خادم دین بننے نیز تعلیمی میدان میں بچوں کی نمایاں کامیابی کیلئے اور اپنے کاروبار میں خیر و برکت و ترقی کیلئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (محمود احمد عارف درویش قادیان)

بھدوہی (یوپی) میں تبادلہ خیالات کی ایک رات

(چوہدری خورشید احمد پربھاکر درویش۔ قادیان)

قادیان شریف سے مجھے بنارس برائے تعلیم و تربیت و تبلیغ بھیجا گیا قصبہ بھدوہی جو بنارس سے ۴۰ میل پر شمال مغرب میں واقع ہے میرے حلقۂ تبلیغ میں شامل تھا جہاں صرف ایک مخلص و مفلس گھرانہ احمدی تھا۔ بھدوہی کی آبادی 1950 میں پچاس ہزار کے لگ بھگ تھی مسلمانوں میں سے اکثر دیوبندی یا صوفی مت کے پیروکار تھے۔ ایک غیر احمدی بزرگ نے بلا کرایہ بیٹھک رہائش کیلئے دے دی تھی کھانے کی پیشکش کی۔ مگر میں کھانا بازار سے کھایا کرتا تھا۔ یہ بزرگ اپنے قالین کے کاروبار کے سلسلے میں لنڈن جایا کرتے اور اکثر مسجد احمدیہ لندن میں بھی جایا کرتے تھے۔

بھدوہی میں احمدیت کا پہلے سے زیادہ چرچا ہوا۔ اٹھارہ دوست جماعت میں نئے شامل ہوئے۔ ایک غیر احمدی متولی نے اپنی مسجد احمدیوں کو دے دی جہاں پچاس ساٹھ لوگ احمدی امام کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے تھے۔

میرے محترم غیر احمدی بزرگ کے بیٹے بریلوی مدرسہ کے فارغ التحصیل اپنے گھر وارد بھدوہی ہوئے۔ حالات بدل گئے۔ مخالفت کا طوفان برپا ہو گیا۔

مولانا دانش صاحب پچاس ساٹھ غیر احمدی لوگ لیکر میرے کھٹولے کے گرد آگئے جبکہ میں بوجہ بخار ڈاکٹر عبد الحمید صاحب کے دروازے کے سامنے سوتی کمبل اوڑھے بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے آتے ہی بلا تمہید فرمایا:

"بھدوہی سے منہ بند کر کے چلے جاؤ یا ہم سے مناظرہ کرو"

اتنے میں ڈاکٹر صاحب گھر سے باہر آئے اور کہا "ہم مناظرہ کریں گے"

چنانچہ کھڑے کھڑے ہی مناظرہ کی شرائط طے پا گئیں۔

شرائط تبادلہ خیالات

۱۔ محترم عبد اللطیف صاحب محلہ پوربی بھدوہی پر امن کی ذمہ داری ہوگی اور مجلس تبادلہ خیالات انہی کے مکان پر آٹھ بجے شب منعقد ہوا کرے گی۔ مجلس میں فریقین کے صرف بارہ بارہ آدمی شامل ہوا کریں گے (جبکہ احمدی صرف دو ہی تھے)

۲۔ احمدی و غیر احمدی دونوں فریق کے مابین جو مسئلہ زیر بحث لایا جائے گا۔ اُسی ایک ہی مسئلہ پر بحث جاری رہے گی جب تک ایک فریق اپنی ہار تسلیم کر کے اپنے پہلے عقیدہ سے تائب ہونے کا اقرار و اعلان نہ کر دے۔

۳۔ ہر فریق اپنے دلائل صرف قرآن مجید سے دینے کا پابند ہوگا۔ کسی دوسری کتاب سے دلائل پیش نہیں کئے جا سکیں گے۔

۴۔ موضوع گفتگو عین آغاز مجلس تبادلہ خیالات پر بتایا جائے گا۔ جو مکرم حیات محمد صاحب موقعہ پر پیش کریں گے۔

۵۔ ہر مقرر کی تقریر کا وقت پندرہ منٹ ہوگا۔ لیکن جو مقرر اپنی تقریر اپنے وقت (پندرہ منٹ) سے قبل ہی ختم کردے گا اس کے حصہ کا بقیہ وقت مخالف فریق کا حق ہوگا تاکہ مخالف فریق اپنے اور دوسرے فریق کے بقیہ وقت سے فائدہ اٹھا سکے۔

۶۔ پہلی اور آخری تقریر ایک ہی مقرر کی ہوگی۔ اور دوران گفتگو بزرگان کا نام احترام سے لیا جائے گا۔

شرائط ۲۔ ۴ کی وجہ سے میں ساری رات اپنی حماقت پر پشیمان رہا۔ **علماء ہم سرپر** تو ہادی اعظم ﷺ نے بھی اعتبار نہ کیا تھا۔ بوجہ بخار جسم بیقرار تھا ساتھ ہی روح بھی بیقرار ہو گئی۔

شب کے آخری حصہ میں دعاؤں کے نتیجہ میں مجھے سکون ملا۔ "عیسیٰ کو مرنے دو تا اسلام زندہ ہو" اس سے آئندہ رات پیش ہونے والے موضوع کا انکشاف ہو گیا۔ "تیرے ماننے والے دلائل سب کا منہ بند کردیں گے" اس سے دلائل کے غلبہ کی بشارت ملی۔ "میری روح تمہاری شفاعت کرے گی" اس سے کم علمی کے باوجود تائید الٰہی کا پایا جانا باعث تقویت ایمان و قلب ہوا۔

دوسرے روز آٹھ بجے شب عبد اللطیف صاحب کے مکان پر مجلس تبادلہ خیالات کا انعقاد ہوا۔ آٹھ دس مولوی صاحبان کتابوں کے بنڈل لئے لائینوں کی روشنی میں اپنی تازیر ناف داڑھیوں کے ساتھ آموجود ہوئے۔

موضوع گفتگو

صدر مجلس جناب عبد اللطیف صاحب نے طے شدہ شرائط کی روشنی میں مکرم حیات محمد صاحب کو موضوع گفتگو پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جناب حیات محمد صاحب نے نہایت سادگی سے کہا۔

"ہم مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مع جسم خاکی زندہ آسمان پر موجود مانتے ہیں کہ وہی آکر مسلمانوں اور اسلام کی بگڑی بنائیں گے۔ اگر وہ واقعی زندہ ہیں اب آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہونے والے ہیں۔ اگر یہ بات قرآن سے ثابت ہو جائے تو اس صورت میں ہم کو مرزا صاحب قادیانی کی بات سننے اور اس پر غور کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر مسیح علیہ السلام کی موت ثابت ہو جائے تو اسی صورت میں ہمارے لئے مرزا صاحب کے دعوے پر غور کرنا لازمی ہوگا۔ لہٰذا موضوع گفتگو حیات و ممات عیسیٰ علیہ السلام ہونا چاہیے۔

اس کے بعد میں نے مولانا دانش صاحب سے کہا کہ قرآن پاک میں تیس آیات حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر دلالت کرتی ہیں۔ خدا کے قول قرآن کی تشریح کرنے والی سائنس حیات مسیح کے نرالے عقیدہ کی تائید نہیں کرتی۔ قرآن حکیم کی تفسیر یہ کائنات روزانہ وفات مسیح کی گواہی دے رہی ہے کہ "پیر پیغمبر اولیا سب موت نے مارے ہمارے نبی ﷺ کی سنت "فوت" ہونا ہے ساری دنیا اور سارے مذاہب سنت نبی کی پیروی کر رہے ہیں۔ قبرستان آباد ہو رہے ہیں پس مولانا صاحب اپنے نرالے عقیدہ کے اثبات کی خاطر مرحوم نبی مسیح علیہ السلام کو زندہ کردیں تاکہ وہ اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کر سکیں۔

غیر احمدی مولانا صاحب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ ہیں۔ قادر مطلق خدا نے ان کو بمع جسد عنصری چوتھے آسمان پر زندہ اٹھا لیا۔ قرآن پاک۔ احادیث اور روایات سے ثابت ہے کہ وہ آخری زمانے میں چوتھے آسمان سے بمع جسم خاکی منارہ دمشق پر نازل ہوں گے۔ مسلمان اور عیسائی دو بڑی قوموں کا یہی عقیدہ ہے۔

لیکن قادیانی مولوی پہلے اپنے بے بنیاد اور غلط دعوی وفات مسیح کو ثابت کریں۔ چلو پہلی اور آخری تقریر انہی کی ہوگی۔

پہلی تقریر

دلائل وفات مسیح علیہ السلام

(محترم صدر صاحب کے ارشاد پر میں نے تقریر شروع کی) قرآن مجید میں ایک آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مع جسد عنصری چوتھے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے اور آخری زمانہ میں نازل ہونے کے بارے میں موجود نہیں البتہ قرآن مجید کی تیس آیات سے ان کی وفات ثابت ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ سورۃ المائدہ آیات 118-117 میں فرماتا ہے۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعیسی ابن مریم ......
فلما توفیتنی کنت انت الرقیب

اور سورہ آل عمران آیت 56 میں فرماتا ہے۔

یا عیسی انی متوفیک و رافعک.....
الی یوم القیامه

ان آیات کا ترجمہ و تشریح و تفصیل کرنے کے بعد میں نے گویا چیلنج کے روپ میں مولانا سے کہا کہ ان آیات میں حضرت عیسیٰ کیلئے متوفی لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس لفظ کے معانی حتمی طور پر موت کے ہیں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ فاعل ذی روح مفعول ہو۔ باب **تفعل** ہو نیند اور لیل کا قرینہ نہ ہو تو لفظ توفی کا معنے سوائے قبض روح کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ان مقامات پر اللہ تعالیٰ فاعل۔ ذی روح حضرت عیسیٰ مفعول اور باب تفعل ہے۔ پس حضرت عیسیٰ حتمی طور پر یقیناً فوت ہو چکے ہیں تحقیق کی رو سے محلہ خانیار سرینگر کشمیر بھارت میں ان کی قبر موجود ہے۔

ما قبل اور ما بعد اسلام آج تک کے عربی لٹریچر میں سے اس کلیہ کے تحت صرف ایک مثال حیات مسیح کیلئے پیش کی جائے۔ یا اسی قاعدہ کے تحت قرآن مجید کی صرف ایک آیت حیات مسیح کیلئے پیش کی جائے بس اسی پر فیصلہ۔

آپ کے قصبہ بھدوہی کی میونسپلٹی میں رجسٹر اندراجات اسمائے متوفیاں موجود ہے یہ ساری مجلس [illegible] میونسپلٹی جا کر رجسٹر دیکھ کر تسلی کرلے کہ خدا تعالیٰ کے قول کی تصدیق عالم میں موجود ہے۔ اس رجسٹر میں متوفیاں کے نام درج ہیں کیا وہ لوگ آسمان پر بمع تن خاکی چلے گئے ہیں۔ یا اس قبرستان میں مدفون ہیں۔ جو آپ کے راستہ پر ہے۔

ہمارے نبی اکرم ﷺ کی سنت فوت ہونا ہے تمام دنیا سنت نبویؐ کی پیروی میں فوت ہوتی چلی آ رہی ہے۔

آیت آل عمران 56 میں بیان شدہ خدائی ترتیب کے مطابق کائنات نے تفسیر پیش کر دی ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طبعی طور پر وفات دی۔

☆ کلمۃ اللہ قرار دے کر روحانی رفع فرمایا۔

☆ یہود وغیرہ منکرین کے گندے الزامات (نعوذ باللہ مسیح کی پیدائش قابل اعتراض ہے) سے بذریعہ قرآن مجید پاک ٹھہرایا۔ اُمہ صدیقہ فرما کر آپ کی والدہ کو مطہرہ صدیقہ قرار دیا۔

☆ عیسائیوں کو بادشاہت دیکر یہود منکرین پر غلبہ عطا کیا۔

احمدی مبلغ کی تقریر کا وقت ختم ہونے پر صدر صاحب نے مولانا دانش صاحب کو تقریر کا ارشاد فرمایا۔

غیر احمدی مولانا صاحب

قادیانی مولوی نے متوفی کا معنے موت کیا ہے مگر اس لفظ کے اصل معنی پورا پورا لینے اور اٹھا لینے کے ہوتے ہیں۔ ہم عربی لغات کی کتب اپنے ساتھ لائے ہیں۔

قادیانی مولوی خود دیکھ کر اپنی تسلی کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اے عیسیٰ میں تجھے اٹھاؤں گا پھر آسمان سے اسی جسم کے ساتھ زمین پر اتار کر وفات دوں گا۔ رافعک کے یہی معنے ہیں قادر خدا اپنی قدرت سے حضرت عیسیٰؑ کو بمع جسم خاکی پورا پورا اٹھا کر آسمان پر لے گیا۔ اب ان کا نزول اُسی جسم کے ساتھ منارہ دمشق پر ہوگا۔ سیڑھی کے ذریعہ مینار سے اتر کر زمین پر تشریف لائیں گے۔ تمام صلیبیں توڑ ڈالیں گے اور سوؤروں کو قتل کردیں گے۔

سیدنا مسیح علیہ السلام کلمۃ اللہ کی شان میں بیسیوں احادیث موجود ہیں ان کے آسمان پر زندہ جانے نزول اور کارناموں پر احادیث کا ایک ذخیرہ ہے۔ حیات مسیح سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا احادیث قرآن مجید کی تشریح و تفسیر کرتی ہیں بغیر احادیث کے قرآن کریم کی سمجھ نہیں آسکتی۔

میرے جناب صدر صاحب کو اور ان کے مولانا صاحب کو توجہ دلانے پر کہ شرائط کے مطابق صرف قرآن سے دلائل دیئے جائیں۔ مولانا نے ایک منٹ مزید بولنے کے بعد اپنی تقریر ختم کر دی۔

احمدی مبلغ کی دوسری تقریر

صدر صاحب مجلس نے مولانا دانش صاحب کا بقیہ وقت ساڑھے سات منٹ احمدی مبلغ کو دے

(باقی صفحہ 31 پر ملاحظہ فرمائیں)

گھانا (مغربی افریقہ) میں تبلیغی مساعی اور ایمان افروز واقعات

(قریشی داؤد احمد گھانا)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ۱۹۲۱ء میں اللہ تعالیٰ کے فصل سے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت الحاج مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر کو حضورؓ کے ارشاد پر گولڈ کوسٹ (جسے آزادی کے بعد گھانا نام دیا گیا) بھجوایا گیا۔ چنانچہ آپ کی گولڈ کوسٹ آمد پر اس خطہ میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے گولڈ کوسٹ (گھانا) کے ایک نمائندہ الحاج حسن عطاء مرحوم کی موجودگی میں جب وہ زیارتِ ربوہ کیلئے تشریف لے گئے۔ افریقہ کی آزادی کے بارہ میں پیش گوئی فرمائی۔ چنانچہ گولڈ کوسٹ وہ ملک ہے جسے سب صحارن افریقہ کے ممالک میں سے سب سے پہلے آزادی نصیب ہوئی۔

گولڈ کوسٹ کا نام گھانا رکھے جانے کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ اس علاقہ میں ایک ہزار سال سے بھی زائد عرصہ قبل ایک عظیم سلطنت تھی جس کا نام غانا تھا۔ اس بارہ میں مشہور مورخ ابن خلدون نے لکھا ہے کہ اُس دور میں اِس حکومت کے تحت بسنے والے لوگ بڑے مہذب اور ترقی یافتہ تھے۔ چنانچہ جب گولڈ کوسٹ کو آزادی نصیب ہوئی تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ اُس سلطنت کی یاد میں ملک کا نام گھانا رکھا جائے۔ حضرت مولانا الحاج عبدالرحیم صاحب نیّر نے اِس علاقہ میں بہت زیادہ تبلیغی کام کیا۔ اور یہ سب سے پہلا موقع تھا کہ گولڈ کوسٹ میں بسنے والوں نے دیکھا کہ ایک مسلمان مبلغ قرآن مجید اور حدیث کے علاوہ بائبل میں سے بھی اسلام کی حقانیت کو بڑے مدلل طور پر پیش کرتا ہے۔ اِس چیز کا لوگوں کے دلوں پر اور ذہنوں پر بڑا گہرا اثر تھا کہ غیر احمدی مسلمانوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ نہیں کرنا چاہئے اور بعض لوگ کہتے تھے کہ پبلک میں قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں بلکہ یہاں تک کہ پبلک میں قرآن مجید کی تلاوت سے حاملہ عورتوں کا اسقاطِ حمل بھی ہو سکتا ہے۔

بعض مسلمانوں کا عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کیلئے بائبل (توریت اور انجیل) پڑھنا جائز نہیں۔ چنانچہ اس چیز کو دیکھ کر ایک مسلمان عالم دین قرآن مجید اور بائبل دونوں سے اسلام کی حقانیت ثابت کرتا ہے۔ بہت سے لوگ اِس طرف مائل ہو گئے۔ اور بڑی تعداد میں لوگوں نے احمدیت کے پیغام کو قبول کیا۔

جن لوگوں نے حضرت مولانا الحاج عبدالرحیم صاحب نیّر کی تلاوت سُنی ہے اُن کا بیان ہے کہ آپ کی تلاوت بڑی دِل موہ لینے والی تھی اور آپ کا طریقہ تبلیغ بڑا مسحور کُن تھا۔

حضرت مولانا صاحب موصوف چونکہ انگلستان سے گولڈ کوسٹ (گھانا) تشریف لائے تھے۔ اس لئے آپ زیادہ دیر گھانا میں قیام نہ کر سکے۔ اور یہاں سے آپ نائجیریا تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے مرکز روانہ ہو گئے۔ حضرت مولانا الحاج عبدالرحیم صاحب نیّر کے بعد حضرت الحاج مولانا حکیم فضل الرحمٰن صاحب حضرت الحاج مولانا نذیر احمد صاحب علی اور حضرت مولانا الحاج نذیر احمد صاحب مبشر، مولانا الحاج عطاء اللہ صاحب کلیم اور مولانا بشارت احمد صاحب بشیر یکے بعد دیگرے گھانا تشریف لائے۔ نیز بہت سے دیگر مبلغین بھی تشریف لائے۔ اِن مبلغین نے لوکل مبلغین سے ملکر اِن کے تعاون سے کثرت سے فتوحات حاصل کیں۔

کچھ عرصہ ہوا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تبلیغ پر بہت زیادہ زور دینا شروع کیا۔ اور خصوصی طور پر جب عالمی بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اُس وقت سے جماعت کی تبلیغی مساعی میں ایک انقلاب برپا ہو گیا۔ جس کے نتیجہ کے طور پر غیر معمولی کامیابیاں عطا ہوئیں۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے فضل کے اس کی سمجھ نہیں آسکتی۔ کیونکہ جو بیعتیں پہلے سینکڑوں میں ہوتی تھیں وہ دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں اور پھر لاکھوں اور پھر ملین میں داخل ہو چکی ہیں۔

قبل ازیں جو لوگ جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارہ میں غلط پروپیگنڈا کرتے تھے۔ اچانک اُن کے وہ غلط خیالات عقیدت میں بدل گئے ہیں۔ اور نہ صرف یہ کہ انہوں نے احمدیت قبول کی ہے بلکہ جماعت کے فدائی بن گئے ہیں۔ جن میں پیرا ماؤنٹ چیفس علماء اور سیاست دان بھی شامل ہیں۔

ایک بات خاص طور پ قابل ذکر ہے کہ حضور اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورِ خلافت میں جماعت کے تبلیغی نظام کو جدید آلات مثلاً تبلیغی ویگنز، جنریٹرز، پبلک ایڈریس سسٹم، ٹیلی ویژن، ویڈیو وغیرہ کے ذریعہ منظم کیا گیا ہے۔ نیز کثرت سے لٹریچر کی اشاعت ہوئی ہے۔ اِن چیزوں کے پیش نظر مختلف علاقوں میں مؤثر رنگ میں تبلیغ کا موقع ملا ہے۔ اسی طرح داعیانِ الیٰ اللہ تیار کرنے کی سکیم نے اس میں مزید اضافہ کر دیا۔

اس سلسلہ میں ایک واقعہ ہے کہ ہمارے داعیان الی اللہ ایک گاؤں گئے اور ایک احمدی عمر رسیدہ خاتون کے گھر پر ٹھہرے اور اُسے بتایا کہ ہم تبلیغ کیلئے آئے ہیں۔ اُس عمر رسیدہ خاتون نے اُس لحاظ سے جس طرح پرانے وقت میں تبلیغ ہوتی تھی۔ ایک لالٹین لی۔ اُس کا شیشہ اچھی طرح صاف کیا۔ اُس میں مٹی کا تیل ڈالا اور ایک پرانی سی میز اُٹھائی اور اس گراؤنڈ میں لے گئی جہاں تبلیغ کا پروگرام تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ اِن اشیاء سے تبلیغ میں مدد ملے گی۔ لیکن اُس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب ہمارے داعیان الی اللہ نے جنریٹر کے ذریعہ لائٹین لگائیں۔ اور پھر جدید لاؤڈ سپیکروں کے ذریعہ تبلیغ شروع کر دی۔ چنانچہ ان چیزوں کو دیکھ کر وہ مسجد میں گر گئی اور بعد میں روتے ہوئے بیان کیا کہ میرے خاوند کو تبلیغ کا بڑا شوق تھا۔ لیکن اُس زمانہ میں ہمیں ایک لالٹین بھی میسر نہ تھی کہ وہ رات کے اندھیرے میں لوگوں کو کچھ پڑھ کر سُنا سکتا اور آج جماعت پر اللہ تعالیٰ کا اتنا فضل ہے۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ دیہاتی علاقوں میں چونکہ دِن کے وقت لوگ اپنے کھیتوں میں کام کرتے ہیں اس لئے عام طور پر جب وہ واپس آتے ہیں تو رات کو تبلیغ کا پروگرام کیا جاتا ہے۔

شروع زمانہ میں تبلیغ کے سارے کام پیدل اور کسی سپیکر وغیرہ کے بغیر ہوتے تھے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کی نشانی کے طور پر قرآن مجید میں جدید ترقی کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس دور میں اُن اشیاء کے استعمال سے تیزی سے رابطہ کے نتیجہ میں اُسی رفتار سے بیعتیں بھی ہوتی ہیں۔

گھانا کی ناردن ریجن میں مسلمانوں کی کثرت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس علاقہ میں جماعت کو بڑی مقبولیت مل رہی ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ غیر احمدی مسلمانوں کے غلط عقائد جو عیسائیت کی تائید کرتے ہیں کے باعث عیسائی بڑی تیزی سے مسلمانوں کو عیسائی بنا رہے تھے۔ کیونکہ غیر احمدی علماء کے پاس عیسائی پادریوں کے سوالات کا کوئی جواب نہیں اور خاص طور پر وہ ایک سوال پیش کرتے ہیں کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور جبکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین میں مدفون ہیں اسلئے حضرت عیسیٰؑ کا مرتبہ اور مقام (نعوذ باللہ) آنحضورؐ کے مقام سے زیادہ ہے وغیرہ۔ ان عقائد کی وجہ سے کثرت سے مسلمان علاقے عیسائیت کی آغوش میں جا رہے تھے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اِن علاقوں میں قبل ازیں لوگ جماعت کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ لیکن حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اُن علاقوں میں تبلیغ کرنے کا ارشاد فرمایا۔

چنانچہ ہر جگہ ہمارے داعیان الی اللہ کا عیسائیوں سے مقابلہ ہو رہا ہے اور کثرت سے لوگ احمدیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں کیونکہ احمدی مبلغین اور داعیان الی اللہ توریت اور انجیل سے عیسائیوں کے موجودہ باطل عقائد کا ردّ پیش کرتے ہیں اور اسلام کی حقانیت ثابت کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ ایک عیسائی پادری صاحب ایک گاؤں میں گئے اور مسلمانوں کو عیسائیت کی تبلیغ کی اور حضرت مسیحؑ کی فوقیت ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اس گاؤں میں ایک احمدی دوست تھے جو اُس وقت کسی سفر کے سلسلہ میں گاؤں سے باہر تھے۔ جب وہ واپس آئے تو گاؤں کے لوگوں کو چونکہ علم تھا کہ صرف احمدی لوگ ہی عیسائیوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں، اس لئے وہ اُس احمدی کو لے کر پادری کے پاس گئے۔ جس سے پادری کافی پریشان ہوا۔ پھر بھی اُس نے سوچا کہ اِس احمدی سے ایسا سوال کیا جائے کہ یہ لاجواب ہو جائے۔ اور اس کو شرمندگی ہو۔ چنانچہ اُس نے تمام لوگوں کے سامنے احمدی دوست سے پوچھا کہ آنحضورؐ اور حضرت جبریلؑ میں سے کس کا مقام بلند ہے۔ وہ احمدی دوست سمجھ گئے کہ یہ مجھے کس طرف لے جانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے کہا آنحضورؐ کا مقام بلند ہے، پادری نے کہا نہیں حضرت جبریلؑ تو پرواز کر سکتے ہیں لیکن آپ کے نبی پرواز نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ اُس احمدی دوست نے بیکفت پادری سے سوال کیا آپ کا باپ اور گدھ اِن دونوں میں سے کس کا مقام بلند ہے، پادری نے پوچھا اِس سوال کا مطلب، احمدی دوست نے کہا گدھ پرواز کر سکتی ہے جبکہ آپ کا باپ پرواز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ پادری بڑا شرمندہ ہوا اور کہا کہ مجھے بات سمجھ میں آگئی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تبلیغی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ نو مبائعین کی تربیت پر بھی بڑا زور دے رہے ہیں۔ چنانچہ گھانا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک تربیتی سینٹر قائم ہے جہاں پر نو مبائعین کیلئے مختلف قسم کے کورس رکھے گئے ہیں۔ وہ لوگ جو پہلے ہی ایک حد تک مذہب پر عبور رکھتے ہیں اُن کے لئے دو ہفتوں کا کورس مقرر ہے۔ جس میں خاص طور پر نظام خلافت چندوں کے نظام اور ذیلی تنظیموں کے بارہ میں اُن احباب کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ نیز بعض اہم اختلافی مسائل انہیں پڑھائے جاتے ہیں تا کہ وہ اپنے علاقوں میں جماعت کی تبلیغ میں معاونت کے علاوہ اُن علاقوں میں نظام جماعت کو رائج کرنے میں مؤثر کردار ادا کریں۔

اس کے علاوہ نو مبائعین کیلئے چھ ماہ کا ایک کورس ہے۔ جس میں نو مبائعین چھ ماہ تک دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور پھر اپنے علاقوں میں جا کر تبلیغی اور تربیتی کام سرانجام دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فصل سے یہ دونوں کلاسیں باقاعدہ اور بخوبی چل رہی ہیں جن کے تحت سینکڑوں نو مبائعین کو تیار کیا گیا ہے اور یہاں سے فارغ ہونے کے بعد وہ اپنے اپنے علاقوں میں بلا معاوضہ سلسلہ کی خدمت کرتے ہیں۔ ایک نو مبائعین دوست کے بارہ میں کہا جاتا تھا کہ وہ اتنی شراب پیتے تھے کہ جو لوگ اُن کے پاس بیٹھتے تھے شراب کی بو کی وجہ سے اُن پر بھی نشہ طاری ہو جاتا تھا۔ قبولِ احمدیت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن میں ایسی پاک تبدیلی پیدا ہوئی ہے کہ انہوں نے کلیۃً شراب ترک کر دی ہے۔ شراب

کے نشہ میں جو جھگڑے کرتے تھے اُن سے کلیۂ اجتناب کر لیا ہے۔ الحمد للہ کہ اب وہ اُس علاقہ میں خدا کے فضل سے ایک اہم مشیر بن گئے ہیں اور جب بھی اُس علاقہ میں کوئی پروگرام یا منصوبہ ہو تو وہ اوّلین مشیروں میں شامل ہوتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ قبولِ احمدیت سے دلوں میں کتنی پاک اور حسین تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

تبلیغ کے بعد نو مبائعین کی تربیت کے سلسلہ میں مساجد بھی ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں تاکہ لوگوں کو اجتماعی طور پر نمازوں کی ادائیگی اور اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کی تربیت کرنے کا موقع ملے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے گھانا میں ایک کثیر تعداد میں مساجد تعمیر کی گئی ہیں اور یہ سلسلہ بڑی تیزی سے جاری ہے۔ یہ خدمت بعض ایسے احمدی دوست بجا لاتے ہیں جو اس خدمت کے وقت نظامِ جماعت سے وعدہ لیتے ہیں کہ سوائے حضرت خلیفۃ المسیح کے جنہیں دُعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ احباب جماعت کے سامنے اُن کا نام ظاہر نہ کیا جائے۔

مثال کے طور پر ناردن ریجن کے علاقہ Yendi میں مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں ایک دوست نے پچاس ملین سیڈیز کا عطیہ پیش کیا۔ نیز جب Tamale میں مسجد کی تعمیر کا پروگرام بنا تو انہوں نے یکصد ملین سیڈیز کا عطیہ پیش کیا۔ یہ صرف ایک مثال ہے اس کے علاوہ بہت سارے دوست مختلف علاقوں میں مساجد تعمیر کروا کر جماعت کو پیش کرتے ہیں۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ لوگ کس طرح تبلیغی اور تربیتی پروگراموں کے سلسلہ میں حضور اقدس کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔

گھانا جماعت کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ۱۹۵۲ء سے بعض لوکل مبلغین نے ربوہ میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد واپس آکر سلسلہ کی خدمت شروع کی۔ چنانچہ ۱۹۶۵ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب بحیثیت وکیل التبشیر جب مغربی افریقہ کے پہلے دورہ پر تشریف لائے تو انہوں نے اکرا میں مغربی افریقہ کے امراء کی میٹنگ بلائی اُس موقع پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ سالٹ پانڈ جو اُس وقت جماعت احمدیہ گھانا کا نیشنل ہیڈ کوارٹر تھا میں اسلامک مشنری ٹریننگ کالج قائم کیا جائے جہاں مغربی افریقہ کے ممالک سے طلباء ٹریننگ کیلئے آئیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے الحاج مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب کے زمانہ میں سالٹ پانڈ میں مشنری ٹریننگ کالج کے قیام کا آغاز ہوا۔ یہاں پر طلباء کو تین سال کا کورس مکمل کروانے کے بعد میدان عمل میں بھجوا دیا جاتا ہے۔ الحمد للہ کہ اس ادارہ سے اب تک سینکڑوں مبلغین فارغ التحصیل ہونے کے بعد گھانا اور بعض دیگر افریقی ممالک میں خدمت کر رہے ہیں۔

اِس وقت جب کہ گھانا میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں اس بات کی ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ نو مبائعین کی ساتھ ساتھ تربیت بھی ہو اور اُنہیں نظامِ جماعت سے متعارف کروایا جائے۔ چنانچہ ایک طے شدہ پروگرام کے تحت مبلغین مختلف دیہات اور قصبات میں بھجوائے جاتے ہیں جہاں وہ نو مبائعین کے ساتھ رہ کر اُن کی تربیت کرتے ہیں۔ الحمد للہ کہ اِس پروگرام سے نو مبائعین بڑی تیزی سے نظام جماعت کو سمجھ کر مؤثر احمدی بن رہے ہیں۔ اور آگے اپنے علاقوں میں لوگوں کو تبلیغ بھی کرتے ہیں۔

بعض مبلغین کو گھانا کے دور دراز ایسے علاقوں میں بھجوایا جاتا ہے۔ جہاں نہ تو پینے کا صاف پانی میسّر ہے، نہ اُن علاقوں کی خوراک سے وہ پہلے سے واقف ہیں نیز زبان بھی نہیں سمجھتے۔ جس وجہ سے اُنہیں بڑی قربانی کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ الحمد للہ کہ یہ مبلغین بڑی جواں مردی، ہمت، خلوص اور فدائیت سے اِن حالات میں تعلیم و تربیت اور تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اِن نو مسلموں کے دل ہمیشہ کیلئے احمدیت کیلئے جیت لیتے ہیں، الحمد للہ ربّ العالمین۔ گھانا کی ذمہ داریاں دِن بدن بڑھ رہی ہیں۔ سوائے بزرگانِ سلسلہ کی دُعاؤں کے اِن سے عہدہ براہونا مشکل ہے۔ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے۔

بقیہ صفحہ : ۲۹

دیا۔ میں نے اپنے وقت 22=7+15 منٹ میں قرآن مجید کی متعدد آیات بابت وفاتِ مسیح ترجمہ و تفسیر سے بیان کیں۔ اور کہا کہ مولانا صاحب نے میرے پیش کردہ دلائل کا کوئی جواب نہیں دیا پیش کردہ قائدہ کی رو سے عربی لٹریچر سے ایک مثال بھی پیش کرنے سے عاجز رہے۔ اور نہ ہی قرآن مجید میں سے صرف ایک آیت پیش کر سکے بلکہ اپنی کمزوری کو چھپانے کیلئے احادیث کا سہارا لینے کی کوشش کی ہے۔ فاضل مولانا صاحب نے متوفی کے معانی پورا پورا لینے اور بمع جسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھا لینے کئے ہیں۔ ایسے معانی پیش کردہ قاعدہ کے مطابق کلام عرب اور کلام اللہ سے ثابت کر دیں۔ بہت اچھا ہوا کہ مولانا لوگ عربی لغات کی کتب بھی ساتھ لے آئے ہیں۔ کسی بھی مستند عربی لغت سے متوفی کا معنے ذی روح کو بمعہ جسم خاکی آسمان پر اٹھا لینے کا دکھا دیں۔ یہ دھیان رہے کہ سائینس کی رو سے آسمان کیا ہے خدا تعالیٰ زمین و آسمان۔ آکاش پاتال کے علاوہ کہاں نہیں ہے۔ سو اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کو کہاں رکھا ہے۔

انی متوفیک ..... کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فممیتک معنی کئے ہیں یعنی اے عیسیٰ میں تجھے موت دوں گا۔ پیش کردہ آیات میں لفظ متوفی موت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے لغت دیکھ کر اس لفظ کے معنے زندہ اٹھا لینے کے دکھا دیں۔ (علماء کرام لالٹین کی روشنی میں لغت دیکھنے لگے اور مجلس برخاست تک دیکھتے ہی رہ گئے۔

مولانا محترم نے متوفی کا معنی بمعہ جسم خاکی آسمان پر پورا پورا اٹھا لینے کے کئے ہیں اس سلسلے میں یاد رکھنا چاہئے کہ ہر خطے ملک اور قوم و ملت کے لوگوں میں "موت" کا مفہوم ادا کرنے کیلئے مختلف الفاظ و محاورات رائج ہیں جیسے :۔

فلاں کا انتقال ہو گیا ہے۔ یا انتقال کر گیا ہے۔ گذر گیا ہے۔ پورا ہو گیا ہے۔ خدا نے اٹھا لیا۔ دنیا سے اٹھ گیا۔ او جھل ہو گیا۔ رخصت کر گیا۔ چولہ چھوڑ گیا۔ خدا کے قدموں میں چلا گیا۔ پردہ کر گیا۔ خداوند میں سما گیا۔ وصال ہو گیا۔ صعود کر گیا۔ واصل جہنم ہوا۔ دنیا سے چلا گیا۔ اس کے جانے سے خاک پاک جہاں پاک۔ دیہانت ہو گیا مکتی پا گیا۔ آپ لوگوں نے دیکھا ہو گا عورتوں میں لڑائی اس وقت زیادہ تیزی سے بھڑکتی ہے جب ایک دوسری عورت کو جھلا کر کہتی ہے۔

"تیرے اکلوتے کو خدا اٹھا لے" اُمید ہے کہ اٹھا لینے کا مفہوم سمجھ میں آگیا ہو گا۔ فاضل مولانا صاحب نے شرائط سے کتراتے ہوئے حیات مسیح ثابت کرنے کیلئے حدیث کا سہارا لیا ہے حدیث میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی عمر 120 سال لکھی ہے۔ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۴۰)

...... حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۸) لیکن شرائط طے شدہ کے خلاف قرآن مجید کے علاوہ کوئی دوسرا لٹریچر پیش کرنا مناسب نہیں ہے۔ محترم مولانا صاحب نے حدیث کو قرآن مجید کی شارح بتایا ہے بلکہ یہ کہ بغیر حدیث کے قرآن کریم کی سمجھ ہی نہیں آسکتی۔ ان کی یہ نرالی دلیل اور انوکھا فلسفہ و منطق ہے۔ قرآن کریم کامل و اکمل شریعت ہے اس کے نزول کے دو سو سال بعد احادیث جمع کی گئی تھیں۔ کیا دو سو سال تک شارع نبی ﷺ صحابہ اور مسلمان ارکان اسلام حج زکوۃ۔ روزوں کے پابند نہ تھے کیا وہ نمازیں نہیں پڑھا کرتے تھے۔

غیر احمدی مولانا صاحب کی دوسری تقریر

قادیانی مولوی بار بار قرآن کو ہی پیش کر رہا ہے گویا قرآن کے سوا اسلام میں اور کچھ ہے ہی نہیں۔ حالانکہ اسلامی لٹریچر میں احادیث کا مقدس ذخیرہ موجود ہے جو ثقہ راویوں کے توسط سے جمع کیا گیا ہے۔ بیسیوں محدثین نے اپنی عمریں حدیثوں کی خدمت کرتے ہوئے گذار دیں۔ سو اگر حدیثوں پر کہ وہ پاک محمد ﷺ کا کلام ہیں۔ ایمان رکھا جائے۔ تو قرآن شریف بھی ہاتھ سے نہیں جاتا اور نہ ہی حدیثوں کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح قرآن اور اسلام بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

چنانچہ احادیث کی رو سے اُمتِ محمدیہ اور امت عیسویہ اس پر ایمان رکھتی ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام بمعہ تن خاکی زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے تھے اور خاکی جسم کے ساتھ شان و شوکت سے آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ لیکن یہ چند قادیانی لوگ حضرت مسیح کلمۃ اللہ کو مارنے کی جرأت کر کے ان کی ہتک کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اس بار مولانا صاحب اڑھائی منٹ تقریر کر کے خاموش ہو گئے۔

احمدی مبلغ کی تقریر

میں نے اپنی ستائیس منٹ کی تقریر میں قرآن مجید کی متعدد آیات سے وفات مسیح ثابت کی۔ مولانا لوگوں کو وہ آیات نوٹ کر لینے اور ان پر غور کرنے کی دعوت دی۔ مگر وہ لوگ بالکل خاموش تھے۔ لفظ متوفی کا معنے تلاش کرنے میں ناکام ہو چکے تھے میں نے تاڑ لیا کہ علماء لوگوں کو لغت دیکھنے کا ڈھنگ نہیں آتا کیونکہ وہ لفظ "متوفی یا متوفیک" بنے بنائے ڈھونڈتے رہے میں نے انہیں پیشکش کی کہ آپ علماء لوگ میرے پاس پڑھنا شروع کر دیں میں بلا فیس لغت دیکھنا سکھا دوں گا۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت کچھ آپ مجھ سے سیکھ سکیں گے۔

غیر احمدی عالم کی تقریر

مولانا دانش صاحب نے فرمایا رات کافی بھیگ چکی ہے اس لئے یہ مجلس ختم کرنی چاہئے صدر مجلس نے حامی بھری خاکسار نے بتاکید عرض کی کہ اگلی رات آپ وقت مقررہ پر اسی جگہ تشریف لے آویں تاکہ وفات مسیح کا مسئلہ اپنے اختتام تک پہنچ سکے اور ہزیمت خوردہ فریق اپنے خلاف قرآنی عقیدہ سے تائب ہو اور نئے عقیدہ کا اقرار و اعلان کر دے۔

مکرم ڈاکٹر عبد الحمید صاحب کے گھر آنے کیلئے ہم دونوں جرنیلی سڑک پر چل رہے تھے کہ ایک پتلی سی گلی میں سے چاند کی روشنی سے بچتا ہوا ایک لٹھ باز جوان دیوار کے سایہ سے نکلا بولا ادھر قادیانی مولوی...... ڈاکٹر صاحب نے فوراً کہا وہ مولوی لوگ ادھر گلی سے جا رہے ہیں۔ وہ اور اس کے چار ساتھی فوراً مشار الیہ گلی کی طرف بھاگ گئے۔

دوسرے روز ایک آدمی نے بتایا کہ رات تم نے چھوکرے ہو کر ہمارے مولوی کو ہرایا ہے۔ اب ہم اچھوچھ شریف سے علماء کرام کو لائیں گے اور تم کو مسلمان بنا کر چھوڑیں گے۔

اُن ہی ایام میں ایک شیعہ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ بھدوہی کے چند مسلمان اچھوچھ شریف گئے تھے وہاں کے علماء نے حالات سننے کے بعد کہا کہ تبادلہ خیالات میں قرآن مجید کو نکال دو اور ہماری فیس تین سو جمع کر دو۔ تب یہ لوگ اپنا سا منہ لیکر واپس لوٹ آئے تھے۔ بعدہ غیر احمدی لوگ اور ان کا عالم مقابلے میں نہیں آئے۔

مصلحت ربانی

تبادلۂ خیالات کی شرط 4,2 کی وجہ سے میں انتہائی بیچین تھا لیکن اس میں یہ مصلحت الٰہی پوشیدہ تھی کہ غیر احمدی عالم موضوع گفتگو معلوم نہ ہونے کی وجہ سے تیاری نہ کر سکا ورنہ شر انگیز مردم سوئے شتر رود فتنہ پیدا کر سکتا ہے لاعلمی و بلا تیاری میدان میں اترا اور بہت جلد مات کھا گیا۔

بخار کی وجہ سے میں نے سوتی کمبل اوڑھ رکھا تھا جس کی وجہ سے منڈے مجھے پہنچان نہ سکے اس حکمت نے علاّءِ ھم کے شر انگیز منصوبے سے محفوظ رکھا۔ شفاعت کے مفہوم میں یہ حفاظت بھی مستور تھی۔ الحمد للہ۔

جرمن داعیان الی اللہ کی تبلیغی مساعی

مکرم چوہدری ظہور احمد لوکل ریجنل امیر ہمبرگ نے اپنی چٹھی محررہ ۷ ر مئی ۹۷ میں
مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ جرمنی کے نام تحریر فرمایا

"تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں حاصل ہونے والے پھل کا ایک واقعہ ارسال ہے ایک فیملی جن کا تعلق افغانستان سے ہے۔ اُن کا تعلق مختلف احمدی خاندانوں سے رہا مختلف مواقع پر لوگ انہیں اپنی دعوتوں وغیرہ پر شامل کرتے رہے۔ ان کی بیعت اس طرح ہوئی کہ کچھ عرصہ قبل اُن کا رابطہ (افغان خاتون کا) جس کا نام شہناز ہے خاکسار کی اہلیہ سے ہوا جو کہ ہمبرگ سٹی کی صدر لجنہ بھی ہیں۔ انہوں نے بھی کچھ انہیں تبلیغی مواد مہیا کیا۔ ان کی راہنمائی خدا تعالیٰ نے سچی خوابوں سے کی۔

مسلسل کئی روز یہ خواب میں شہزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کو دیکھتی رہیں شہزادہ صاحب خواب میں ہمیشہ انہیں تلقین کرتے کہ میرے ساتھ یہ بزرگ جو ہیں یہ امام مہدی ہیں۔ انڈیا سے تعلق ہے اور یہ سچا سلسلہ ہے۔ مگر خوابوں میں راہنمائی کے باوجود اُن کو حوصلہ نہیں ہو رہا تھا کہ بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہو جائیں۔

23 مارچ کی صبح خاکسار کی اہلیہ کہنے لگیں پتہ نہیں کیا بات ہے خدا تعالیٰ خاتون کو پورے نشانات بھی دکھا رہا ہے مگر وہ سلسلہ میں شامل ہونے سے خوف محسوس کر رہی ہیں۔

اس کے ایک گھنٹہ بعد اس خاتون کا فون آیا کہ میں نے آج پھر خواب دیکھا ہے اور میں نے فیصلہ کیا ہے آج ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو جاؤں۔

میری بیگم نے انہیں کہا کہ آپ کا فیصلہ بہت ہی مبارک ہے آج تو 23 مارچ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج ہی کے دن پہلی بیعت لی تھی اور آج ہم یوم مسیح موعود منا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی روز اس خاتون کو بیعت کرنے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ الحمد للہ اس کے خاوند نے بعد میں عید کے دن بیعت کی۔ اب پورا خاندان 2 بچے اور میاں بیوی احمدی ہو چکے ہیں اور بہت اخلاص سے جماعت کے کاموں میں فعال ہیں۔

اس کے علاوہ تبلیغی مساعی کے سلسلہ میں قابل ذکر یہ ہے کہ اس نو مبائع خاتون کے ہمراہ لجنہ اماء اللہ ہمبرگ سٹی نے ایک لاگر میں تبلیغی میٹنگ کی وہاں پر موجود ایک افغانی خاتون نے بدزبانی کی اور کہا کہ امام مہدی ابھی نہیں آئے یہ انگریز کی سازش ہے اور یہ سلسلہ جھوٹا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں نازیبا کلمات کہے خدا تعالیٰ کا کرنا اس طرح ہوا کہ اس واقعہ کے چند روز بعد اس خاتون پر اچانک بیماری کا ایسا حملہ ہوا کہ اس کے دماغ پر اثر ہو گیا اور تمام چہرے پر سوزش ہو گئی اس کو فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا۔ اس کے بعد جب میری اہلیہ صاحبہ اور دوسری لجنہ کی ممبرات کو اس کے بارے میں علم ہوا تو وہ ہسپتال میں اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گئیں تو اس خاتون نے اس بات کا اقرار کیا کہ مجھ پر بیماری کا جو حملہ ہوا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس بات کی سزا دی ہے کہ میں نے آپ کے ساتھ بدزبانی کی اور امام وقت کو جھوٹا کہا میں وعدہ کرتی ہوں آپ میرے لئے دعا کریں کہ میں صحت یاب ہو کر انشاء اللہ اپنے گھر میں آپ کو دعوت دوں گی۔ اور اس نے اپنے اس فعل پر بہت معذرت کی۔ خدا تعالیٰ اسے امام وقت کو پہچاننے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق دے۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ ہمبرگ کی ان مساعی کو زیادہ سے زیادہ پھل عطا کرے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیعتوں کا ٹارگٹ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

دوران سال ممالک میں تبلیغی منصوبہ

دوران سال مندرجہ ذیل ممالک میں تبلیغی کاوشوں اور حصول بیعت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ **بلغاریہ** میں مکرم عبد الغفار صاحب اور مکرم ملک محمد جنجوعہ صاحب نے دو مرتبہ دورہ کیا اور اب تک 1665 بیعتیں عطا ہوئیں۔ اس ملک میں مکرمہ الفت جہاں آرا صاحبہ مثالی داعیات کا کردار ادا کر رہی ہیں اور ان کے ذریعہ بھی یہاں سے بیعتیں مل رہی ہیں۔ وہاں بچوں کی تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری ہے اور ان کے گھر میں سنٹر کا قیام عمل میں آچکا ہے۔

۲۔ **میڈونین** :۔ مکرم شریف صدیقی صاحب اس ملک کا ۳ بار شعبہ تبلیغ کے پروگرام کے مطابق دورہ کر چکے ہیں اور اسی طرح مکرم اورہان یلسن صاحب اور مکرم شاہد جنجوعہ صاحب نے بھی اس ملک کا دورہ کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس ملک سے 2768 پھل عطا ہوئے۔

۳۔ **بوسنیا** :۔ مکرم ابراہیم بیج صاحب مکرم مدت صاحب دو بار شعبہ تبلیغ کے پروگرام کے تحت بھجوائے گئے اسی طرح مکرم گلفام صاحب اور مکرم بہادر کھوکھر صاحب کو بھی تبلیغ و تربیت کے پروگرام کے ساتھ ساتھ امدادی سامان لیکر بھجوایا گیا۔ اور وہاں سنٹر کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اور مختلف دورہ جات اور پروگرام کے باعث اس ملک میں 1041 بیعتیں اب تک موصول ہو چکی ہیں سب سے اہم ذکر مکرم عبد الرشید صاحب۔ مسز عبد الرشید صاحب اور ان کے بیٹے مکرم کاشف رشید صاحب کا ہے جنہوں نے شعبہ تبلیغ کے پروگراموں کے تحت تین بار اس ملک کا دورہ کیا اور ان دورہ جات میں مختلف تحائف۔ آٹا اور دیگر امدادی سامان ٹرک کے ذریعہ بھجوایا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ تبلیغی تربیتی۔ ضرورتوں کو پورا کیا۔

۴۔ **البانیا**:۔ شعبہ تبلیغ کے تحت اس ملک میں مندرجہ ذیل افراد نے مختلف اوقات میں تبلیغی / تربیتی دورہ جات کئے۔ اور یہاں سے بھی خدا تعالیٰ نے پھل عطا کئے۔ مکرم طاہر خان صاحب مکرم شرافت احمد خان صاحب۔ مکرم مستقیم احمد صاحب۔ مکرم منیر احمد بٹ صاحب اور مکرم عیسیٰ صاحب کو دورہ جات کرنے کی توفیق ملی۔

۵۔ **بیلجئم** : ماہ فروری ۹۷ میں مکرم راویل بخارسٹ صاحب اور خاکسار عبد السبحان طارق نے اس ملک کا دورہ کیا۔ مکرم راویل صاحب نے وہاں پر اپنے راہ و رسم والے روسی احباب سے ملاقاتیں کیں۔ اور ان کو جماعتی سنٹر میں آنے کی دعوت دی اور وہاں کے ایک مشہور صحافی بھی بلجئم کے جماعتی سنٹر میں تشریف لائے۔ وہاں کی لائبریری میں کتاب مسیح ہندوستان میں اور رشین قرآن شریف میں دلچسپی لی اور بہت سارے سوالات کئے اور دوبارہ جماعتی سنٹر میں آنے کا اظہار کیا۔ قرآن شریف کے علاوہ۔ مسیح ہندوستان اور جماعتی تعارف پر کتب حاصل کیں۔ اور ان کتب کے حوالہ سے رشین اخبار میں تعارفی نوٹ لکھنے کو کہا۔ اس سے قبل وہ رشیا میں جماعت کے حوالہ سے کالم لکھتے آرہے ہیں۔

۶۔ **سلوونیا** :۔ اس ملک میں مکرم نذیر احمد اور مکرم احمد کلیم صاحب نے شعبہ تبلیغ کے پروگرام برائے تبلیغ دورہ کیا اور آئندہ کیلئے یہاں کے حالات کا جائزہ لیا۔ مکرم نذیر احمد صاحب کے ذریعہ ۶۰ بیعتوں کی شکل میں خدا تعالیٰ نے پھل عطا کئے۔

۷۔ **کروشیا** :۔ اس ملک میں بھی شعبہ تبلیغ کے پروگرام کے تحت مکرم نذیر صاحب کو بھجوایا گیا اور انہوں نے یہاں کے حالات کے جائزہ پر رپورٹ بنائی اور 16 بیعتیں عطا ہوئیں۔

۸۔ **رومانیا** :۔ اس ملک میں مرکزی شعبہ تبلیغ جرمنی کے پروگرام کے تحت مکرمہ حارسلہ حسن صاحبہ کو بھجوایا گیا اور آئندہ کیلئے تبلیغی کاوشوں کی صورت حال اور پروگرام بنایا ہے۔

۹۔ **آسٹریا** :۔ یہ ملک بھی جماعت جرمنی کے ذمہ ہے اس سلسلہ میں شعبہ تبلیغ کے تحت یہاں مکرم نذیر صاحب اور مکرم احمد کلیم صاحب نے اس ملک کا دورہ کیا اور آئندہ کیلئے تبلیغی ضرورتوں کے سلسلہ میں لائحہ عمل تیار کیا ہے۔ انشاء اللہ یہاں پر بھی جماعت پھل حاصل کریگی۔

۱۰۔ **چیک ریپبلک** :۔ شعبہ تبلیغ کے پروگراموں کے تحت نمائش اور کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کی غرض سے مکرم احمد کلیم صاحب اور مکرم مغفور الحق صاحب کو یہاں بھجوایا گیا جو کہ کافی کامیابی کے ساتھ اس ذمہ داری کو ادا کر کے آئے۔ اور تبلیغی۔ تربیتی لائحہ عمل پر بھی آیندہ کیلئے کوشش کی جائے گی۔

۱۱۔ **ہنگری** ۔ اس ملک میں مکرم احمد کلیم صاحب نے دورہ کیا اور تبلیغی حکمت عملی کے سلسلہ میں پروگرام تیار کئے۔

نیز ملک بوسنیا میں مکرم وسیم احمد صاحب (مشنری) گذشتہ تین ماہ سے وہاں موجود ہیں۔ اور تربیتی ضرورتوں کو کما حقہ ادا کر رہے ہیں وہاں کے جماعتی سنٹر میں نماز سکھانے اور قرآن شریف پڑھانے کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی طرح جماعت کی ضرورتوں وغیرہ کو احسن رنگ میں پورا کر رہے ہیں۔

دورہ مرکزی نمائندگان

۱۔ دوران سال مکرم راویل بخارسٹ صاحب نے حضور اقدس ایدہ اللہ کے ارشاد کے مطابق جماعت جرمنی کا دس روزہ دورہ کیا۔ جماعت جرمنی کے مختلف ریجنوں میں بطور خاص تبلیغی شعبہ مرکزیہ کیطرف سے رشین احباب کے ساتھ تبلیغی نشستوں کا اہتمام کیا گیا۔

کامل ریجن میں گیارہ نشستیں اور DDR میں تین نشستوں کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے علاوہ جماعت LAHR HEIDELBERG KO-BLENE میں ایک ایک تبلیغی نشست ہوئی جس میں رشین احباب و مستورات نے شرکت کی اور شامل ہونے والے زیادہ تر پڑھے لکھے اور صاحب علم دوست تھے مذہب کے علاوہ روس کی سرزمین پر ہونے والے اثرات اور ان کی وجوہات پر بھرپور انداز میں بحث ہوئی۔ اور ان لوگوں نے رشین زبان میں قرآن شریف۔ مسیح ہندوستان میں۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ نماز اور جماعت کے عقائد و تعارف پر مبنی لٹریچر حاصل کیا۔ مکرم راویل صاحب کا یہ دورہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ اس کے علاوہ مکرم راویل صاحب نے بلجیم میں بھی دورہ کروایا۔

۲۔ اس کے ساتھ اگست ۹۶ء میں سیریا کے دوست مکرم منیر اولبی صاحب نے جماعت جرمنی کا دورہ کیا اور عرب احباب کے ساتھ تبلیغی و تربیتی نشستوں کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں اچھی تعداد میں دوست شامل ہوئے۔

۳۔ مکرم ذکریا خان صاحب مارچ ۹۷ سے چھ ماہ کیلئے جماعت جرمنی میں البانین احباب کی تربیتی و تبلیغی ضرورتوں کو پورا کرنے کی غرض سے دورہ کر رہے ہیں۔

شعبہ تبلیغ کے تیار شدہ پروگرام پر مختلف ریجنوں کی جماعتوں میں چھوٹی اور بڑی نشستوں کا سلسلہ جاری ہے۔ مکرم ذکریا خان صاحب ریجن ہمبرگ۔ کولون کامل کے بعد سٹگارٹ کے ریجن کی جماعتوں میں دورہ کر رہے ہیں۔

اسی طرح حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں نو احمدی حضرات جو کہ مختلف اقوام سے جماعت احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں ان کی تربیت کیلئے ان میں سے پڑھے لکھے احباب کو مرکز میں بلا کر معلم کورسز کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اور اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے ۷ معلم کورس مکمل ہو چکے ہیں اور ۳۵ سے زائد معلمین تیار ہو کر اپنے ہم قوم لوگوں کی تبلیغی تربیتی ضرورتوں کو احسن رنگ میں ادا کر رہے ہیں۔

سرکردہ شخصیات کے تاثرات

ماہ مارچ ۹۷ میں جرمن ٹیلیویژن کے ایک اہم مشہور اور بڑے چینل RTL میں ایک پروگرام جو کہ پسند کیا جاتا ہے اور جس کو ایک مشہور معروف خاتون Frau Ilona Christien پیش کرتی

(باقی صفحہ ۳۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

اسعد مدنی نے جون 1997 میں پورے بھارت میں جماعت احمدیہ کے خلاف جو زہر پھیلایا اس کا اثر عثمان آباد شہر پر بھی ہوا اور مقامی مسلمانو کے تمام فرقہ جات نے متحد ہو کر جماعت احمدیہ کے خلاف باقاعدہ کمیٹی قائم کر کیے مخالفت شروع کردی جسکی بنیاد دیوبندی مدرسہ میں رکھی گئی اور اس میں بریلوی مدرسہ کے مہتمم کو کلیدی کردار ادا کرنے کی اجازت دی گئی۔ ان کا پہلا قدم یہ رہا کہ انہوں نے شہر عثمان آباد کی تمام مساجد میں خطبہ جمعہ جماعت احمدیہ کے خلاف دینا شروع کیا جو دہلی جلسہ کے بعد لٹریچر بھارت بھر میں دیوبندیوں نے اور تبلیغی جماعت والوں نے پھیلایا تھا اس کی مدد سے دئے جارہے تھے یہ سلسلہ ماہ جون 97ء سے ہی شروع ہوا۔ جس میں جماعت کے خلاف عرصہ 100 سال سے کئے جارہے الزام مسیح موعودؑ پر بہتان آپکی وفات سے متعلق گند بکنا اور جماعت کا بائیکاٹ کرنے کی اپیل اور ہمارے قتل کو حصول جنت کا ذریعہ بتانا شامل تھے۔ اور ہماری مسجد کے بغل والی مسجد جس کی جگہ والد صاحب کی مسجد کیلئے وقف شدہ تھی اور ہم نے ہی وہ دیوبندی حافظ کو دے دی تھی تاکہ مخالف اس جگہ کو لیکر محلہ میں فساد نہ کرے۔ خیر اس مسجد کا پیش امام جو چند دن پہلے ہی کہیں سے آیا تھا خاص طور پر شدید مخالفانہ بیان خطبہ جمعہ میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ دیگر محلہ والوں کو جوش دلایا تھا یہاں تک کہ ہماری دوکان سے سودا لینا ہمارے دواخانہ سے طبی مشورہ لینا ہماری میڈیکل دوکان سے دوائیں نہ لینے کی ہدایت دیتا تھا۔ ماہ اگست 97 میں انہوں نے 25x20 کا پوسٹر جس کا عنوان "قادیانیت اہل اسلام کی نظر میں" تھا شائع کیا۔ جسپر دیوبندی بریلوی اور تبلیغی علماء کے نام تھے اس کے جواب میں ہم نے بھی پوسٹر چھپایا اور اس کے بعد یہ فتنہ اب ختم ہونے جیسا لگتا ہے۔

ان دنوں خاکسار نے حضور انور کو جو رپورٹ روانہ کی تھی اس میں خاکسار نے تین لوگوں کے نام لکھے تھے (۱) مولانا جعفر علی خان (۲) سجادہ نشین مرتضیٰ قاری چشتی نقشبندی عرف افسر مولانا (۳) ساتھ والی مسجد کا پیش امام جو مخالفوں کے پوسٹر سارے شہر میں خود لگواتا تھا اور خطبہ جمعہ بھی بڑے جوش سے دیتا تھا ان تینوں کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل و خوار کیا ہے جس کے واقعات کوشش کروں گا کہ اختصار سے بیان کروں۔ 31-8-97 کو ان لوگوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف برادرم ڈاکٹر بشارت احمد کے دواخانہ کے قریب ایک مشترکہ جلسہ عام کیا جس کے لئے مولانا جعفر علی خان نے حیدر آباد دکن سے ایک بریلوی عالم کو بلایا تھا جلسہ دیر رات شروع ہوا شاید اس عالم کو پس منظر کا کوئی علم نہیں تھا اس نے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ میں کن لوگوں سے مخاطب ہوں کیوں کہ تبلیغی دیوبندی بریلویوں کے جلسہ میں کیسے حاضر ہیں جماعت کے بارے میں صرف ایک من گھڑت لطیفہ سنایا پر سارا رخ تبلیغی جماعت کی مخالفت کا رکھا جس کے نتیجہ میں تبلیغی عوام جوش میں آگئے اور چند ایک تو پتھراؤ کرنے والے تھے کہ انہیں روکا گیا اور جلسہ کا الٹا اثر یہ ہوا کہ دیوبندی تبلیغی عوام اپنے علماء سے ناراض ہوئے کہ کیوں بریلوی لوگوں کے ساتھ تم لوگ ملے اور بجائے قادیانیوں کے اپنی ہی تذلیل کرالی۔

اس ناراضگی کو دور کرنے کیلئے مولانا جعفر علی خان مدرسہ دیوبندی پہنچے اور ان سے معافی کی درخواست کی کہ ہم سے غلطی ہوگئی اور انجانے میں ہمارے مرشد نے آپ کے خلاف بیان دیا لیکن اس اسکول والوں نے انہیں وہاں سے ذلیل کر کے نکال دیا اور کہا کہ تمہارا ہمارا آئندہ کوئی تعلق نہیں رہا۔ اس مولوی نے چند دن پہلے ایک بلڈنگ تعمیر کی ہے لوگ سوال کرتے ہیں کہ یہ پیسہ کہاں سے آیا سکول کے چندہ کا غبن کر کے بنایا ہے اس کے بعد وہ حج کو گیا وہاں بھی آگ کا واقعہ ہوا۔ یہ لوگ جب حج سے واپس آتے ہیں تو بڑی دھوم دھام سے آتے ہیں لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا اور عرصہ ایک سال سے وہ اپنی ذلالت میں پڑا ہوا ہے اور جماعت کی مخالفت تو درکنار اس کا چرچہ بھی سنائی نہیں دیتا اس طرح ایک مخالف ذلیل ہوا۔

اس دوران حضور انور کو جو رپورٹیں جاتی رہیں اس کے جواب پرائیویٹ سیکرٹری کے علاوہ حضور انور کی خود کی دستخط سے بھی آتے رہے اور ہمیں ہدایات راہنمائی اور دعاؤں سے نوازتے ہوئے حوصلہ بڑھاتے رہے۔ مخالفین نے ہمارے پوسٹر پھاڑ ڈالے تو ہم نے ان لوگوں کے نام بذریعہ ڈاک وہ پوسٹر روانہ کئے اور ان کا کہنا تھا کہ ہم یہ جرات کس کی پشت پناہی پر کر رہے ہیں اور کہہ رہے تھے کہ قادیانیوں نے ہمیں آپس میں لڑوادیا ہے اور جو چائے کی پیالی والا اتحاد ان میں قائم ہوا تھا وہ بھاپ بن کر اڑ گیا۔

اس کے بعد دیوبندی اور بریلوی فرقہ والوں نے ایک دوسرے کے خلاف مساجد اور درگاہ میں جلسے کر کے اپنے دلوں کی بھڑاس نکالی اس دوران ہمارا 16واں سالانہ بک اسٹال مقامی عرس میں لگا ساتھ والی مسجد کا امام ہمارے اسٹال سے لی ہوئی کتابیں پھاڑنے کی ہدایت خطبہ جمعہ کے ذریعہ کرتا رہا ہمارا بائیکاٹ کرنے کی ترغیب مصلیان مسجد کو کرتا ہے تو اس مسجد کی انتظامی کمیٹی نے ہمارا بائیکاٹ کرنے سے صاف انکار کر دیا بلکہ مسجد کا خازن جو ہمارا غیر احمدی رشتہ دار اور مسجد کی جگہ دینے کی وجہ سے ممنون بھی ہے نے کسی تقریب میں چن چن کر ہمارے سارے خاندان کو دعوت دی اور کہنے لگا کہ ہمارے پیش امام کو سامنے بیٹھا کر ڈاکٹر بشارت احمد کو کھانا کھلاتا ہوں دیکھیں کیا کرتا ہے۔ اس کے بعد اس مسجد میں نمازیوں کی آپس میں مار پٹائی ہوئی اور مولوی رمضان کا بہانہ بنا کر کہیں اور چلا گیا بعد رمضان جب لوٹا تو اس وقت تک مسجد کمیٹی بدل چکی تھی اور اس میں ہمارا ایک ذاتی مخالف بھی شدومد سے شریک ہوا تھا جواب اس مسجد کو قادیانیوں کی زمین پر ہونے کی وجہ سے نماز کے قابل نہیں سمجھتا خود نماز کو نہیں آتا اور لوگوں کو بھی طعنے دیتا رہتا ہے۔

اس نئی کمیٹی نے پیش امام کو سمجھایا کہ تم احمدیوں کی مخالفت کر کے ہمارا اتحاد توڑ رہے ہو اور کچھ حاصل نہیں ہو رہا اس کے بعد ہمارے خلاف تو اس نے بولنا بند کیا مگر بدعت کے خلاف خطبات دینا شروع کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صدر مسجد نے انکا مسجد میں آنا جانا بند کیا اور اس کے بعد اس پیش امام کو عثمان آباد شہر چھوڑ کر جانا پڑا۔ اس طرح یہ دوسرا مخالف بھی جو مسیح موعود کو گالیاں دیتا تھا خود ذلیل و خوار ہو کر شہر سے چلا گیا۔

تیسرا مخالف جس کے بارے میں خاکسار نے حضور کو اطلاع دی تھی جس کی عرفیت افسر مولانا ہے جو سجادہ نشین ہے اور لوگوں کی بیعت لیتا پھرتا ہے اور انہیں اپنا خلیفہ بتاتا ہے جس کی شامت نے اسے یہاں سے 150 کلو میٹر دور لاتور ضلع کے شہر ادگیر میں رد قادیانیت کا جلسہ کرنے کی ترغیب دی جہاں کے لوگ قادیانی یا احمدیت کو جانتے بھی نہیں اور وہ وقت ایسا تھا کہ تبلیغی جماعت کا عالمی اجتماع شہر ممبئی میں ہونے والا تھا اور تبلیغی اس کے لئے لوگوں کو تیار کر رہے تھے یہ مرشد تقریریں تو کرتا ہے لیکن کوئی عنوان نہیں ہوتا قصہ کہانی اور تقریر کرتے ہوئے بھک جائے تو بدعت بد رسوم کے ساتھ قادیانیت اور تبلیغی سب پر بولتا رہتا ہے جو ایک ہی تقریر کا حصہ ہوتا ہے اسی طرح اس رد قادیانیت کے جلسہ میں یہ جو بہکا اور جماعت کو چھوڑ کر تبلیغی جماعت کی مخالفت کی جس کے نتیجہ میں تبلیغی نوجوانوں نے اسٹیج پر جاکر اسٹیج والوں کی خوب پٹائی کی اور افسر مولانا کو بھی مارا پیٹا یہ مار دھاڑ اتنی شدید تھی کہ ایک شخص کو 24 زخم لگے اور اس کے سر میں 18 ٹانکے لگانے پڑے اور لوگ یہ کہہ کر پیٹ رہے تھے کہ یہاں کون قادیانی ہے جس کا تو رد کرنے آیا ہے یہ بات خاکسار کو خود شہر ادگیر کے ایک تبلیغی مدرس نے جو اپنے اسکول کے لڑکوں کے ساتھ شہر عثمان آباد میں چالیس دن کا چلہ کرنے آیا تھا مسجد بیت الغالب عثمان آباد میں آکر از خود بیان کی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کو جن کے نام خاکسار نے حضور انور کو بھیجے تھے ذلیل و خوار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ (آمین)

بقیہ صفحہ : (24)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس لیکچر کے ذریعہ "اسلام" کی تبلیغ کا رہتی دنیا تک حق ادا کر دیا۔ چنانچہ آپ نے تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :۔

"میں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدت سے مہر لگا چکی ہیں۔ سو یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مہر نہیں بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے اور یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری زندگی تبلیغ اسلام میں گزری۔ آپ نے ہر مذہب پر اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے لٹریچر کا ایک بہت بڑا ذخیرہ اپنے پیچھے چھوڑا ہے نیز ایک فعال جماعت کی بنیاد رکھی۔ جس کے افراد میں تبلیغ اسلام کا جذبہ پیدا کیا۔ یہ جماعت خلافت کے زیر سایہ رات دن تبلیغ اسلام کے اہم کام میں مصروف ہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوئی تو مولانا ابو الکلام آزاد نے اخبار "وکیل" امرتسر میں تحریر فرمایا :۔

"میرزا صاحب کی اس رفعت نے اُن کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرادیا کہ ان کا ایک بڑا شخص اُن سے جدا ہو گیا اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔۔۔

"اُن کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جاوے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا۔ آئندہ بھی جاری رہے۔

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا۔ قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے"۔ (بحوالہ بدر ۱۸ جون ۱۹۰۸)

دعا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اور غیر مسلموں کو اس لٹریچر سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانے اور اس مامور من اللہ کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊

اعلان دُعا

☆۔ خاکسار عرصہ دراز سے ہائی بلڈ پریشر اور بندش پیشاب کا مریض ہے۔ بہت کمزور ہو چکا ہوں۔ مکمل صحت و تندرستی درازی عمر اور خدمت دین کی توفیق پانے کیلئے درخواستِ دُعا ہے۔

(سید فضل عمر۔ آف سونگھڑہ ریٹائرڈ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

بقیہ صفحہ: ۳۲

ہیں نے ایک عنوان خدا کا وجود نہیں ہے پر ایک گھنٹہ پروگرام پیش کیا جس میں مکرم امیر صاحب جرمنی کے علاوہ مکرم زبیر خلیل۔ مکرم مظفر باجوہ اور مکرم قاسم (جرمن) کو مدعو کیا گیا۔

اس میں مختلف طبقہ سے تعلق رکھنے والے جرمن افراد نے بحث میں حصہ لیا اور مکرم امیر صاحب جرمنی نے بھی کھل کر خدا تعالیٰ کی زندہ موجودگی اور اعلیٰ وجود کو مختلف مثالوں اور تجربات کی روشنی میں پیش کیا۔ جس سے حاضرین اور ناظرین پر بہت اچھا اثر پڑا۔ اور مرکزی شعبہ تبلیغ نے ایک سرکلر کے تحت جرمنی بھر کی جماعتوں کو اس پروگرام کو سننے اور سنانے کے سلسلہ میں جاری کیا جس پر جماعتوں کے مراکز اور انفرادی تعلق رکھنے والے جرمن احباب کو یہ پروگرام دکھایا گیا خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ایک موثر تبلیغ کا ذریعہ بنا۔

اس کے علاوہ جرمنی بھر کی جماعتوں کی طرف سے مسلسل ایسی رپورٹیں موصول ہو رہی ہیں۔ جن میں مرکز کیطرف سے بھجوائے گئے پروگراموں مثلاً ہفتہ اسلامی اصول کی فلاسفی اور یوم تبلیغ وغیرہ کے موقع پر جماعت احمدیہ کا تعارف اور دیگر سیمنار کے علاوہ مقامی لائبریریوں میں قرآن شریف اور دیگر کتب کو رکھوایا گیا۔ اور مقامی انتظامیہ کے ساتھ رفاہ عامہ کے پروگرام بنائے اسی طرح گرجا گھروں میں سوال و جواب کی محفلیں جاری رہیں۔ جن کا مقامی اخبارات میں ذکر ہو رہا ہے۔

سالانہ تبلیغی رپورٹ کارگذاری آگرہ سرکل

دوران سال آگرہ سرکل و لکھنؤ سرکل کے تقریباً ۲۰۰۰ نئے مقامات پر بذریعہ موٹر سائیکل پیغام حق پہنچایا گیا اس طرح سے دوران سال تقریباً ایک لاکھ افراد کی خدمت میں پیغام حق پہنچانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

جماعتی لٹریچر کی پیشکش: دوران سال جن سرکاری و سیاسی حکمران سے رابطہ قائم کرتے ہوئے ان کی خدمت میں جماعتی لٹریچر پیش کیا گیا ان میں ۴ ضلع سپرنٹنڈنٹ پولیس ۲ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس، اے انسپکٹر جنرل پولیس، اے ممبر پارلیمنٹ ۱ ایم ایل اے، ایک ضلع مجسٹریٹ اور لفٹیننٹ گورنر انڈمان نکوبار آئی لینڈس اور وزیر اعلیٰ یوپی بھی شامل ہیں۔

بیعت: دوران سال اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پچانوے ہزار چار صد باون افراد کو قبول حق کی سعادت بخشی ہے۔ جن میں ۱۰ علماء کرام مساجد کے امام بھی شامل ہیں۔

مساجد: دوران سال اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۳۹ ایسی مساجد بھی سلسلہ کو عطا فرمائی ہیں جو کہ پوری طرح سے ویران ہو چکی تھیں۔ دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومبائعین کو مخالفین کے شر سے محفوظ رکھتے ہوئے ثابت قدمی عطا فرمائے اور اس ناچیز کو زیادہ سے زیادہ خدمت دینیہ بجا لانے کی توفیق دیتا چلا جائے۔

جب مخالفین کو آگرہ شہر میں کثرت سے پھیلتی ہوئی احمدیت برداشت نہ ہو سکی تو ان ملاؤں نے ایک ساتھ مل کر احمدیت کے قدم اکھاڑنے کی غرض سے ایک میٹنگ منعقد کرتے ہوئے یہ طے کیا کہ ہم آگرہ سے ان قادیانیوں کا نام و نشان مٹا دیں گے اس پر ایک بریلوی ملاں کے یہ کہنے پر کہ آخر تم قادیانیوں کے ہی کیوں پیچھے پڑے ہو یہ سنتے ہی دیوبندی ملاں غصے میں آ گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے زبردست جھگڑا شروع ہو گیا دونوں طرف سے خوب ایک دوسرے کی ڈاڑھی کھینچی گئیں جھگڑا بڑھنے پر اس کی خبر علاقہ کے بوشاہ گنج نامی پولیس اسٹیشن کو بھی ہو گئی۔ عین وقت پر پولیس نے آ کر دونوں فرقہ کے ۸ ملاؤں کو شہر کی فضا خراب کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا۔ اور اس طرح سے ان ملاؤں کی طرف سے اُٹھنے والا فتنہ انہیں کی طرف لوٹ گیا۔

(عقیل احمد سہارنپوری انچارج تربیتی امور آگرہ سرکل یوپی)

انڈونیشیا میں بنیاد پرست ملاؤں کو قتل کرنے کی تحریک

اب تک ۱۴۰ ملاّ قتل ہو چکے ہیں۔ کمیونسٹوں پر شبہ

جکارتہ، ۲۳ نومبر (نوائے وقت) انڈونیشیا کے جزیرہ جاوا میں دینی اساتذہ کو قتل کرنے کی وارداتیں بڑھتی جارہی ہیں اور صرف دو ماہ کے دوران قرآن مجید کی تعلیم دینے والے ۱۴۰ اساتذہ کو نامعلوم افراد نے شہید کر دیا ہے جبکہ ۱۵ اساتذہ کا کچھ پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کہاں ہیں۔ انہیں اغوا کر لیا گیا یا کہیں وہ خود چلے گئے۔ وہ گم ہیں اور ان کا سراغ نہیں مل رہا۔ اطلاعات کے مطابق قاتل سیاہ لمبا کوٹ پہنے ہوئے ہوتے ہیں اور چہرہ پر انہوں نے نقاب پہنا ہوا ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ نقاب اوڑھنے والے سیاہ پوش کسی دینی ادارے میں آتے ہیں اور اساتذہ کو خوفزدہ کرتے ہیں۔ دینی طلباء کو دھمکیاں دیتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ پھر کسی دن آتے ہیں اور اگر قرآن مجید کا معلم مدرسہ چھوڑ کر گیا نہ ہو تو اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔ کسی کو اُٹھا کر بھی لے جاتے ہیں۔ گذشتہ روز مغربی جاوا کے ایک مدرسے میں دو نقاب پوش آئے۔ انہوں نے معلم نعمان کو دھمکی دی کہ وہ اپنے کام سے باز آ جائے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ یہ دھمکی دیکر ملزم استاد کو کمرہ میں بند کر کے چلے گئے۔ چند روز بعد پھر آئے۔ پھر انہوں نے طلباء کو بھی اکٹھا کیا اور سب کو ڈرایا دھمکایا اور چلے گئے۔ ان کا خیال تھا کہ فی الحال صرف دھمکی ہی سے کام چل جائے گا۔ اب اس طرح کی وارداتیں کافی ہو رہی ہیں اور جب سے انڈونیشیا میں صدر سوہارتو کی حکومت ختم ہوئی ہے یہ وارداتیں بڑھ گئی ہیں۔ پولیس کے بعد اب فوج نے بھی بعض اداروں کے تحفظ کی ذمہ داری سنبھال لی ہے۔ ایک فوجی افسر نے شبہ ظاہر کیا ہے کہ یہ وارداتیں در اصل کیمونسٹ نواز عناصر کر رہے ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اسی علاقے میں چند ہفتے قبل کالے علم کے جادوگروں کو ہلاک کر دیا گیا۔ کیونکہ ان جادوگروں نے بھی بعض بے گناہ افراد کو زندہ جلا دیا تھا۔ لیکن اب دینی مدرسوں کے اساتذہ کا قتل ایک نئی واردات ہے۔ جس کا کالے علم سے تعلق نہیں بلکہ یہ مجرم کالا لمبا کوٹ پہن کر آتے ہیں اور چہرے کو نقاب سے چھپا رکھا ہوتا ہے۔ اگرچہ شہید یا گم ہونے والے ان دینی علماء کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی ہے۔ مگر ابھی تک پولیس یا فوج کسی ملزم کو موقع پر گرفتار نہیں کر سکی۔ (بحوالہ ہندسماچار)

کھنہ کے قریب فرنٹیئر میل و سیالدہ ایکسپریس میں خوفناک ٹکر

۲۵/ ۲۶ نومبر کو دہلی امرتسر میں ریلوے لائن پر واقع کھنہ منڈی ریلوے سٹیشن سے ۴ کلومیٹر لدھیانہ کی طرف واقع گاؤں کوڑی کے قریب صبح ۳:۱۵ بجے ممبئی سے امرتسر جارہی فرنٹیئر میل اور جموں سے کلکتہ جارہی سیالدہ ایکسپریس کے درمیان ٹکر ہو جانے کے نتیجہ میں کم از کم ۱۵۰ افراد ہلاک اور ۲۵۰ سے زائد زخمی ہو گئے۔ ہلاک شدگان میں بہت سے مسافر ایسے بھی شامل تھے جو ویشنو دیوی کی زیارت کے بعد واپس جارہے تھے۔ سرکاری حلقوں نے بتایا کہ مارچ ۱۹۹۷ء سے لیکر اب تک ۳۹۶ ریل حادثے ہو چکے ہیں۔ ریلوے کے ذرائع نے بتایا کہ ۹۶-۱۹۹۵ء کے دوران ۳۹۸ اور ۹۷-۱۹۹۶ء کے دوران ۳۸۱ ریل حادثات ہوئے تھے۔

وسطی امریکہ کے ملکوں میں بھاری تباہی۔ بیماری اور قحط سالی

وسطی امریکہ کے ملکوں جنہیں گذشتہ دنوں طوفان گرد باد کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اب بیماری اور قحط سالی کے شکار ہیں۔ سرکاری رپورٹ کے مطابق اس طوفان میں ابھی تک ۱۰۰۰۰ اشخاص مر چکے ہیں اور کم از کم ۱۵۰۰۰ لاکھ پتہ ہیں لگ بھگ ۲۰ لاکھ لوگ بے گھر ہو گئے ہیں۔ نکارا گوا میں موٹ کاسٹیا آتش فشاں کے لاوے والی ایک جھیل کے کنارے طوفان کے دوران پیدا بند ہ ٹوٹنے سے ۵ گاؤں تباہ ہو گئے نکارا گوا میں مارے گئے ۲۰۰۰ اشخاص میں آدھے اسی لاوے کی زد میں آنے سے مر گئے۔

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ چنتہ کنٹہ (آندھرا) کا دو روزہ سالانہ اجتماع ۹۸ء

لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع ۲ نومبر ۹۸ء کو محمود منزل چنتہ کنٹہ میں منعقد ہوا۔ جس میں وڈمان و محبوب نگر کی جماعت سے بھی ممبرات نے شرکت کی صبح ۱۱ بجے اجتماع کی تقریب کا آغاز ہوا اجلاسات میں مختلف علمی مقابلہ جات ہوئے اسی طرح ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ نماز ظہر و عصر کے بعد تمام لجنہ و ناصرات کو دوپہر کا کھانا کھلایا گیا۔ پوزیشن حاصل کرنے والی ممبرات کو انعامات دیے گئے آخر میں مکرمہ بشریٰ نثار صاحبہ صدر لجنہ نے اختتامی خطاب فرمایا۔ (یاسمین جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ)

پاکستان پولیس کے ۱۳۰۰ افسر انسداد رشوت ستانی کی گرفت میں

لاہور ۲۶ نومبر (اے این آئی) پاکستان کے محکمہ انسداد رشوت ستانی نے ۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۷ء تقریباً ۱۳۰۰ پولیس ملازموں کے خلاف مقدمات درج کئے ہیں۔ وزیر قانون پنجاب بشارت نے بتایا کہ جن ۱۲۸۹ پولیس ملازموں کے خلاف رشوت کے مقدمات درج کئے گئے ہیں ان میں سب انسپکٹر سے اونچے درجے کے ملازم ہیں۔

مغربی بنگال میں طوفان کی تباہ کاری ہزاروں لوگ بے گھر ہو گئے

کلکتہ ۲۲ نومبر (یو این آئی) ضلع مدناپور میں زبردست طوفان گرد باد سے کھڑی فصلوں کو نقصان پہنچا ہے اور ہزاروں لوگ بے گھر ہو گئے ہیں۔ آج بعد دوپہر طوفان بنگلہ دیش کی طرف مڑ گیا تقریباً ۱۰ ہزار جھونپڑے برباد ہو گئے ہیں اور ۲۰ ہزار درخت جڑ سے اُکھڑ گئے۔

روس نے ۶ پاکستانی ملا نکالے

ماسکو (اے پی) روس کے حفاظتی منتظمین نے آج ۶ پاکستانی ملاؤں کو روس سے نکال دیا۔ ان پر بنیاد پرستانہ اسلام کی تبلیغ کا الزام ہے۔

درخواست دُعا

جماعتہائے احمدیہ کشمیر کے طلباء طالبات ہائر سکنڈری اور کالج کے امتحانات میں شامل ہو رہے ہیں۔ ان سب کی نمایاں کامیابی کیلئے درخواست دُعا ہے۔ (عبدالحمید ٹاک امیر جماعت کشمیر)
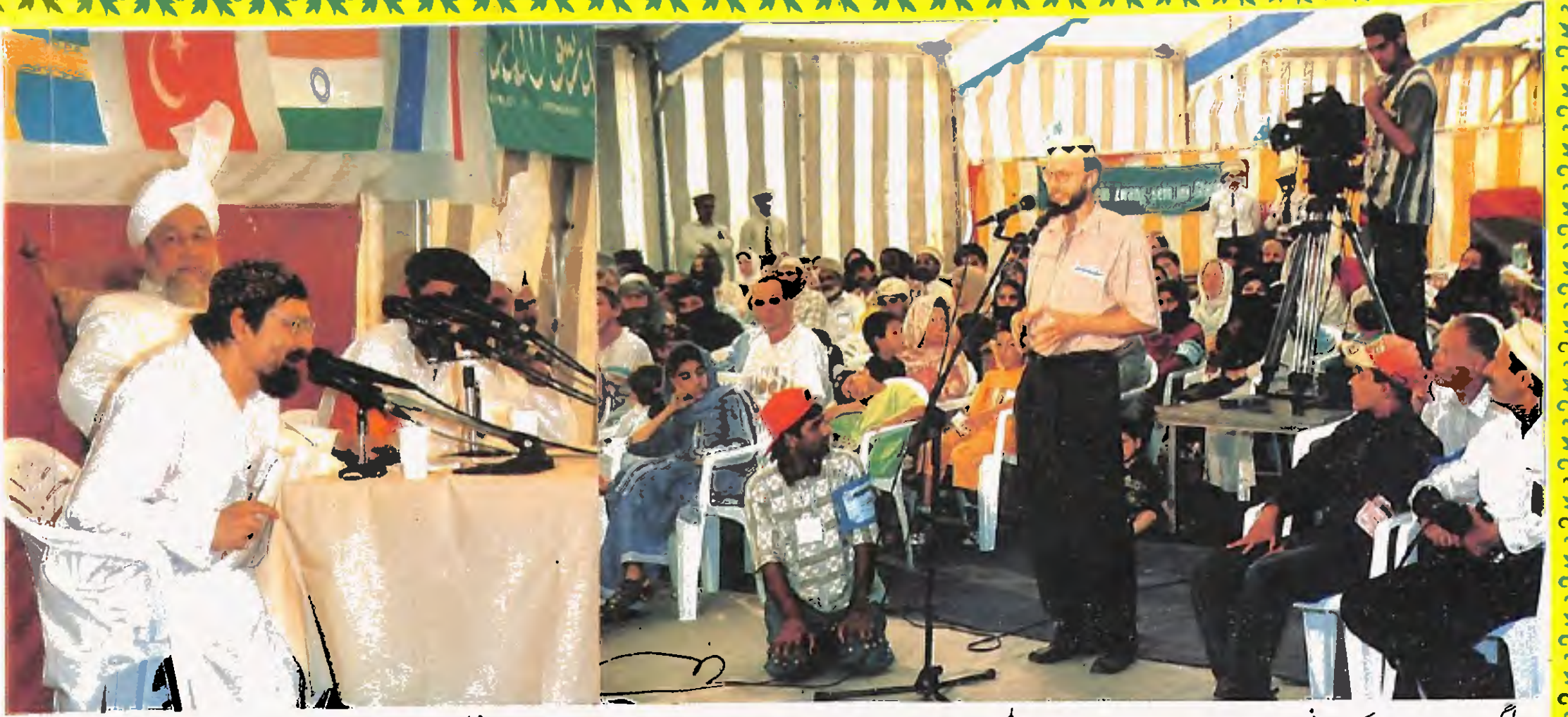
عالمگیر جماعت احمدیہ کے روحانی خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جرمنی اگست 97ء کے موقعہ پر مجلس عرفان میں جرمن دوست حضور انور سے سوالات کر رہے ہیں۔
جرمن زبان میں ترجمہ محترم ہدایت اللہ صاحب ہبش کرتے ہوئے۔

جماعت احمدیہ شمس پور (املوہ) ضلع فتح گڑھ صاحب میں 25.10.98 کو نئی مسجد 'نور' کے افتتاح کے موقع پر جلسہ پیشوایان مذاہب منایا گیا۔ جسمیں مختلف مذاہب کے علماء کرام نے تقاریر کیں۔ (1) گوردوارہ فتح گڑھ کے ہیڈ گرنتھی گیانی سرب جیت سنگھ خطاب کرتے ہوئے (2) پنجاب میں جن بچوں نے قرآن مجید ختم کیا ہے ان کو مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ واشاعت گورمکھی ترجمے والا قرآن مجید پیش کرتے ہوئے (دائیں) مولوی نصیر احمد صاحب بھٹی مبلغ شمس پور کھڑے ہیں۔

پریس کمیٹی قادیان کی جانب سے 18 اکتوبر 98 کو مدرسہ احمدیہ کے ہال میں ایک پریس کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ واشاعت قادیان نے فرمائی۔
زیر نظر تصویر میں محترم سعادت احمد صاحب جاوید ایڈیشنل ناظر امور عامہ و پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ بھارت نامہ نگاروں کے سوالات کے جواب دیتے ہوئے۔

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت 98ء کے موقعہ پر زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ قادیان مولوی بشیر احمد صاحب طاہر قائمقام ناظر اعلیٰ قادیان چوہدری محمد اکبر صاحب سے انعام اوّل حاصل کرتے ہوئے۔ سٹیج پر مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت تشریف فرما ہیں۔

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 98ء کے موقعہ پر بھارت کی مجالس میں مجلس قادیان کے اوّل آنے پر مکرم شیخ ناصر وحید صاحب نائب مہتمم مقامی فضل عمر ٹرانی حاصل کرتے ہوئے۔ تصویر میں مکرم مبشر احمد صاحب بٹ صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت بھی تشریف فرما ہیں۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol - 47 | Thursday, 3/10 December 1998 | Issue No : 49-50

☎ (091) 01872-20757
20091
FAX (091) 01872-20105
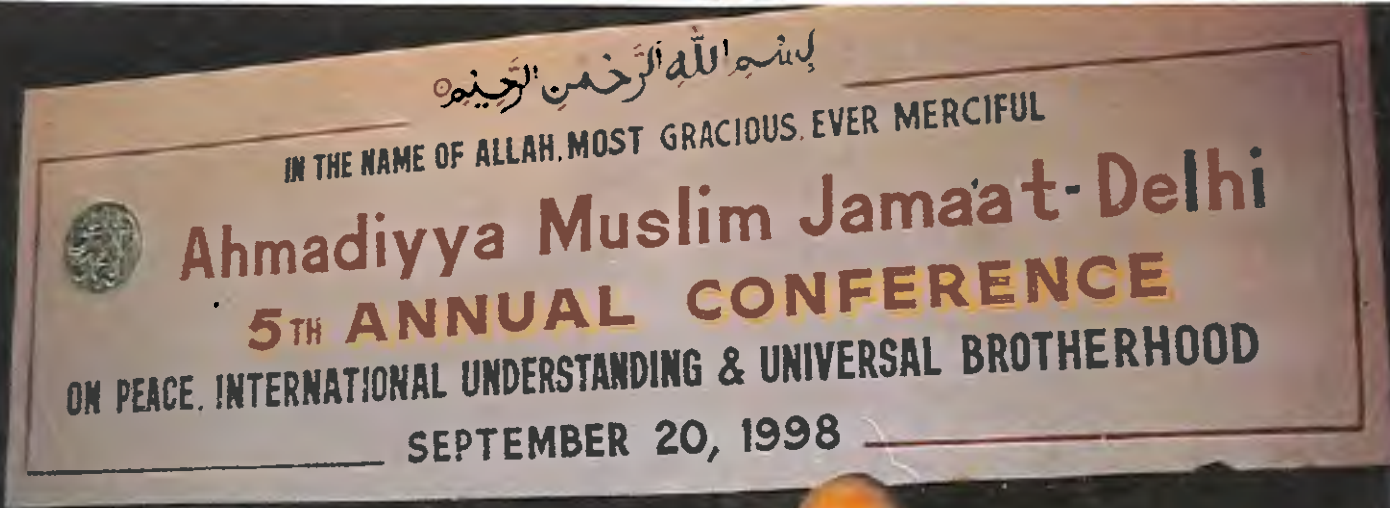
جماعت احمدیہ دہلی کی پانچویں سالانہ کانفرنس منعقدہ 20 ستمبر 98ء سٹیج پر (دائیں سے بائیں) محترم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد۔ جناب رتناکر پانڈے صاحب سینئر پروفیسر دہلی یونیورسٹی ۔ جناب راجیو بھورا صاحب جنرل سیکرٹری گاندھی فاؤنڈیشن۔ مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی (صدر اجلاس) مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ (عقب میں) مکرم قریشی محمد سلیمان صاحب پریس سیکرٹری جماعتِ احمدیہ دہلی نظر آرہے ہیں۔ ⟸
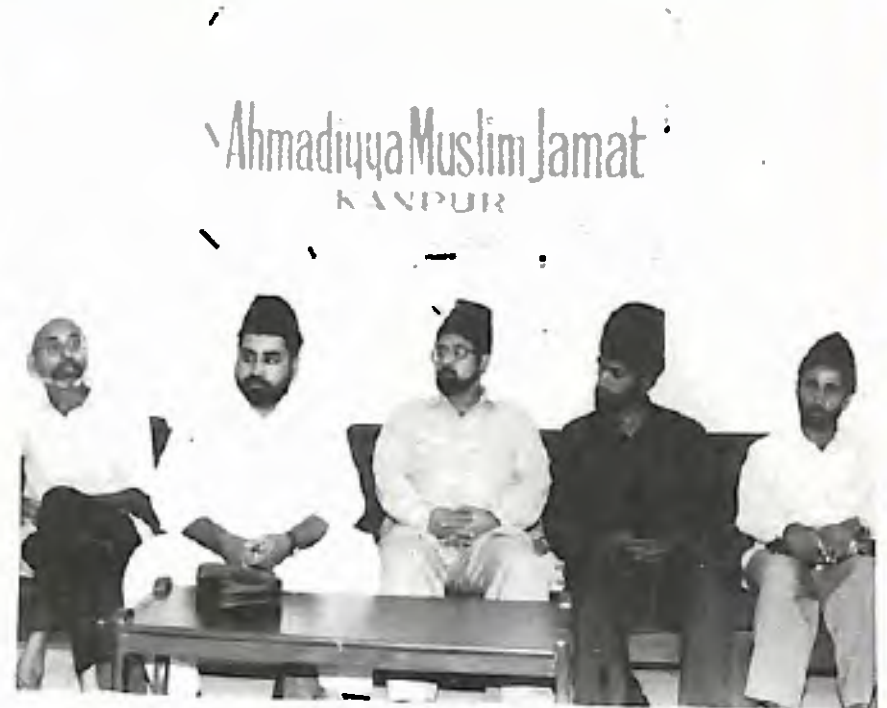
جلسہ سالانہ برطانیہ 98ء کے دوسرے روز (یکم اگست) ایک مخلص احمدی نوجوان مسٹر جیمز بلنٹن ٹیلیفون پر B.B.C کو انٹرویو دے رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب پریس سیکرٹری لندن تشریف فرماہیں۔

پریس کلب کانپور میں جماعت احمدیہ کی جانب سے 12/اکتوبر 98ء کو پریس کانفرنس منعقد کی گئی (بائیں) مکرم تحسین پرویز صاحب امیر جماعت احمدیہ کانپور۔ اس موقع پر لی گئی ایک تصویر

ڈیزائننگ و کمپوزنگ : کرشن احمد ۔ مصباح الدین قادیان